

لعنی

رسال و ملطف آدم و سعادت

Ketabton.com

مرتبه

زند فارود و تصحیح نعمت

١٥١-

عن سبع مائة حديث فاني ذكرني في نفسه الخ كذا طلب صدر

الله است

١١- أولىي تحت صباحي للديو فهم غيري -

١٥- سيرنا في نهر سرگز الله عالم الفعل دلم در زمانه اکم خادم

١٦- در کشور پیغمبرت در آمد دست صل الله علیہ السلام که ایشانی

١٧- کلام کلوف بشه مقتبس از مکاره نبوی که ایشانی

١٨- مخلقے از اخلاقی الیه متحقق گشت او درینه است

١٩- محمد احمد بلا عیم است اورا با خاتیا که لبیت

٢٠- نعمت رسول کریم صل الله علیہ السلام

٢١- زمین بوسیده ارسلین میرا لکل و سمع

کلیات بابی بالله

یعنی

مجموعہ کلام و رسائل و ملفوظات و مکہمات

مولانا ابو الحسن زید فاروقی حب نسبتیندی محدثی
مرتبہ

ڈاکٹر رہان احمد فاروقی ایم اے پی یونیورسٹی (علیگ)

پاکستانی اوقاف مغربی پاکستان

ناشران

ملک دین محمد زید سر اشاعت نہریں بی و دل امور

مکہ محمد عارف طابع

ناشران ملک دین محمد ایڈنسن
با اعانت
محکمه اوقاف مغربی پاکستان

مقام اشاعت اشاعت منزل، بُل روڈ، لاہور

مطبوعی دین محمدی پریس، لاہور

قیمت دس روپے ستر پیسے بلا جلد
قیمت مجلد دس روپے ۱۰۰

مہر س

۱	دیباچہ
	مقدمہ عبید الجید ریزدان
۷	مختصر احوال ابو الحسن زین فاروق دہلوی
۱۷	طفو طات
۴۹	مکتوپات
۱۲۵	رسائل
۱۲۶	ا۔ در بیان حقیقت نماز
۱۲۹	ب۔ صورت نماز
۱۵۰	ج۔ مختصر بیان توحید
۱۵۱	د۔ معنی آمودہ
۱۵۵	ک۔ معنی اسم اللہ و سورۃ فاتحہ
۱۵۹	ل۔ بیان سورۃ والشمس
۱۶۲	م۔ بیان سورۃ اخلاص
۱۶۵	ن۔ بیان سورۃ المفلق
۱۶۶	ط۔ بیان سورۃ النّاس
۱۶۹	ی۔ توجہ دعائے قبولت
۱۶۹	ک۔ بیان آیۃ وہو مَعْلُومٌ آیۃ ائمَّا توْلُوفَ شَمَ وَجْهُ اللَّهِ

- ۱۷۴ - رساله در شرح رُباعیات موسومه سلسلة الاحرار
- ۱۹۱ - مجموعه کلام
- ۱۹۲ - مشنوی قبل از زمان درویشی
- ۲۰۱ - مشنوی گنج فقر
- ۲۳۷ - ساقی نامه
- ۲۴۳ - سلسله پیران طریقت
- ۲۴۸ - تاریخ تولد هر و پیران مبارک
- ۲۴۸ - تاریخ تولد خواجہ محمد عبدالله
- ۲۵۵ - ربعیات، فرد

ہفتہِ در میں

(محمد عبدالجبار ریزی وائی پریس رچ سکالا شعبہ تعلیم و مطبوعات مکملہ اوفاق حکومتی خری پاکستان لیور)

یوں تو کسی بھی مصنف کی نشری پاکشیری تخلیقات کا جائزہ لینا کچھ آسان نہیں ہے تو مالیکن مشکل اور بھی بڑھ جاتی ہے جب صاحب تخلیق ایک آگاہ راز سا کس، ایک پاک عمل صوفی اور ایک صاحب مقام ولی و بزرگ دین بھی ہو۔ اور پھر پیداوی سراپا خارج اربن جاتی ہے جب تبصرہ نگار سمجھداں ہونے کے علاوہ تروامن رو سیاہ بھی ہو اور تردا منی بھی وہ نہیں کہ یعنی دامن پھوڑ دیں تو فرشتے و صنوکوں بلکہ دوہ کے ذوقِ عصیاں ہی سرمایہ زیست اور متاعِ حیات ہو۔

دریائے معاصری تنک آبی سے ہوا خشک

میرا سردار من بھی ابھی تم نہ ہو اکھت
پس خواجہ باقی باللہ علیہ رحمت کی تخلیقات کے بارے میں سچاری خامہ فرمائی گویا جگت ہے اسی کا اہتمام ہے۔ اہل جرح کی ناؤک اندازیاں ہو مگر اور ہمارا دل واغدار کہ زخم کھانا اور لذت اٹھانے کی جس کا
منتهی مقصود ہے۔ کیوں نہ ہوں پردت ناؤک بیداد کہ ہم
آپ اٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے
حق تو یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی تمام شعری و نثری تحریروں کا نچوڑا ایک سچلے میں بھی پشت کیا جاسکتا
ہے کہ بیانِ توحید باری تعالیٰ ہی ان کے کلام میں چاری و ساری ہے۔ اسی ایک گل خوش رنگ کا
ضمون ہے جسے انہوں نے مونہیں نہ را ڈھنگ سے باندھا ہے یعنی
ہر خطہ ہے مومن کی نبی آن نبی شان

لیکن میں نے ذوقِ حضوری کی خاطر اس حکامت لذیذ کو ایک حد تک طول دے دیا ہے۔
حضرت خواجہ کے نگارشات کا جائزہ تنقید و تبصرہ کے عام اصولوں کے تحت یعنی کو شش سورا دب
ہے۔ چنان مصنف کا مقصد تحریر ہے ہو کہ فصاحت و بلاغت کے دریابہائی جامیں، انسان پردازی کے حجج

دکھاتے چاہیں، نازک چبایلوں اور رنگیں پیانیوں سے فہنوں کو مخطوط و پوچھنخونہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے برلنگٹن ہمارے نشر کے سماں تھے کوئی قصد آؤندی یعنی ابلاغ خپلہ رایا جاتے۔ اور ہمارے تحریر ایک خاص اور واضح مقصد کی حامل ہوا اور مقصد بھی خالص دینی و نہری ہو وہاں نظم و نشر کو جانچنے کے فنی اصول اور تنقیدی پیمانے کیاں ساختہ دے سکتے ہیں۔ ہمارے صریح خامد نوائے سروش اور نداۓ غیرہ کا درجہ رکھتی ہو وہاں تبصرہ و جسح کا کیا کام ہے؟ ہمارے ہر لفظ پر ایک بھروسہ شخصیت کی جھلک اسکھوں کو جائزہ کر رہی ہو وہاں حسن تحریر اور حسن بیان کی حیثیت تو ناؤں بھی نہیں رہ جاتی۔ وہاں تو ملکا ہیں اسی عکسِ روح پور کے خدوخال متعین کرتی رہ جاتی ہیں اور نظر آرہ جمال کی فرصت بھی عیسیٰ نہیں آنے پاتی ہے۔

نظر آرہ جمال کی فرصت کیا ملی محفل کائن کی جاہ و حشم دیکھتے رہے
پس حضرت خواجہ کی نظم و نثر کا ذکر آپ کی حیاتِ باپر کات سے علیحدہ طور پر نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کثرت اسی وحدت میں جلوہ فگن ہے (اور شاید بھی جدید تنقید کا بنیادی تقاضا بھی ہے) بہر حال کیسے کہا کے بجا تے کیا کہا ہمارا اصل موضوع ہے۔

حضرت خواجہ کے حالات و سوانح پیشتعل کوئی مکمل یا یاقاude کتاب ہماری نظر سے نہیں گزرا ہی ہوں بہت سی کتابوں میں آپ کا ذکر ملتا ہے لیکن ایک آدھ صفحہ یا زیادہ سے زیادہ ایک باب کی صورت میں مثلًا خواجگار نسبتند پر کوئی تذکرہ ہے تو اس میں خواجہ کا ذکر جزوًا آجاتا ہے، اولیاۓ کرام پر کوئی تصنیف ہے تو وہاں آپ کا نام مل جائے گا۔ زیادہ تو آپ کا ذکر ان مقالوں، رسالوں یا کتابوں میں ہے جو حضرت امام ربانی تجدد والفت ننانی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔ مرتب کلیات نے زید ابوالغیر کی سوانح باقی باللہ کا حوالہ دیا ہے لیکن لاہور کی کسی لائبریری میں کم سے کم وہ مجھے دستیاب نہ ہو سکی ممکن ہے اس میں سوانح نگاری کا حقن ادا کر دیا گیا ہو لیکن اس میں سے جس قدر ہو اے مرتب نے دیتے ہیں ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس قدر ہوا تو شاید شیخ اکرام کی تصنیف روز کوئی بھی موجود ہے حالانکہ وہاں بھی خواجہ کا ذکر صرف ایک باب میں ہی کیا گیا ہے۔ بہر حال دوہستے کے اندر اندر جس قدر معلومات حاصل ہو سکی ہیں انہی کی روشنی میں یہ مقدمہ ترتیب دیا گیا ہے اگرچہ میری ہماری دنادانی کی تاریکی میں یہ روشنی مدد ضرور پڑھنی ہوگی۔

نام و ولد تیب آپ کا اسم گوامی محمد الباقی نثار والد ماجد کا نام قاضی عبد السلام مفرغی بتایا

گیا ہے اور بعض جگہ قریبی کا لفظ بھی آخر میں لکھا ہوا ہے۔ اکثر وقت آہ و بکامیں گزرتا تھا جس سے خود ان کا صاحب حال ہونا بالکل عیاں ہے۔

نسب | مکال کا مذکورہ اس کے نسب و نسل کے بغیر نامکمل کیوں تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی علمت و فضیلت، کسب مکال کی مرثیوں مقتضی ہوتی ہے ذکر نسب کی؟ یہ عنوان مجبوراً اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مرتب کلیات نے اس پر خاص طور پر بحث کی ہے اور لطف یہ ہے کہ آخر میں خود ہی جامی کا یہ شعر ہی نقل کر دیا ہے۔

بندہ عشق شدی ترکِ نسب کوں جامی

کہ دیں رہا فلاں ابین فلاں چڑیے نیت

بہ حال ثابت یہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواجہ صاحب سید نہیں تھے بلکہ توک تھے کیونکہ آپ کے والد قوم خلخ سے تھے جو ایک تحقیق کے مطابق ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور وسرے دعوے کی رو سے افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور علیحدی اسی سے مشتق ہے۔ یوں لفظ خلخ خود ہی خلجان میں لٹا گیا تو پھر توک و افغان کا فیصلہ کیونکر کیا جاتے؟ اس ضمن میں خواجہ کے وہ اشعار بطور سند پیش کئے گئے ہیں، جو آپ نے اپنے فرزند کی ولادت پر کہے ہیں۔

گل شکرے بو الحبے دست داد شکرہ ہندی و گل توک زاد

بلکہ ز کشمیر گل ز عفران شد شکر آلوہ ہند دستاں

در اصل یہ جو ایضاً تعارف و تشبیہ کی نیاز میں باقی ہو رہی ہیں، ولادت فرزند پر اظہارِ میراث کے طور پر ہیں، ورنہ خواجہ کا مقصد اپنے حسبِ نسب کی نشاندہی کو ناٹھیں ہے۔ کہ یوں تو پھر مادریت سے گزر کر حقیقت تک رسائی اور نفس سے خالی ہو کر حق میں زندہ و باقی رہنے کے تمام دعوے باطل ہو کرہ جاتے ہیں۔ یہ تو عجیب تضاد ہو گا کہ ایک طرف تو اس فرمان کو شعل را و بنائے کی تلقین کی جلتے کہ تم میں ہی بزرگ نہ ہے جس کے اہمیت اپنے ہیں۔ اور دوسری طرف علیحدی و توک زاد ہونے پر اظہارِ فخر کیا جاتے؟ اگر کہیں ان کا سب سادہ ایضاً ہونا ثابت ہوتا ہی ہے تو وہاں یہ بحث چھیر دی گئی ہے کہ سب سطائقری میں نواسے کو کہتے ہیں پوتے کو نہیں کہتے۔ یہ نہ تصور کیا جائے کہ راقم کو خواجہ کے سید ہونے پر اصرار ہے بلکہ مقصود یہ جعلناک ہے کہ چار سے زد بیک یہ بحث اسی سر سے سے برکار اور غیر مفید ہے اور خود ان صوفیا کی تعلیمات کے منافی ہے۔

جن کی زندگیاں انہی بُتاں رنگ و خون کو توڑنے میں صرف ہو گئیں۔

لقب [ب] اباقی باللہ حضرت خواجہ کا لقب ہی کہنا چاہیے اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ کو اتباعِ کامل کی بذلت بیرونگ "بھی کہا جاتا ہے معلوم نہیں کیوں ممکن ہے اس کی وجہ وہ عاجزی اور انکساری ہو جو آپ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

ولادت و وفات [ح] حضرت خواجہ کا سال ولادت ۱۷۹ ہجری ۴۵۵ھ میں ہے اور یہی سال ولادت آپ کے عظیم المرتب مرید و خلیفہ امام ربانی حضرت احمد رشیدی مجدد والغوث ثانی کا بھنی ہے۔ اللہ اللہ کیا اتصال روحانی ہے ہے تیر سے جلوں کو بکھیں اور مرے دل کی طرف بکھیں

کہاں ہیں اتصالِ موج و ساحل و بیکھنے والے
سال وفات ۱۴۰۱ ہجری ۱۹۸۰ء ہے گویا کل مدتِ حیات کم و بیش چالیس برس اولیں
ایک رباعی میں بڑے لطیف پیرتے میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے
صحر انشیں نے سیلِ خدر کی کہ آستین تو می کنم پا گریہ و افسروہ می روم
آل گلشنم بہ بارع تو کریک لشیم لطف نشگفتہ ام ہنوز کہ پڑھرہ می روم
تعلیم و تربیت [خ] خواجہ کو ابتدائی سے حصولِ علم کا شوق بحمدِ جنون تھا چنانچہ حصولِ علم کی منزیلیں
بڑی تیزی سے طے کرنے لگے لیکن ایک مجزوب بلنے ایک دن بڑے معنی خیز
اندازیں یہ کہہ کر کہہ در کتر و ہدایہ نتوان وید خدا را
آئینہ دل میں کہ کتابے پہ ایں غیبت

آپ کی وُنیا ہی بدل ڈالی۔ اب آئینہ دل کو دیکھنے کی وُصْن سوار ہو گئی، اور بجانے کہاں کہاں لئے پھر قی رہی، ایک بیقراری بختی کہ چین نہ لینے دینی تھی ہے

پار بار اس کے در پہ جاتا ہوں حالتِ اب اضطراب کی سی ہے
کتنے ہی بزرگوں کے آستانوں پہ حاضری وی۔ اور کتنی ہی بشارتوں سے سرفراز ہوئے اور آئینہ

لے رو د کوثر

ول کو اتنی جلا دی کہ حقیقت کا صحیح عکس اس میں نظر آنے لگا۔ خود لکھتے ہیں۔ "ہرگاہ ملائتے می رسد در خود می تیریم و یک بد صفتے در خود می یا پیم و ایں اشارت راموغظہ غبی میدے انیم" — اللہ اللہ کیا مقام ہے اور کیا آگاہی! اسی خیال کو ظفر نے یوں شعر کا جامہ پہنا دیا ہے ہے

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے نہ بڑھتے دیکھتے اور ول کے عجائب نہ بڑھتے
پڑی اپنی برا بیوں پر جو نظر تونگاہ میں کوئی بڑا نہ رہا
نزیریت کے سلسلے میں منعقدہ نزدیکوں سے فیض حاصل کیا۔ ممکتو بات میں فرد اُفراد اُسکے نام گزارے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں ان کی یہ تحریر ملاحظہ ہو :

"..... پیر سہ است، پیر خرقہ، پیر تعلیم، پیر صحبت
اگر کسے از پیر صحبت بہ راہِ صحبت بکمال رسیدہ باشد اُور اب پیر تعلیم کہ تلقین ذکر
از و بکیر و حاجت نبود، مثلاً شخص کہ منزل رسید بعد ازاں اور ابا سپ
خریدن حاجت نباشد۔"

اسی لمحن میں سفر و سیاحت کے دوران کہا جاتا ہے کہ خواجہ بہا الدین نقشبند عالم از خود رفتگی میں سامنے آئے اور خواجہ صاحب نے ان سے فیضِ روحانی حاصل کیا۔ یوں بظاہر اگرچہ تعلیم اور صوری رسمی لیکن بہادر صوری سے تو پھر کوپڑی کسے کہتے ہیں!

ما در الشہر کے صوفی درویش خواجہ امکنگی نے عالمِ خواب میں کہا :
خلافت ["ہماری آنکھ تھماری راہ پر لگی ہے۔"

اور مخفون نے خلیفہ بن کر اپ کو ہندوستان بھیجا۔ اسی خرقہ خلافت کو حاصل کرنے کے لیے بعض مریدوں کی عمریں گزر جاتی ہیں اور ایک دو ہوتے ہیں کہ خود پیر و مرشد ان کا انتظار کیا کرتے ہیں۔ بعضیہ پیر صورت خود خواجہ باتی باللہ اور حضرت مجدد کی پیری و مریدی اور عطاۓ خرقہ خلافت کی تھی کہ خلافت عادت خواجہ نے حضرت مجدد کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی، اور پھر اور بھی نیا دہ خلافت مکمل استخارہ کیے بغیر ان کو مرید کیا۔ اور سلوک کی منزلیں دو اڑھائی ماہ میں طے کر دیں۔ اور اس کا اعتراف بکمال عقبہ نے حضرت مجدد نے خود بھی کیا ہے۔

و روہنہ حضرت خواجہ کی چھپیں سالہ حیات بارگفت کا نتیجہ باشان واقعہ ان کا سر زمین ہند میں تشریف لانا ہے۔ اور سچ توبہ ہے کہ انہیں

بہاں خاص طور پر بھیجا گیا تھا۔ ہماری مراد اس بشارت و اشارت سے ہے جو حضرت خواجہ کو ہندوستان آئے کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ ہمارے جدید نظام و محقق اپنی تحریروں کو زیادہ سائیٹیک بنانے کی وجہ میں اس پیلو سے ذرا گزین کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ تویں تو ایمان بالغیب کی ساری عمارت ہی دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔ جب ہم ان دیکھے خدا، نادبادہ فرشتوں اور وحی دالہام پر عقیدہ رکھتے ہیں تو کشف و کرامت اور اشارت و بشارت کے ذکر سے کبھی شرم نہیں ہی تھی۔ نائبان رسول سے دُنیا کب خالی رہی ہے، مصلحین کے زندہ نہیں ہی تو سُنْتِ الٰہی کو ہمیشہ زندہ رکھتے ہیں۔ پس اس نظام ظاہری کے علاوہ کوئی تو نظام اور بھی ضرور ہے کہ انسانیت قدر مذکوت ہیں گر کہ پھر سے کھوئے ہوئے راستوں کو پالیا کرنے ہے۔ اور سیاہ خانہ پھر سے منور ہو جاتے ہیں۔ ثبوت و ویل اور برهان و استدلال کے علاوہ ایک اور شے بھی ہے جسے دجدان کہتے ہیں اور یہی وہ طاقت ہے کہ عقل جسیں کے آگے پیڑاں دیتی ہے، ہم اس ہوشیار پر خواجہ کی شاعری کے باب میں اظہار کریں گے تا ہم یہاں خود خواجہ کی تحریروں میں سے، دو ایک اقتباسات ایسے پیش کرنے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی زندگی میں بشارت و اشارت کو کتنا دخل تھا۔ شیخ تاج کو ایک مکتوب ہیں لکھتے ہیں:

”وَيَگرِ سید نجَايِي کَه اور ترقی دار د، چوں در خدمتِ شما است چه حاجت
که ایں جا بیا پید۔ اگر از غیب اشارت نے بر سر دنا چار باید آمد آں چیزے و گارت
عَزْ مِنْ كَرِيمٍ لِيَلِي وَسِيلِي أَكْيَسْتَ مِنْ“

ایک شخص کو تحریر فرماتے ہیں:

”پیش از بیک روز بیک نوع اشارت شد با نکہ اہمال در توجہ بجانب
شما نکیم دا زہمیں جا غائبانہ نیز بہت بر ترقی شما بر بندیم، بتوفیق اللہ تعالیٰ
لقصیر نخواہیم کرد۔“

آگے چل کر لکھتے ہیں:

— اشارت خواجہ بزرگ برائیں است کہ شمارا دریں وقت تہماں گزاریم، ہر

چند کہ ازیں جانباز خافل نہیں، چہ تو ان کر دکہ مارحت دھم شما ساختہ اند۔

ان شالوں سے جہاں ہمارے نقطہ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے تو ہمار حضرت خواجہ کی (متقاوماً بلند پر فائز ہونے کے باوصفت) میکنی طبع کتنی روح پر و مگر وقت انگریز سے بسحان اللہ کرہے ہیں اس کی روحاںی تربیت لیکن کہتے ہیں خود کو اس کا خادم — !

مزید وضاحت کے لیے بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت کا ہر سوال میں استخارہ کرتا تو ہر تذکرہ و تاریخ کی روشنی سے ثابت ہے۔ وہ بھی تو اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ پھر غائب انکساری کے علاوہ ان کی ایک خاص بات "سنراحوال" ہے یعنی چھپاتے تھے ان بالوں کو — آخر کچھ تو تھا چھپاتے تھے! اور راز کو راز رکھنے کے لیے مخفیات کو ہمیشہ خوب سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ اس کا یہ طلب نہیں کہ دین و ایمان کی گنجائی ہی سمجھات و خوارق پر ہے بلکہ امور کی مناسبت نہیں لیکن یہ کہ ان کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا — ورنہ خود خواجہ نے مولانا روم کا پڑھ راس صحن میں نقل کیا ہے —

موجب ایمان نسب شد بحجزات

بوئے جنسیت کے نہ جذب صفات

ہر حال خواجہ کو حضرت امکنگی نے خلافت کا خلعت خاص اسی لیے بخشان تھا کہ وہ ہندوستان جا کر اصلاح حال پر توجہ دیں۔ اور وہ خاص مشن حضرت احمد سرہندری کی تربیت کرنا تھا جن کے فیض سے آگے چل کر کتنے فتوؤں کا ستد باب ہونا تھا۔ اچھا پسحیر حضرت خواجہ وفات سے چند سال قبل ہندوستان میں آئے، کچھ عرصہ کی شبیر اور ایک سال کے قریب لاہور میں رہے اور بالآخر دہلی پہنچ کر قلعہ فیروز شاہ میں نادم اخراجیم ہے۔ اس قلعہ کی فیروز بھٹی کا اس سے بڑھ کر کیا ٹھوٹ ہو گا کہ یہی وہ مرکز تجلیات خواجہ حضرت امام ربانی کے لیے شتمی گاہ ایمان وہ راست بنتا۔

مکمل و مفصل سوانح کی کمیابی ।

حضرت خواجہ کے مکمل سوانح حیات اور مفصل حالات زندگی اس بیانے پر نہیں کہ مہندوست ان میں ان کی آمد زندگی کے آخری حصے میں ہے۔ اور وہ بھی اس وقت جب عہدِ اکبری کے مشهور مؤرخ دفات پاپ کر کے تھے۔ خود افضل نے اپنے حالات تحریر کرنے کے بعد تبلیغ و اشاعت دین پر زیادہ زور دیا ہے۔ پھر یہ کہ ان کی مدت حیات بھی بہت مختصر ہے اور نہ شاید یہ پہلو اس قدر شدید نہ رہتا اور مدد سے بڑھ کر یہ کہ ان کے مرید و خلیفہ کی شہرت، اس درجہ ہوئی کہ لکھنے والوں کی زیادہ توجہ ادھر سی ہی اور خواجہ کا ذکر ان کے ساتھ ہی محض جزو ایسا ضمانت کیا جائے لگا۔ اور پھر اکب ایسے صفوٰتی باعث کے حالات زندگی کا سراغ لگانا آسان بھی تو نہیں کہ جس نے ظاہری سے زیادہ بالطفی نزدیں طے کی ہوں جن کا علم سولتے اس کی ذات کے سی کو مشکل ہی سے ہو سکتا ہے۔ درویشانہ زندگی تھی۔ دربار سے غسلک ہونا درکنار، اس سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور شان استغنا کا یہ عالم کہ خان خانوں نے اکب لاکھ کی رقم حج کے لیے بھیجی تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ یہ فقیر کی شان کے خلاف ہے۔ نواب مرتضیٰ خاں جو عموماً شیخ فرمید کے نام سے مشہور ہیں اُمراءٰ و وقت میں خاص درجہ کے مالک تھے لیکن خواجہ کے غلام بیے دام تھے اور تحفظِ دین کے لیے جو کچھ اُنہوں نے کیا خواجہ ہی کے فیضِ درکوت کے طفیل تھا۔ جس طرح ان امراءٰ سے بے نیاز تھے ویسے ہی بادشاہ کی اخوبی کوئی پردازہ تھی۔ اکب مکتبہ میں لکھتے ہیں:

"ایں جماعت کو صاحبِ مائیں۔ اپیشان را نیز در صحبت و بگرا فرستیم و خود
بھروسہ پاشیم، مرضی ہستے یا نہ اندیشہ بادشاہ را در حض طربیار نہ۔"

بپا الفاظ در حقیقت بڑے معنی نہیں ہیں اور ممکن ہے اکب نا زادہ ترین بحث کے سلسلے میں کچھ کام سمجھیں۔ سہم اس کا فحش نہ کریں کہ نامناسب سمجھتے ہیں۔

اکبری فرشتمہ کفر و الحاد ।

حضرت خواجہ جب دہلی پہنچی تو اکبری کفر و الحاد کا فتنہ زور دیں پڑھا اور دین الہی کا دربار اکبری میں طوطی بول لے۔

لے روکوڑ تھے اندکر داولیسے نقشبند

لے تو پھر محمد دالعت ثانی کی گرد

لے جیات مجدد

جذبگیر کے سامنے کیونکر جھک سکتی تھی؟

نخا۔ یہاں ذہن میں یہ سوال اپھر آتا ہے کہ حضرت خواجہ نے اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے کیا کیا؟ مجدد الف ثانی نے جو کچھ کیا نام بخشی طور پر اس کا تعلق عہدِ جہاںگیری سے ہے تو کیا خود اکبر کے عہد میں یہ بزرگ خاموش نمائشائی ہی تھے۔ اس سلسلے میں ابوالحلاصم آزاد نے اپنے ناکرہ میں لکھا کہ اکبری کفر والخاد کا قلع قمع انہی بزرگوں نے کیا۔ لیکن شیخ اکرام نے روڈ کوڑ میں اس نظر یہ کی صحت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ اکبری فتنہ کا خاتمه خود اکبری عہد کے امراء ہی نے کر دیا تھا۔ کیونکہ عوام میں یہ دینِ تقبیل تھا ہی نہیں اصرفت خواصن تک محدود تھا اور ان سے حضرت خواجہ کے اور ان کے بعد حضرت مجدد کے خاصے تعلقات تھے اور وہ لوگ ان کی تعلیم و ہدایت سے بہت متاثر تھے اور جو کچھ کیا انہی کی ہدایت پر کیا۔ اور یہی وجہ محتی کہ اکبر کے مرنے کے ساتھ ہی دینِ الٹی کی بھی موت واقع ہو گئی، حال ہی میں پروفیسر فرمان صاحب نے جیاتِ مجدد میں اکرام صاحب کے بیان کی تحریز زدہ کی ہے اور ایک طویل مبحث اس سلسلے میں کی ہے جس میں تھی دبرِ ہمی عہتدال سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ خصوصاً جہاں گیر کا ذکر بہت جذباتی انداز میں کیا گیا ہے۔ بہر حال فرمان صاحب کا یہ کہنا بجا ہے کہ :

”اکبر کے مرنے کے ساتھ دینِ الٹی کا خاتمه ہو گیا تھا لیکن اکبر کی حکمتِ عملی سے ملک کے اندر جو بے دینی اور بدعت کی ہوا چلی تھی وہ آندھی سے طوفان اور طوفان سے سیل بے ہنگام بن چکی تھی اور اکبر کے مرتے ہی اس نے اپنی نندی کو تذکر کے سکون نہیں اختیار کر دیا تھا۔“

یہ بیان جہاں بالکل درست ہے وہاں غیر شعوری طور پر صنعت روڈ کوڑ کے جہاں کی تائید تصدیقِ محدثی کرتا نظر آ رہا ہے کہ یہی بات تو وہاں کہی گئی ہے کہ حضرت مجدد نے ”آگے پہل کر“ اکبر کی بھیلا فی ہموئی بدعنوں کا قلع قمع کیا اور عہدِ جہاںگیری کے رافضی صبحانات کا سید باب کیا۔ اکبر کی زندگی میں اگر کوئی بات ہوئی ہوتی تو تاریخیں بالکل خاموش نہ رہیں، شیخ عبدالحق محدث اور شاہ ولی اللہ جیسے علمیں بزرگ سکوت اختیار نہ کرتے اور خود جہاںگیر حضرت کی ذات سے یوں بے نہیں ہوتا جیسا کہ تو زکر کے اندر اجات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کچھ عقیدتیں دو

نے یہ واقعہ ضرور بیان کیا ہے کہ اکیر نے دربار سجا�ا، اس میں دین الہی کی رتی خاہ بر کرنے کے لیے مقابل میں دربار محمدی بنایا، جو بالکل دریان ساد کھایا گیا تھا لیکن حضرت مجدد وہاں گئے اور پھر ایسی آندھی چلی کہ دین الہی والا دربار نہ وبالا ہو گیا اور ہر چیز حضرت سے اکھڑ گئی، خود اکبر زخمی ہوا اور انہی زخموں سے اس کی موت واقع ہوئی۔ اور دربار محمدی بالکل صحیح سلامت رہا۔ اگر یوں ہوا ہوتا تو ہماجگیر حضرت مجدد کی شان میں یوں گستاخی کامن تھی کہ ہو سکتا تھا۔ اکبر جیسے طاقتور مسلمان اعلیٰ اعلیٰ باشا سے بزرگ نشیر نیڈا بہر حال صوبہ کے کام کا کامنہ تھا جس کا اطمینان بلا نکلفت حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں کیا ہے — لیکن جو لوگ اس کے اہل ہو سکتے تھے وہ امراء دربار ہی تو تھے اور ان لوگوں پر یقیناً حضرت مجدد کا ہی نہیں بلکہ خواجہ کا بھی اثر تھا۔ اور آپ ہی بزرگوں کی صحبت کا فیض تھا کہ وہ لوگ کفر والحاد کے سیل بے پناہ کو روکنے میں کام باب رہتے۔ اور پھر خواص و امراء کے علاوہ حضرت مجدد نے عوام سے رالبط فائم کر کے وسیع پیمانے پر رد بدععت کا اہتمام کیا اور اسی تجدید و احیا مدد ہبکے باعث وہ مجدد الف ثانی کے جلیل الافت در تبلہ پر فائز ہیں —

ہم اصل موضوع سے مخنوٹ اسادور ہو چکے ہیں — (اس موضوع پر ہم کسی علیحدہ مستقل تفصیف میں بحث کریں گے) ہم بہتر ہے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا وردہ ہند ہی ان کی جیان مقدس کا مختتم باشان واقع ہے۔ اس کے نہیں ہم لوگوں میں — سب سے پہلا تو یہی جس پر ہم مختصراً تحریر کر چکے ہیں کہ قضا و قدر نے ابھی جس کام پر مامور کیا تھا وہ تھا حضرت احمد سرہندی کی تربیت کرنا۔ دوسری یہ کہ حضرت سرہندی کے مشن کی بنیادی خشت خود رکھتا یعنی امراء خواص سے تعلقات فائم کر کے اکبری الحاد و کفر کی بیخ کرنی کرنا اور تیسرا یہ کہ سلسلہ نقشبندیہ کا سر زمین ہند میں رائج کرنا کہ آپ کی تشریف آدمی سے قبل بہاں صرف اس کا نام ہی گستاخانا تھا۔ باقاعدہ اس کی تزویج و زوجی حضرت ہی کا کارنامہ ہے۔

کارنامہ عظیم مندرجہ بالا تینوں کارناموں میں سے عظیم ترین کارنامہ حضرت مجدد الف
ثانی کی تربیت ہی ہے — حضرت خواجہ کو اس کا زیر ہبکی انجام دہی سے

قبل ہی معلوم تھا کہ احمد سرہندی آگے چل کر کیا ہونے والے میں ایک مکتوب کے وہ مشہور الفاظ جو مجدد سے متعلق ہر مقالہ و تصنیف میں درج ہیں ملاحظہ ہوں :

..... پہ آں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم ہا از روشن گردند۔

اور پہلی گفتگی کے اب اسے پیشیں گئی کہنا چاہیے سے حرف احرفاً درست ثابت ہوئی کہ اس دور الحادث صداقت میں حضرت مجدد اور ان کے خلفاء و فقائی کے باعث شیعہ ایمان دہدایت پھر سے روشن ہوئی۔ اور پھر اس ایک شیعہ سے کتنی ہی شعیعہ روشن ہوئی چلی گئیں۔

یک چراغ است در بیان خانہ کہ از پرتو آں

ہر کب می بگری انجمنے ساختہ اند

اور خود اس شیعہ نے کسب نور خود حضرت خواجہ ہی سے کیا۔ رسمی طریقہ سے یعنی محض کتابی و درسی سلسلہ تعلیم و تعلم کی صورت میں تو رسول کی مدت در کار ہوتی ہے لیکن بہاں کل مدت دو دھانیاں سے زیادہ نہیں تھیں کہ تمام منزلیں مرشد کامل نے طے کر دیں ہے

یہ فیضانِ نظر نہ تھا یا کہ ملکت کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

کیا کیا بار موز تھے جو اشاروں اور کتابوں ہی میں سمجھا دیے کہ راہِ سلوک و معرفت کا کوئی گوشہ مرید پا صفا کی نظروں سے نہیں نہ رہا۔ اور رشتہ کی استواری کا کیا کہنا کہ خواجہ نے خود اپنے فرزندانِ ارجمند کی تربیت کا کام حضرت مجدد کے سپرد کیا اور حضرت خواجہ نے مرشد کی طرح اس حقیقت کے اعزاف سے بھی گریز نہ فرمایا کہ مخصوص نے جو کچھ حاصل کیا مرشدزادوں کے والد بزرگوار سے ہی کیا۔ ایک مکتوب ہیں کہ دونوں شاگردوں کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں : (ترجمہ)

یہ فقیر سے پانچ تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے فقیر نے

اس طریقے میں لاف بے کا سبق اخنی سے لیا ہے اور ان کی توجہ

شریفہ نے اس ناقابل کو دو اڑھائی ماہ میں نسبت نقشبندیہ تک پہنچایا ہے۔

فرمذنی اور انحصاری کا یہ ہری اندازہ سے جو اس سلسلہ طریقت کا طرہ اقبالیہ سے حضرت خواجہ کے

لئے جیانت مجدد پروفیسر فرمائی۔

انکسار کی چند مشاہدیں ہم اور پڑے چکے ہیں اسی طرح سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم زرگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار بھی مولانا جامی کا اتنا احترام کرتے تھے کہ ان کے نام اپنے خطوط کو "عوضداشت" سے ہو سوم کرتے تھے بلکہ بارہ فرمایا کرتے تھے کہ "خراسان میں تو آفتاب موجود ہے (یعنی جامی) لوگ اسے چھوڑ کر ما درا النہر کے چراغ کے (یعنی بیرے) پاس کیوں آتے ہیں؟"

لیکن پچھے مرشد و رہبر کی طرح جہاں ضرورت ہوتی وہاں مرید کو سختی سے بھی منع فرمانے کی مشاہدیں موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد نے جب منزلِ راہِ سلوک میں ایک مرتبہ ایک رہنمائی حضرت خواجہ کو لکھ کر بھیجی تو خواجہ نے ان الفاظ میں اظہارِ ناخوشی کیا:

"..... دیگر آں رہائی محدثانہ کہ نو شستہ بوون در غایبتِ سفاہت است.

حاشا کہ فائل آں مقبولے باشد، زنهار، ادبِ محمد اربد کہ کارخانہ الہی محلِ ہتشنا
و بغیرت است."

دُه رہائی پہنچی سے

اے دریغا کیں شریعتِ علتِ اخیانی است

کفر و ایماہر و زلفِ روئے آں بیانی است

ظاہر ہے کہ اس میں وحدتِ الوجود کا راستہ بے راہ روی کی حدائق غالب ہے اور یہ خواجہ کے خلافِ مسکن تھا۔ (جس پر ہم ابھی بحث کریں گے)

نظریہ و وحدت الشہود] بہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آگے چل کر مجدد نے

راجح کیا وہ در حملِ خواجہ سی کی رہنمائی و تعلیم کا تیجہ تھا۔ تصوف کی تاریخ پر بحث ہمارے موضوع سے

خارج ہر سے لیکن موضوعِ چونکہ بہر حال متعلق اسی بیان سے ہے لہذا بعض کرنا ضروری ہے کہ لفظ صوفی

بعض کے نزدیک "صفا" سے مشتق ہے کہ در آں صورت اس کے معنی صفائی قلب کے ہیں، بعض

کہتے ہیں کہ لفظ صوفی ہی کثرتِ انتہال سے صوفی بن گیا، کوئی کہتا ہے کہ اصحابِ صوفی سے محبت

کرنے والے با صفت اقل میں رہنے والے صوفی کہلاتے، کسی کا جمال ہے کہ صوف (پسمند)

پہنچنے والے صوفی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ وجہِ تسمیہ کچھ ہی ہوا کرے یہ بہر حال مسلم ہے کہ تصوف

اسلامی کا وجود ابتدائی اسلامی ہی سے تھا۔ اور اس پر عربی میں قدیم ترین کتاب اللمع ہے جو ابوالنصر سراج کی تصنیف ہے، فارسی میں دستیاب ہونے والی سب سے پرانی کتاب حضرت علی بھجوبری کی کشف المحبوب ہے۔ مولانا عبدالماجد دربیابادی نے ایک باقاعدہ تصنیف کی صورت میں مختلف کتب تصوف کا حال قلمبند کیا ہے۔ اور جامی کی مشہور تصنیف لواحی کا ذکر اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر کیا ہے۔

پس تصوف کا وجود تو شروع سے ہے لیکن ہم اب یہ کہ آہستہ آہستہ اس پر صحی خیالات ویدا تصوّرات اور بیانی انکاریوں اثر انداز ہوتے گئے کہ بات کہیں سے کہیں جائیچی اور وحدۃ الوجود کی دہ تفسیریں اور تاویلیں کی گئیں کہ "شریعت" کی پابندی غیر ضروری قرار دی جانے لگی اور جب یہ چیز شاعروں کے سخنے چڑھی تو شریعت کا مذاق اڑایا جانے لگا، حالانکہ :

"قدما صوفیہ طریقت اور شریعت کو الگ الگ جبال نہ کرتے مختہ بلکہ شریعت کی تکمیل ہی کا دوسرا نام طریقت تھا۔"

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ "ہمارا یہ علم (یعنی تصوف) احادیث نبوی کا نجٹھ ہے" لیکن مدعاوں وحدۃ الوجود نے معاملہ کچھ کچھ کر دیا۔ شریعت سے بے نیازی پہاں تک طریقی کہ کلمہ طبیبی بھی پورا پڑھنے کی توفیق یا ضرورت نہ رہی۔ کوئی جزوِ اقل پر اکتفا کر رہا ہے تو کوئی جزوِ اول کے بھی صفتِ اقل یعنی لا الہ ہی کو کافی سمجھتا ہے، اور کوئی لا ہی کہنے پر صر ہے — اور دلیل ہر صورت میں ہی کہ وجود واحد ہے لہذا باقی سب کچھ ڈھونگ ہے لیکن یہ بات بچسری پر پشت ڈال دی گئی کہ آخر وجود واحد نے یہ کائنات تو تخلیق کی تو اس کا بھی تو کوئی سبب ہو گا — کوئی مقصد ہو گا، اگر کچھ بھی نہیں تو پھر جزا و سزا، جنت و دوزخ نیکی و بدی، فرقِ جن و انس و ملک، اور خود صوفیا کے مراتب قطبیے ابدال و ولی سب باطل ہو کر رہ جاتے ہیں، یہ تو خالقِ حقیقی (وجود واحد) کی ضراغتی و تخلیق پر چوتھوئی نکھل لیتیں دایکیں! دراصل راہِ سلوک و طلب میں ایک تنقیم ایسا آئمہ ہے کہ اسے مقامِ حیرت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس میں سالک پر کچھ ایسی بے خودی و جیسا نی طاری ہو جاتی ہے کہ داہم صبر و ضبط ہا نہ سے چھوٹ

چھوٹ جاتا ہے لیکن بھی وہ بھٹی ہے کہ اس میں خاشاک غیرِ اللہ کو مچونک کر خود آگاہی کا نہیں
تیار ہوا کرتا ہے۔

لیکن اگر جیت و تجیر بدستور غالب ہے تو مجد و بیت ہی حد فاصل میں جاتی ہے۔ تاہم
بہاں بھی وہ لوگ صاحب مقام ہوتے ہیں جنہوں نے اس کے لیے کم سے کم ریاضت تو کی اگرچہ
منزل پہنچ سکے۔ گرصل بندی وہ ہے کہ جب یہ چیز تجیر ہی بھائے فلسفہ بن کر جاہل دے
بے عمل صوفیوں تک پہنچی تو انہوں نے دین برحق کو بالکل مضمضہ خیز بنایا اور تجیر ہوا گراہی
صلالت کے کیا ہو سکتا تھا؟ اور یہ بات بھی ابتداء ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابوالنصر
سراج نے صوفیوں کی خلاف اقسام شمار کرائی ہیں:

۱۔ صوفی و جمادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور اپنے نفس سے
خالی ہو کر حق میں زندہ و باتی ہو۔

۲۔ منصف : جو مجاہدہ کر کے یہ منزل میں طے کر رہا ہو اور کوشش کر رہا ہو۔

۳۔ مستصوف : جو محض جاہ و جلال اور مال و دولت حاصل کرنے کے لیے یہ دھونگ رچا
ہوئے ہو۔

اور پھر کہتے ہیں (ترجمہ) "صوفی صاحب وصول پو و منصف و صاحب اصول و مستصوف
صاحب فضول"۔

اور پھر کیا خوب فرمایا کہ:

"صوفی وہ ہے جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی اس کا مالک ہو۔" لہ

یہ دو ہی ضمنوں ہے جسے اقبال نے یوں بیان کیا ہے ہر نے غلام اور ائمہ اوس راغلام۔
بات پھر کچھ دوڑکل گئی۔ مقصود بیان یہ ہے کہ صحیادی طور پر ہر چند کہ دونوں نظریات اثاث
توحید سے مشعلن ہیں لیکن خالق و مخلوق خصوص اللہ اور بندیے کے رشتہ دلعلن کے بارے میں
دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ پہلی صورت (وحدت الوجود) میں عذر عشرت قطراہ ہے نے دریا میں فشا ہو جا
باہم ترقی کی تو قطراہ "اما بحر" پکارنے لگتا ہے اور خالق و مخلوق کا انتیاز ہی سرے سے بدھت

لہ تصورت عبد الماجد دریا بادی۔

جا تھے اور عملی مตھجہ رہبانیت یا فرار کے سوا کچھ بہ آمد نہیں ہوتا۔ اور تخلیق کائنات کا نہ کوئی مقصد باقی رہ جاتھے نہ معانی! بس بھی کہ "رام نیری ہے لیلا ہے" ۔۔۔ لیکن بصورت دیگر (و حدت الشہود میں) اللہ اور بندے کا خاص رشتہ ہے اور پابندیٰ مشریعیت اس رشتہ کی انتواری کا ذریعہ ہے۔ بہاں "ہمہ اوست" کہ کرسکون بے عملی اور کسے را با کسے کارے نباشد" کی فضائی پیدا کرنے کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ "ہمہ ازا اوست" کافرہ لگا کر جوش، حرکت و عمل اور "رد نی ہستگامہ احرار، بننے کی دعوت دی جاتی ہے۔ بہاں ذکل سے مرادی دکا دش سے گریز نہیں بلکہ ٹرکشہ کن پس تکبیر بر جبار کی، کی تلقین کا نام ہے۔ بہاں "عالم حلقة دام جیاں" نہیں ہے بلکہ سعی سیم کے ذریعے جیات جادوال کی تلاش کا نام ہے ۔۔۔ بہ سہمہ گیری مسلک نقشبندیہ سیمیں دکھالی دینی ہے اور ہندوستان میں اس کی وسیع پہانے پر زدیں اگرچہ حضرت مجدد الف ثانی کا کارنامہ ہے، لیکن اس کی تحریر بیڑی کا فرض خواجه باقی باللہ ہی نے انعام دیا۔۔۔ اور اگرچہ آپ خود تادری وحدت الوجود کے حیرت خانے میں بھی رہے لیکن اس وقت بھی آپ "وحدت الشہود" کی طرف مائل ضرور تھے۔ اور "اما الحنف" کافرہ آپ کے زدیک تب بھی "نابینا فی" کی دلیل تھا۔ چنانچہ شیخ نوحؒ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"اما از اغلاط الصور فیان جاہل اخراز نمائی ۔۔۔ ۔۔۔ ہرگاہ کلمہ لا الہ الا اللہ

را بگوئی در دل بیندیشی کہ نیست معبد غیر او، بدآنکہ ہرچہ محظوظ و مقصود

تست ہماں معبد نیست و ہرچہ ہوئے تست خدا نے تست ۔۔۔

پس بر توباد کہ سعی کئی کہ او لا حضرت خود را در توبے تو ظاہر ساز دن اچوں دراں

مقام استغامت بیانی، ہم تفصیل او در سہبے ہمہ سہمہ اور ایاں وحق را از

باطل ابینیاز و سی نہ آنکھ چوں نابینا یاں ہمہ را خدا دانی و خدا گوئی ۔۔۔

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں :

"وصیت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلبِ معرفت الہی نیست جو جست نداری

و از علماء دنیا کہ علم را وسیله جاہ دیتھ خروزبان آور بی ساختہ انہ چنان اجتناب

نمائی کہ آدمی از شبیر"۔

طریقہ نقشبندیہ نقش بندی سلسلے کی تاریخ مرتب کناہ مارا موصوع نہیں۔ یہاں صرف اشارۃ پہلا مقصود ہے کہ صوفیاً کے اس سلسلے اور دوسرے مسلسلوں میں فرق کیا ہے؟ چنانچہ اس کا انتہائی مختصر ذکر ہم یوں کریں گے:

۱. سلسلہ نقشبندیہ میں کون سی باتیں نہیں ہیں؟

ب۔ کون سی باتیں اس میں ہیں؟

ج۔ چوتیس بھی انجیں خواجہ باقی باشندے کیس طرح بیان کیا ہے؟

(۱) مدد چلہ کئی نہیں (۲) سماں نہیں (۳) قبور پر وشنی، غلاف یا چادر اندازی کا مسلسلہ نہیں (۴) سجدہ تعظیمی جس میں قدم بھی وغیرہ شامل ہے یہاں مندرجہ سے (۵) مرید خوابین کو بے پروگ کی اجازت نہیں (۶) "اما الحنفی" کی کجاںش نہیں (۷) رہباشت اور حجگ یا سنبیاس کی حاجت نہیں (۸) نمود نمائش کی ضرورت نہیں۔

(ب) (۱) پابندی شرعیت کو اولین درجہ حاصل ہے (۲) "اما عبدہ" کے مقام تک پہنچنے کی تلقین ہے (۳) آداب زیادہ اور ریاضت کم ہے (۴) کالاتِ ثبوت کو مشعل راہ بناؤ کر زندگی گزارنے کی تعلیم ہے (۵) وحدت الشہود کے مقام تک برآء شرعیت پہنچنے کی تلقین ہے (۶) جذب دستی کی بجائے حرکت عمل پر ذور دیا گیا ہے۔

(ج) خواجہ باقی باشندے نے مندرجہ بالا تعلیمات پر عمل پردازی کی کیس طرح تلقین کی ہے۔ یہی ہمارا اہل موضوع ہے۔ اس ضمن میں کچھ عبارتیں آپ کے مکتوبات سے اقتباسات کی صورت میں اور پردی جا چکی ہیں۔ یہاں کچھ اور اقتباسات مختصر عنوانات کے تحت درج کیے جائے ہیں جن سے خواجہ صاحب کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ ان کے انداز لگاڑش کا بھی اندازہ ہوتا جائے گا (اگرچہ اسے انشا پروازی یا انشنگاری کے نام نہاد اصولوں کے تحت چانچا سو را دب اور صریح گستاخی ہے ہمارا اشارہ صرف ان کے لب والجہ کی گھلادٹ و شیرینی گفتار کی طرف ہے)۔

اس ضمن میں مختصرًا اور عرض کیا جا چکا ہے اور خود خواجہ کی تحریفوں سے کچھ عبارتیں مثال میں نقل بھی کی جا چکی ہیں۔ ہر حال مزید وضاحت کے

تصوف

یہے حضرت خواجہ کے کچھ اور ارشادات درج ذیل ہیں:

انفاس کے حال

راہ سلوک میں "ستراحوال" یا "انفاس کے راز" ایک ضروری شرط ہے لیکن خواجہ صاحب اس کے فائل ہونے کے باوصفت بیہقی ہے جس قدر حالات دوسروں تک بغیر خطرہ پہنچا جائے سکیں ان تسلسلے سے گزینہ کرنا چاہیے کہ ہم مقصد توزیعادہ سے زیادہ لوگوں کو مستفید کرنے ہے۔
یخ نماج کو لکھتے ہیں:

"خبر بسیار است کہ نوشتیں آں ہنالی از خللے نیشت التہاس آں است کہ
پہ بہر تقدیر پر تقدیر کے تو ان نوشت بنویںند"

لا الہ الا اللہ

اس سلسلے میں تین مختلف تفسیرات و توصیحات کا پھوڑ بیوں پیش کرتے ہیں:

۱- لا موثر فی الوجود لا اللہ

۲- لا معبود لا اللہ

۳- لا موجود لا اللہ

"اما مذہب اصح ہمانست کہ لا موثر فی الوجود الا اللہ"

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"محبوبت را اقسام و مراتب بیمار است حمل کا رب نہ رعیت بودن ا-

محبوبت وجود

جب آپ سے پوچھا گیا کہ کائنات کو ہر صفات ترار دیا گیا ہے تو پھر عکس تو وجود ہی کا ہوتا ہے لہذا حق تعالیٰ کی ذات کا بھی گویا محبوبت وجود لازمی ہوا۔ آپ سے جواب دیا:

"حمل آنصور ذات نیشت که محبوبت لازم آئد بلکہ محل آں وہم است چنانہ
صورت منتش در آئیسمہ نہ در دن اون اون اوست اما وہم حکم فی کند

لہ بقول مولانا نے ردم ہے

سر نہیں اس است اندر زیر و بم فاش اگر کوئم جہاں برہم زنم

کر رہے ایکنہ است۔"

محبت ذات

"محبت ذات از اهل شہود کسی راست کے غرضِ خودش درمیان نباشد چنانچہ
بعضی از ایں جست وست دارند کہ از مشاهدہ اولتی و سری را بیشتر پیدا شود۔"

روزہ

"روزہ دوسری صفت حق سبحانہ آمدان است، چوں تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب
منزہ است۔"

پیامبر

"پیامبر نبیزد صفت حق سبحانہ در آمدان است چوں تعالیٰ و تقدس منزہ از نوم است۔"

مقام فنا

ایک بجگہ "فنا" کے معنی نہایت عمدگی و دضاحت سے بیان فرمائے ہیں کہ اس سے مراد
بینہیں کہ اپنے جسم کو مٹا دیا جائے یا آزار پسندی و اذیت طلبی کو شعار بنالیا جائے اور اپنے
آپ کو دونوں جہان سے فارغ تصور کر لیا جائے وغیرہ۔ بلکہ پہ کہ:

..... از فنا فنا کے صفات بشیریت می خواہند .. . از ایشان نہما

ماند نہ اشان، ہرچہ بہ ایشان نہ سو ب پوتکام پہاڑی خود ر سید ایں مقام مقام
باشد است۔" گویا حصل مقام "فنا فی اللہ" نہیں بلکہ "بعا با اللہ" ہے۔

حاصل سلوک

فرماتے ہیں: "حاصل سلوک تنفصیل آنست کہ تہذیب اخلاق حاصل
شود، چوں ایں معنی حاصل شد، سلوک تنفصیل کر دن حصیل حاصل است۔"

گویا اگرچہ راہ رو را محبت کا حصہ دا حافظہ ہے

اس ہیں دوچار بہت سخت مقام آتے ہیں

لہ خواجہ بہر در سه سلط جاہیں ایک آن میں کثرت نہایاں + ہم آپنے کے سامنے جبکہ کے ٹھوکریں
ئے۔ یہی دو تعلیم و فلسفہ ہے جسے اقبال فی تفصیل کے ساتھ آپنے کلام میں پیش کیا ہے۔

تائیم را اس سلوک سے مراد کرتے ہیں "ٹلے کرنا" یہ سے نہ کہ اس میں "کھو جانا" دہان سے کچھ حاصل کرنے کے لئے ہر چیز کی نفی کر دینا۔ اور نفی کا تصور ہے بھی تو کچھ اس طرح ہے:

نفی

"سخن خواجہ احرار است کہ ہر چیز دیدہ شد و دلستہ شد ہمہ خبر است بلکہ لا آزا نفی می باشد کرد۔ بد انکہ باہم تشریع و تقدیس ہر کجا موجود است۔"

دحدوت شہودی

چنانچہ آگے چل کر حضرت مجدد الف ثانی نے جو "دحدوت الشہود" کا باقاعدہ نظریہ پیش کیا ہے اس کی تعلیم بھی درحقیقت مرشد ہی نے دی تھی کہ بزرگ نہ خود ان کے ہاں بہ بحث کئی بچکہ نظر آتی ہے خصوصاً آپ کے مکتوب علیٰ میں کافی وضاحت سے اس پر اطمینان حاصل فرمایا ہے:

"مشرب شیخ علاء الدولہ سمنانی وحدت وجود نسبت آرے شہود ایشان شہود اکمل است، فرق آنست کہ جماعتے از علماء ایشیارا محدث و مخالبھے می دانند و ظہور ایشان را در خارج چوں ظہور صور در مرأت می گویند و می وجود جزوی کیے رانمی دانند و حضرت شیخ با وجود قوت شہود و ارتفاع آں ایشیارا موجود خارجی می گویند..."

اور آگے چل کر مکتوب علیٰ میں کہ علیٰ سے تھی طویل نزد ہے پوری طرح کھول کر مسئلے کو بیان کیا ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ وہ جو منازل سلوک میں سالک کے ممکنہ سے "دحدوت الوجود" وغیرہ کے الفاظ انکل جاتے ہیں وہ در حمل عالم چیرت میں ایسا ہو تو اس سے جو مختلف منازل میں سے صرف ایک "در بیانی منزل ہے" آخری "منزل" نہیں ہے۔ اس کی توجیہہ بیوں فرماتے ہیں:

"غالب بڑیں سالک چیرت است نہ آنکہ صور عالم را وہم ونجیال گوید۔"

انہی الفاظ کو آگے چل کر مجدد نے بیوں بیان کیا ہے کہ:

"مقام وحدت الوجود سالک کو ابتدائی سلوک میں پیش آتی ہے..... اس کے بعد مقام وحدت الشہود نکشیت ہوتا ہے جو شرع کے عین مطابق ہے"

پابندی شریعت

تو گویا اہل چیز پابندی شریعت ہے جس کا مطلب یہ ہے
سادے الفاظ میں یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی تعمیل و
بیرونی کو مقصد زیست قرار دیا جائے کہ یہی راہ راست اڑاونجات اور صراطِ مستقیم ہے۔ اور
سلسلہ نقشبندیہ کا یہی کازناہ ہے کہ اسی ضالطہ جیات پر کاربند رہنے کی تعلیم مسلمانوں کو دی
— بلکہ یہ کہ اس کی باد دہانی کرامی گیونکہ بات نئی نہ مخفی۔ صرف یہ کہ عاصم لوگوں کو مجبول گئی مخفی وہ
کسی اور راستے پر جانکرے مخفی انجیس اس راستے پر لانا مقصود تھا پوری حقیقت پیغمبر پاک صلی اللہ
علیہ وسلم نے دکھایا اور بتایا تھا۔ اسی تجدید یہ پیشان و فکر کے باعث حضرت احمد سرہندی کو
مجدد کہا گیا اور خود مجدد کو فوری حقیقت حضرت خواجہ باقی باشہ کی معرفت حاصل ہوا چنانچہ
ملاحظہ ہوا ایک مکتوب میں خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”ابن طیفہ در غایت بغیرت و نازک انہ شما کتب محقیقین بر طالعہ نکردا ایڈ طریقہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با پیچ تفاوت نے طریقہ ایشان است اخفا و عدم
ابیاز از خلق، شکستگی و متواضع بودن و خود را در دارہ عوام انداختن، اکتفا
بستن بعتراده نوون و با سباب ظاہر تو سل نوون طریقہ مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم ا۔“

پس حضرت خواجہ کے نزدیک اہلِ تصوف و سلوک یہی ہے کہ اپنے ہر فعل کو اسی سلسلے میں قرار
جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔ اس مقام پر پیچ کریں گے موسیٰ کا یا تھد
اہل کا ہاندہ بن جائے۔ اور پھر دنیا کی کوئی محبوبیت میں پیش نہیں رہنی اور کوئی قدرت خوف و خطر
کا موجب نہیں رہتا۔ فرماتے ہیں:

اربابِ رضا

”اربابِ رضا را بلا بیت در بلانی ماند کراہیت در نظر ایشان نیست ازاں
جهت کہ فعل حق سچانہ است۔“

لیکن دیوانگی و جنون کی گنجائش بہاء بھی نہیں ہے کہ خود بقولِ خواجہ:

”نکالیفہ شریعتہ مربوط العقول است“

ناہم عقل کا غلام ہو جانا بھی درست نہیں کہ چل مقام بقولِ خواجہ یہی ہے کہ ٹھر

”از علم گذشتیم و معلوم رسیدیم“

اہل سنت والجماعت

بپ الفاظ خواجہ کی تحریر دل میں کئی جگہ نظر آتے ہیں بھی ان کا مسئلہ ہے اور اسی پر کار بند رہنے کی تعلیم ائمہ نے ہر جگہ دی ہے۔ اسی کو باعث فخر جانہ ہے اور اسی کو سب سے بڑی نعمت گردانہ ہے۔ ایک جگہ خواجہ عبید اللہ احرار کا قول نقل کیا ہے کہ :

”اتباع حضرت رسول اللہ من الصلوات اطهار و احتقاد اہل سنت والجماعت
و نسبت باطنی خواجگان ہستراز نعیم عالم است۔“

اسی طرح سورہ فاتحہ کے معانی بیان کرتے ہوئے صراط مستقیم کی تشریف میں فرماتے ہیں :

”اجماع صادقان و محققان است کہ صراط مستقیم صراط اہل سنت و جماعت
است.....“

اور اہل سنت سے ان کی مراد وہ لوگ ہیں جو سنت رسول پر کار بند ہیں نہ کہ قبروں اور پردوں کی پرستش کرنے والے! خلاف شرع تو کسی فعل کی بہائی سر سے سے گنجائش ہی نہیں شرعاً عیت کے بارے میں خواجہ نے حضرت جنید بغدادی کا یہ قول نقل کیا ہے —

”پیش من شراب خوردن پر از حائل که مانع رکنے از ارکان شرعاً عیت باشد“

مسلمانی

بعض جگہ خواجہ نے چند لفظوں میں طلب بیان کیا ہے کہ بس کو زے ہے میں دریا بند کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ الفاظ بیوں معلوم ہونے لگتے ہیں گویا جملہ نہیں کوئی ضرب المثل ہے۔ مسلمانی کیا ہے؟ اس پر کہاں بھی جا سکتی ہیں، لکھی گئی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی لیکن اس سے نیا وہ ان میں کیا ہوگا جو خواجہ نے چند لفظوں میں کہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں :

”مسلمانی گردن نہادن است احکام الہی را۔“

نوبہ

اسی طرح نوبہ کے بارے میں قول جنید نقل کیا ہے کہ بیسوں تنماں پر بھاری ہے،

”نوبہ آں است کہ گناہ را فراموش کئی۔“

رزق حلال

اس بات پر خاص نہ دیا ہے کہ لفظِ حرام حلق سے بیچے نہ آز نے پائے۔ اب اگر غود کیا جائے تو یہی کوشش انسان کو انسان کامل بناسکتی ہے۔ جب حرام نہیں کھانا تو حرام کرنا کہاں باقی رہے گا۔ سارا وجود ہی حرام کے تصور سے پاک ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں :

“... آن نخند کہ ہر چہہ از حلال و حرام یا بند بخورد و یعنی پاک بدارند۔”

دوسرا جگہ لکھتے ہیں :

“سچی دکوشش نمائند کہ لفظِ حرام و مشتبہ خوردہ نشوو۔”

رشته امید

چونکہ خواجہ کا توکل کامل ہے لہذا مابوسی دن امیدی کا ان کے ہاں گزٹک مہیں ہے اور ہمیشہ پُر امید رہنے کی نقیبیں کرتے ہیں۔ نواب مرتضیٰ خاں کو ایک خط میں لکھتے ہیں :

“... الغرض رشته امید را یعنی وقتی از دست نہی باید داد۔

یک چشم زدن غافل ازان ماہ نباشی شاید کہ نگاہ کے کسن در آگاہ نباشی”

کرد خدا

اسلام میں رہبانیت یا تجدید کی تو گنجائش ہی مہیں۔ لیکن ہر چیز کے وہ پہلو ہوتے ہیں کہ خدائی جہاں ضروری ہے وہاں اس کے کچھ تاریکی پہلو بھی ہیں۔ اس سے بہر حال یہ مراد مہیں کہ اگر کچھ ایسے پہلو بھی ہیں تو اسے نزک ہی کرو بات جائے۔ خواجہ نے اس ضمن میں عام اذہان کی آگاہی کے لیے اس کے ضرر بھی گنوائے ہیں لیکن ساختہ ہی ان کا نہ اذکر بھی بیان فرمادیا ہے یعنی یہ تعلیم نہیں دی کہ شادی کی ہی نہ جائے۔ (آپ کی خود دو بیویاں تھیں) بلکہ مریدوں کی اس نہیں اچھمن کو دو کر دیا ہے کہ تمہال زندگی کی محکمہ خرابیوں سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔

فرماتے ہیں :

“کرد خدائی سے ضرر دارد... . صرراحت نفس عالم شود چہ نفس را باعثِ شہادت

پسپا اند — علا جشنِ آنکہ در شہزادت کامرانی نگردد و عنانِ اخینار کشیدہ

زدارد۔

ضرر ثانی بدل راجح گرد و آں بر طرف شد لیکن است
علاج چش آنکه نجم روزی نسباً پیدا خورد که رزانی علی الاطلاق صناسن عباد شدند" ہے۔

لیکن اس علاج کے ساتھ ہی یہ تشریع بھی فرمادی کہ توکل کرنے کے لیے یہی، یعنی ایسا زیست کو کہ
”غم روزی نباشد خود“ سے لوگ یوں مطمئن ہو جائیں کہ ہاں پاؤں توڑ کر ہی بیٹھ جانے کو توکل نہیں
کرنے لگیں۔ پچانچہ فرماتے ہیں :

”توکل نہ آنست کہ ترک اسباب کند، بنشینند، چہر ایں سورا دی است بلکہ اقا
بسیب مشروع مثل کتابت وغیرہ می باشد کرد و لظر بستب می باشد انداخت“

لیکن عمدہ شرح ہے مولانا رودھم کے اس شعر کی ہے
گر توکل می کنی در کار کن کشت کن پس تجیہ رجہت ار کن
اس کے بعد لکھتے ہیں :

”ضرر مالکت بر روح راہ باید د علاج چش آنکھ میں مفرط بھو
جمیلہ پیدا نکند چپ کیکہ درین نشانہ بعضی صورت مبتلا ماندا تا ابد در جا ب
عظیم است“

اور پھر جامی کا یہ شعر کہ حسب حال ہے نقل کیا ہے
اہنگ جمال حب اودانی دارم حسنے کہ نہ جاد داں اذ و بیزارم

خارج

اگرچہ عقیدہ مندوں نے بہت سی کرامات خواجہ سے منسوب کی ہیں لیکن آپ خداوس کو
کوئی اہمیت نہ دیتے تھے مقصود تو آدمی کو انسان بنانہ ہے نہ کہ کچھ اور خواجہ کی بھی شان
ہے کہ وہ آدمی ہوتے تھے سنت رسول و احکام الہی کے اتنے پابند تھے کہ عمر بھرا سی راہ پر
گامز نہ ہے۔ اس سے ٹھہر کر اور کیا کیا کارت ہو سکتی ہے؟ ایسے ہی ایک جگہ مذکور ہے کہ
ایک نانبائی نے رولی کے دام لینے کی بجائے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے بانی باشد نبادیں ”پچانچہ
آپ سے مجری ہیں لے گئے اور باہر لائے تو وہ نانبائی سوچو تو خواجہ ہی معلوم ہو راتھا لیکن ”بے
پناہ روحتی تصرف نہیں نہیں لے“ مذکورہ اولیا کے نقشبندیہ

وائے علم بالصواب۔ لیکن ”ستراحوال“ میں اس کا شمار کیوں نہ ہوگا؟
بھیں تو اس سلسلے میں سرستیدا محمد خاں کا وہ جملہ البستہ عینی پر صداقت علوم ہوتا ہے جو
امثال الصنادید میں صحفوں نے خواجہ کے مزار کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ :
”ابی فیض و برکت آپ کے مزار سے ہے کہ جیں کا کچھ بیان نہیں۔ باوصفت تابش
آناب کے آپ کا مزار ہمیشہ سرد رہتا ہے۔“

سفر میں خراسان

خواجہ کے تعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بعض خاص مقامات کے
وجہ پیش کی ہیں۔ اس سے ان کی قوت مشاهدہ اور تجزیاتی شعور کے علاوہ اس وقت کے معابر
نماں درسوم خام کا پتہ بھی چلتا ہے اور انسانی فطرت و نفیات سے آگاہی کی دلچسپی خیقت بھی
 واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر یہی روایت کے مطابق یوں ہے —

”واز و سفر منع می کر دند، از سفر خراسان چہ او فاف سنجا اکثر بے اختیاط بوده
لا جرم بمریان ضرر می کر دا ز مقصود باز میداشت، از سفر میں چہ انجام
بیار است نانا گاہ گرفتار حسن نشوند وا ز راہ باز نماند۔“

سماع

ایک مرتبہ دیدن حُسن و سماع نغمہ کے بارے میں جب سعدی کے اس مصیحے
پر خواجہ کی رائے معلوم کی گئی ہے کہ ایں خط نفس است و آں قوت روح۔
”تو فرمایا“ ہر دواز کب عالم است“ اس کی تشریح (لکھنے والے نے) کیا خوب کی ہے:
”یعنی گرفتار نفس را از ہر دو خط نفس حاصل است و رہائی بافتہ از تیہ نفس را از
ہر دو قوت روح۔“

ان اشاروں کے علاوہ آپ نے تفصیل سے بھی اس موضوع پر وضی ڈالی ہے اور مکتب قشینہ پر
کے مطابق اسے ”نامناسب طریق“ فرمایا ہے۔ مکتب ۱۸۶۰ میں طویل بحث اسی ضمن میں کی گئی
ہے۔ فرماتے ہیں :

”سماع مقبول سماع روحانی است کہ سماع معافی باشد اما سماع طبعی کہ سماع

نہ راست محل اختلاف است. عالمہ علام حرامش می دانند، و جمع مشائخ و مقام علماً نجیز کردہ اند نہ آنکھ اور از فربات داشت زد المی گویند....
لیکن بتدی را اہل آں نبی دانست بدچہ ہنوز ارار باپ قلوب دا اہل محبت نشدہ طبیعتش برہمہ نغمہ می اندازد و از معانی کلمات د ذوق آں بے بہرہ می ماند۔ ”
..... ” دبھے دیگر ہر چند کہ مباحث می دانند اولی ترکش رامی گویند۔ ”

پھر اس سلسلے میں کچھ آفوال پیش کیے ہیں :

قول خواجه بہا الحق — ” نہ ابیں کارمی کُنم و نہ انکار می کنم۔ ”

ابو بزید بسطامی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ” ہر دوہمی داشت استماع نغمہ را ”

اسی طرح بیشتر اولیاً اقطاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ” ایشان قائل سماع نغمہ نہیں دو سماع منقب نغمہ را دین خالص نمی گویند و ذکر اونمودہ اند ”

اور آخر یہیں فرماتے ہیں :

” حاصل آنکہ سماع نغمہ قطعاً مناسب طریق مانیست۔ ”

بہاں خواجہ نے صاف صاف اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور کسی تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی۔ سماع روحانی، سماع معانی اور معانی کلمات سے خواجه کی جو مراد ہے وہ بالکل واضح ہے یعنی بعض اشعار بآفوال کے الفاظ ہی نغمے کا کام کر جاتے ہیں اور منزل میں رسائی تکھ مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ایک جگہ یہ شعر نقل کیا ہے

ہماں شکستہ دل در دست د میکنیم ہماں جھاکش در در کندر د پیشیم

اور لکھا ہے :

” ایں بیت مجھلا مار از اظہارِ نجز وفات خاطر فارغ ساخت ”

کس طرح سے اس شعر کا ہر ہر لفظ اگر دیپے میں سرایت کر گیا پہنچنے والا اشعار ہو گا جو آپ نے مندرجہ بالا الفاظ میں اس کا رد عمل نحر کر فرمایا ہے انشا پر یہی ہے سماع روحانی و سماع معانی، کہ اسی قسم کی ” فراغت خاطر ” خواجہ کو بعض اور

اشعار سے بھی حاصل ہوئی ہے کہ یونکدان کی نشر میں ان کے پسندیدہ اشعار جا بجا نظر آتے ہیں اور موقع و محل پر یوں صادق آتے ہیں کہ خود پڑھنے والا بھی جھومنا ممکن ہے۔ شیخ تاج کو ایک مکتب میں "سلام مشتا قانز" کے بعد لکھتے ہیں۔

صد ملک دل پر نیم نگاہ می تو ان حسیدہ

خوبیں دریں معاملہ تقسیر می کسند

ایک جگہ اپنی پسندیدہ رہباعی تحریر کی ہے ہے

عشقی آمد و شد پو خونم اندر گد پوت تاکہ درماتی دپر کرد ذ دوست

اجزاً وجود من سہمہ دوست گرفت نامی است ز من بیش باقی سہمہ دوست

حمدہ و شستہ مذاق شعری کی ایک مثال یہ شعر بھی ہے جو خواجہ کے ہاں درج ہے ہے

در عشق تو محروم فرم از وصلی تو محروم گرگ دہن آلو دہ یوسف ندریدہ

نشر میں جہاں بھی خواجہ اس قسم کے حمدہ شعر کا تحوال کرتے ہیں وہاں ان کا **طریقہ خاص**

عام طریقہ تحریر بھی بدل سا جاتا ہے۔ بعض جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ابوالکلام آزاد نے اپنا شخصی انداز بیان ہبھی سے لیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مکتب کے یہ نچلے مکا حلہ ہوں:

"میں بے سعادت بے دولت نہ صرخائی کر دہ راشم می آئد کہ نام عزیزان خود

برم

"حاصل آنکہ دل بایار و تن در کار می باہد پو، تصوف یکسو نگریتن و یکسان زیستن

است

اسی مکتب میں ایک جگہ یہ شعر بھی کام میں لائے ہیں ہے

من از تو بیچ مرادے گرنی خواہم بھیں متدر بجنی کز خود مجبذ لکھنی

آپ کا ایک اور پسندیدہ شعرو ملا حلہ ہو ہے

ما گرفتاریم و بر مانا وک بسید اوریز

سنبل و گل بر کسنا ر مردم آزاد ریز

کلام منظوم

اب ہم حضرت خواجہ بانی باہم کے ان ارشادات کا ذکر کرتے ہیں جو آپ نے زبان شعر سے ہم تک پہنچائے ہیں، وہی مئے معرفت ہے جو انگور کے محل سے نکل کر شیشہ خانہ میں آگئی ہے۔ دار دات قلبی کا بیان جب شعر کے قلب میں داخل جاتا ہے تو اور بھی زیادہ پڑتا ہے، رہروان راہ سلوک کو خارذ از نشر میں آبلہ ہائے پا کے ٹوٹنے سے جو لذت حال ہوتی ہے وہ مسلم، لیکن چین زار شعر کی بوسے عطر بیز سے مشام جاں کو جو فرحت ملتی ہے اور بہرحی پیزے دگر ہے۔ حضرت خواجہ نے جن بانوں کا اظہار نشری تحریر دیں ہیں کیا ہے، کم و بیش وہی مصنایف کلام منظوم میں بھی ادا ہوتے ہیں۔ ہر دو کا ذکر بجا بھی عین گھنی تھا، مثلاً نشر میں جہاں ہم نے تصوف کا عنوان فائم کیا ہے وہیں پر خواجہ کے رہ اشعار بھی درج کیے جا سکتے تھے جو اس ضمن میں صحفوں نے ارشاد فرمائے ہیں۔ لیکن ہم نے دستہ بیباب اس سے علیحدہ رکھا ہے کیونکہ کہنے والے نے اُنھیں کیا نہیں کیا تو ہم یہ جبارت کیوں کریں کہ ہمارے زادیک بھی سوادب ہے۔

خواجہ کا بیشتر کلام مثنوی کی صورت میں ہے۔ اور یہی وہ صنعت سخن ہے جو صوریاً مثنوی میں خاص طور پر مقبول ہے۔ ردیف و فافیہ کی مسلسل پابندی رموز سلوک کے بیان میں برداشت ہو بھی کہا سکتی ہے؟ مختلف مثنویاں مختلف موضوعات پر ہیں لیکن سچ پوچھیئے تو صرف عنوانات ہی مختلف ہیں در نہ مرکزی موضوع تو وہی ایک ہے۔ عموماً بھر بھی اکیب ہی ہے صرف ایک دو مثنویاں دوسری بھر میں ہیں۔

اَللّٰهُ كَيْا آغا نہ سے شعر اول ہی سخن گو کے انداز نکل کاغذاں ہے۔
خاہِ کلید بیت در لکھت میں گنج دو عالم ہمہ درست میں

وہ مضمون ہے ایک غزل گو شاعر نے یوں بامدھا ہے۔

دیواری بھی عشق

از سر بالین میں خبیث نہ اسے ناداں طبیب
در دست دعشق را درود بجز دیدار نہیں ت

خواجہ کے ہاں یوں بیان ہو گا ہے ہے

بے خبیری از من و کدار من روکہ نہیں مسلم اسرار میں
شعلہ دیگر بہ پیر انغم رسید بادیں جا به دام غم رسید
صوفیانہ لب و لجد اور رمز و کنایہ نے مضمون کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

عنوانی حقیقی | شنوی گنج فقر میں عشقی حقیقی کی مختلف یکیفیات و داردات کا ذکر
رموز رہی حقیقی | تسلی سے کیا ہے اور ہر جگہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیتی ہے
کہبیں بھی جگ بیتی بار دار بیت مغض کا احساس نہیں ہونے پاتا اور ہو بھی کیسے
یہی تو ساکب باخبر کا طڑہ انبیا ز ہے، مغض ہر سائل تصوف کا بیان تو کسی کو ولی نہیں بنادیتا، بہادر
شاہ ظفر نے غالب کے اس شعر پر

پرسائل تصوف پہ ترا بیان غالب تجھے ہم دل سمجھتے جونہ بادہ خوار ہوتا
کیا حوب کہا تھا کہ "ہم تو جب بھی یوں نہ سمجھتے" بڑی سے بڑی تعلقی بھی کارگر نہیں ہو سکتی جبکہ
کہ ممتاز سلوک واقعی طے نہ کی گئی ہوں۔ چنانچہ خواجہ کا بیان بلا خطہ ہو کہ دار دامت واقعی کی نشاندہ
کر رہا ہے ہے

شوم در قصر دریاۓ اللہ اماں ت دار دریاۓ اللہ
ذائن شوب داعنہم رُنْجِیتہ
گھے خود را صدقہ بنیم گھے در
گھے زین ہر د بالا تر گز نیم صفات بحد را در خود بنیم

غفر و عشق | اسی شنوی میں آگے چل کر کس خوبی سے فرقہ عشق کے ختم لاط والصال کا
ذکر کیا ہے اور کس طرح ناکامی و نامرادی کو ایک پسندیدہ چیز بنادیا ہے کہ
ہزاروں کا مرانیوں کو اس پر فریبا کرنے کو جویں چاہتا ہے ہے

کہ طغیاں را در پیں کشور گزر نہیں ت در خفت عشق را جگ فقر بر نیست
چو عشقی از نامرادی آب کیسید

دوسرا بے شعر میں دعویٰ کا تضمن دلیل ہونا بھی ملاحظہ ہو۔ اور پھر یہ نہیں کہ پرمادی کو کا عدم ہی قرار دیا ہو۔ دہ سے اور ضرورت سے لیکن وہ نہیں جس کے لیے عاشقانِ خامہ کا تذکرہ کرتے ہیں بلکہ ہے

دلِ آگاہِ وحبابِ آرزو مند
ولیکن بُرْجَسْنَخُونِ بُجُورِ نیست ۔

یہ تبادلے کی ضرورت نہیں کہ عشقِ حقیقی سے صوفیا کی مراد کیا ہے۔ عشق

عشقِ رسول | رسول اور عشقِ حند اہمی ان کی معراج ہے۔ اسی لیے وہ بیانِ عشق

میں بہت سی سپریِ حبابِ چڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور ایک مختصر سی تمہیدِ طیف کے بعد ذکرِ حبیبِ شروع کر دیتے ہیں۔ مثنوی "استفادہ و تزبینِ معنوی" میں لکھتے ہیں ہے

زبانِ زینِ تلقظِ گرچہ بند است ۔ سرم بخواستِ صبدِ ایں کمند است

دلِ اندرِ شرمِ دجانِ سرگرمِ ایں است ۔ کہ جانانِ رحمتِ العالمین است

اور اپنی خامم کاری کو کس انداز سے "نام" کے باہر قرار دینے کی درخواستِ حضورِ سرورِ کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں ہے

مرا گرچہ سراسر کارخانام است

نامِ دال کہ ایں سودا مسام است

عقل اور عشق | "ساتی نامہ" میں ساتی سے خطاب کرتے ہوئے عشق کی فضیلت
تفصیل کے ساتھ آگے چل کر پیش کیا ہے۔ لیکن خواجه نے اشارہ و کتابیہ ہی میں سینکڑوں باب
بیان کر دیے ہیں ہے

عقلِ ایں سختم نہ می پذیرد ۔ کمزوز شیخ پیغمبرہ گبرہ

سن بستے تو در دماغ دارم ۔ از عقلِ کنولِ نشماغ دارم

اور پھر بھولِ مجلیاں میں کھو جانے سے گز کرتے ہوئے جلد ہی بعد شرابِ مطلوبہ کی قسمِ محبوی بیان کر دی۔

لہ ہزار بار بشوٹم دہنِ زمشکِ گلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ساقی مے نقشبند پیش آر من صید قوام کمند پیش آر
شاید بہت بات کی ضرورت نہیں کہ پیش نقشبند وہی مئے عشق رسول ہی ہے۔
اسی بیان میں آپ کا دہ شعر بھی آتا ہے کہ جہاں استعارہ نے عجیب کیفیت پیدا
کر دی ہے۔

ساقی برساں شراب نابے من حبلہ شبم تو آفتا بے
مصرعہ ثانی میں جو لطف ہے وہ شاید اقبال کے اس شعر میں بھی نہیں ہے
تومری رات کو نتایتے محروم نہ رکھ۔ پیرے پیانے میں ہے اونا مام اساقی
حکایاتِ عشق خواجہ باقی بالش نے مولانا روم کے شیع میں روزِ عشق کی وضاحت کے
لیے حکایات سے بھی کام بیا ہے۔ لیکن پیرِ روم کے ہاں جو لطافت
و شکفتگی بیان ہے وہ خواجہ صاحب کے ہاں نہیں اور بیان بالعموم خشک و بے رنگ سا ہے
ناہم کہیں کہیں بہ خوبی بھی نظر آری جاتی ہے۔ مجاز سے حقیقت تک پہنچنے کے لیے جن را ہوں سے
گز نماڑا پڑتا ہے اور جن باتوں کو ترک کزاڑا پڑتا ہے ان کا بیان وہ خوبی سے کرتے ہیں۔ زیخا کا ذکر بار بار
مثال کے لیے نظر آتا ہے اور بعض جگہ روانی اور بے ساختگی نے معانی میں بلندی کے علاوہ بیان
میں بھی جوش پیدا کر دیا ہے۔

نخت از بیقراری پر دہ برداشت	زیخا چوں لوائے پوسفت افزاشت
تمدنے حبڑا میں درست نبودش	زخاب و خورد فارغ شد و جوش
زند در جتو پیش دست دیا تے	کہ از کس شینود نامے د جائے
ہر پوسفت دست ددا غوش می گشت	چواز نورِ لیفیں بے ہوش می گشت
چھ حاصل شد از بیں سبیر تھی دست	عروں غیب می گفتیں کے می مسٹ
تبور لمحظہ خود را عی نبودم	ہماں در گام اول با تر بودم
اور پھر اس جیسیں گریز کے بعد کہے	
بلے ہر ذرہ مشائق جمال است	
	فرماتے ہیں ہے

بنگہ جذب عشقش کارگر شد۔ زکنعاں ماہ کنعاں بدر شد
مصرعہ ثانی میں ماہ اور بدر اور بدر میں رعایت لفظی کا بلے ساختہ پن لطف سے
خالی نہیں۔ حافظ توپوست کے حسن ردزادوں "کے بارے میں جانتے تھے کہ طر

عشق از پرده خلوت بر دی آرد ز لخوارا

لیکن خواجه صاحب کا "زکنعاں ماہ کنعاں بدر شد" اس سے کہیں زیادہ کاشف
الحقائق ہے۔ اس کے بعد خود بینی و خود آرائی کے مبتوی کو توڑ کر خدا بینی کی تلقین کا انداز ملاحظہ
ہو، کہ از خود تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ زنجانے ابھی اپنے آپ کو فنا فی المحبوب تو
نہیں کیا تھا بلکہ وہ تو خود بینی و خود آرائی کا سماں ابیلے ٹھوٹے تھی۔ لیکن جب تک بہت نہ
لڑتے مشوق پہنچتا تک رسائی کیونکر فکن ہو سکتی تھی چنانچہ کہتے ہیں۔

سبب می دید پشم حنام کارش۔ بناز و عشوہ می بردا اختیار شش
حسر امال گردی دا سبستہ بینی۔ خود آرائی درسم ناز بینی
خلل می داد آئین طلب را۔ زیان می کرد عشق بو العجب را
نمودندش کر سنگ راہست اینست۔ نظر بند بدل آگاہست اینست
تو بند سبیر ولیوست بند سیار۔ ازیں ناجنیت سرد است بازار
عشقم ض تعلیم غیبیش کر دنا پید
بپاہہ پاہہ تا ایوان توجیہ

متفرقات

درستی فقیر سے سواداوجہ فتنہ مر ناگزیر است
شکست دل درستی فقیر است

خلوت دا نجیب

سہ ہماں درا نجیب من خلوت گزیدن۔ ز آسیب نشان مندی رہیں
در کاں خلوت که جسم د جاں نگخند۔ ب جسم نظارہ جاناں نگخشد

لے غائب دا کر دیے ہیں عشق نے بند نعاب ہیں۔ غیر از نگاہ اب کوئی حاصل نہیں رہا

تسلیم درضا

سر تسلیم بنہم نیک دبڑا
بر اندازم ز خود بنسیا ز خود را

مرگ خاتمیاری

ز مردن پیشتر خود را سپردم
ه ب مرگ خاتمیاری راه بردم

امید

حضرت خواجہ نے یاس و فرمیدی کی تعلیم ہرگز نہیں دی۔ بلکہ ہمیشہ پر امید رہنے کی تلقین کی ہے اور یہیں سے ان کا راستہ اہل فرار سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ امید کو عکسِ جمال یارا در شمع سپرخانہ قرار دیتے ہیں اور زندگی و زندہ ولی پر زور دیتے ہیں ۔

شرط طلب است امید بستن	لومید نمی توں نشستن
امید سر بر کار دارد	عکسے ز جمال یار دارد
امروز درین رباط ف نی	دارم پر امید زندگانی
شمع کرد ورین سیاہ خانہ است	امید وصال آں بیگانہ است

وجدان

علم ایقین، عین ایقین اور حق ایقین کے معنی بیان فرماتے ہوئے وجدان پر زور دیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جسے فہیل نے پنچہ زنگ میں سمجھا نے کی کوشش اپنے کلام میں کی ہے۔ خواجہ کہتے ہیں ۔

حقیقت دا زین عالم مسلم کو وجدان بر طلب آمد مقدم
اور اقبال نے جو ”خوبیں راویدن“ (ذ زنور خوبیشن) (ذ زنور دیگرے اور
(ذ زنور ذات حق) کی تدیجی منازل جاوید نامہ میں شمار کرائی ہیں اجنبیں خواجہ نے بھی الگ الگ
بیان کیا ہے شلاً اپک مقام کا ذکر یوں کیا ہے ۔

لے خواجہ دردے

موت کیا اک فقیروں سے بیچھے یہیں ہے
منے سے گئے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

وجودش جسلگی مذکور گیرد
بِ تَحْقِيقِ اِنْتِهَا در ابتداء یافت

دل از خود شید و حدت فور گیرد
و بین راه هر که افوار خدا یافت

و حدت الشہود

منزل اول حجات

ہوا کے وصل ہر بے حاصل است
گرفتار پھر خاک کے د آبلے

شہود و مست پہاں ہر لئے است
و لے انگند پر جانش جوابے

منزل ثانی حیوق

شدہ بنیاد ایں دیوانہ گشتمن

پئے ہر رنگ دبو طفلانہ گشتمن

اور یہی وہ منزل ہے جو حدت الوجود کمالتی ہے کہ مستی و قلندری و مجددیت اسی کے
تفاوت ہیں اور عارف کا بھی درجہ بھی یہیں سے شروع ہونا ہے لیکن حدت الشہود کی منزل
بہر حال اس کے بعد ہی آتی ہے ۔

منزل آخر ۳. و حدت الشہود

چود نور شہود از خود برآید سعادت را درے و بگر کشا پید
بگرد حصالی پار اماست

بیار داں اماستہ بے خیانت

اصل کام تو اس بار اماست کا اٹھانہ ہے کہ چسے آسمان، پہاڑ اور زمین کوئی بھی نہ اٹھاسکا او
قرعہ فال اس شست خاک کے نام پڑا مگر یوں کوئی اسے اشرف المخلوقات بنا دیا اور عذر
در آں مشہد پیشہ شد آرام یا بد

ب: نگاپو

اس کے بعد نگاپو کے دام ہی او اس کے فرض کی بہترین صورت ہے خواہ سہ
فرماتے ہیں ہے

نیپیں آں دید داں شورش ازان سوت
دیں مسکن نمودے از نگاپو سوت

ج : رازِ لی مع اللہ

اور اس کے بعد ہی وہ منزلِ نافذ آئی ہے جسے نبیِ اللہ کے بھائے خواجہ نے فرمایا۔
کامِ دیا ہے کہ وہاں پہنچ کر اسے حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور رمز "لی سعی اللہ" سے
آگاہی حاصل ہے۔

چُول گرد خستہ متفیل درگاہ
شود در خود رازِ لی مع اللہ

د : ابوالوقت

اور یہ وہ مقام ہے جہاں مالک یا صوفی "ابن الوقف" کی بجائے "ابوالوقت" بن
جاہم ہے۔ خواجہ نے خاچہ بہا الدین نقشبند کو اسی نقاب سے باد کیا ہے
ابوال وقت دو عالم قطب ارشاد
بہا الدین کہ دیں شد از دے آباد

اہل سنت و الجماعت

حضرت خواجہ نے مکتوبات و رسائل میں اس کا بیانِ فضیل سے کیا ہے کہ اہل سنت
وہی ہیں جو سنت رسول پر دل و جاہی سے عمل پیرا ہوں۔ اور شرکِ بدعت کو قریب نہ آئے
ویں جھنڈہ تشریفیں اسی عنوان کے تحت ہم سلسلے میں لکھ چکے ہیں تاہم چونکہ حضرت خواجہ کے کلام
منظوم میں بھی اس کا ذکر بار بار آتا ہے اس پلے یہ عنوان دوبارہ فائم کرنا پڑا۔ مثلًاً ایک مشنوی
میں "غطاء مداریں و شرائط سلوک دراہ یقین پر روشنی ڈالتے ہوئے اسی حقیقت کی نقاۃ ثانی
کی ہے، اور تینا دارِ فضل الہی" کے پلے چار شرطوں پر پورا اکثر نازمی قرار دیا ہے لیکن جہاں
چونچنی شرط کو کوئی اہمیت حاصل نہیں وہاں نقیبی شرط کو مرکزی اور کلیدی ہی جلیلیت حاصل ہے۔
فرماتے ہیں۔

نستادارِ فضلیں با و شاہی	بل اخواہ سندہ جذب الہی
دو مسراۃ ایں سو دو دین است	نخنیں شرط ایں سو والیقین است
ریقیق سنت دراہ جماعت	سوم کاکڑہ خشنل ایں زراعت

پیچھی سلف تقلید دیدن
فتدم از جاده بعثت کشیدن
چهارم خدمت سلطان دینی
قبول حنا طرسند فشنی

ولیکن نشر طریق ارم لازمی نیست

کیونکہ صهل خوش نصیبی و خوش بختی تو یہ ہے کہ صهل معدن سے گوہر حاصل کیا جائے اور لطف باطن
سے کسی پیض کیا جائے یعنی سلطان دو عالم خواجہ کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات برکات کی خدمت
کا شرف حاصل ہو جائے اور جو لوگ یہ را اختیار کرتے ہیں یقیناً بلند مرتبہ کے حامل ہیں ہے
بس امر غار کہ علوی آشیانہند ایسی مشرب و عیسیٰ زبانہ
زخم طائع داز لطف باطن گرفته گوہرا ز حسل معادن

رہ سُدّت بچپا لا کی شتابند

نصیب از خواجہ کو نین یا بند

شریعت کی پابندی اس قدر ضروری ہے کہ دیواری عشق کا ذکر اشعار میں کرتے ہوئے بھی
شاعرانہ بے باکی سے قلم کو آلوہ نہیں ہوئے نہ دیتے کیونکہ شرع میں دیواری عشق و جنوں کی گنجائش
نہیں اور جیسا کہ حصہ نظر میں شمال دی جا چکی ہے کہ خواجہ کے فرزدیک شرع بے عقلی و بے
راہ روی کی متحقّق نہیں ہو سکتی اسی طرح اخنوں نے اشعار میں بھی اس امر کی وضاحت کر دی ہے
کہ خدا

طریق شرع حبّہ فرزانگی نیست

طریق شرع

فرماتے ہیں ہے

ہنوز مُنْصَدِّت دیوانگی نیست

طریق شرع جُز فرزانگی نیست

نمیں انہم جیزے اندر ہیں راه

بروی از شرع دشیکی حاشا اللہ

پنا مشروع اگر انک جمال است

در وضمر میسے ترو جلال است

عدم شوکندران مرآت نور است

جمال و دست را آنچا طور است

نمایاں خصوصیات کلام

حسن تلمیح

خواجہ صاحب کے ہاں ہتنے بھی محسن شنوی نظر کرتے ہیں وہ سب بے ساختہ ہیں یعنی کسی صنعت کا دافنتہ انتظام نہیں کیا گیا بلکہ بعض خوبیاں از خود کلام میں پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے نمایاں ترین تلمیحات کا استعمال ہے۔ اسلامی تلمیحات جا بجا موقع و محل کے عین مطابق نظر آتی ہیں مثلاً—

لبقرے کو خودش دردش می داشت
سر الفتر فخری بیش می داشت

حسن ایجاز

کسی بیان کو جب سلسی تسلیمی انداز ہیں پیش کرتے ہیں تو وہاں حسن ایجاز نمایاں ہو جاتا ہے اور طویل و عریض بیانات مخصوص و مصرعوں میں سست کر بلاعنت کی ارفع منزل پہنچ جاتے ہیں مثلاً—

پرشام محبرت و تار بیگی غار
بہ آن خوش عنکبوتی عثیریں تار
بحور کو قریش داشتہ با دیدہ

حسن استعارہ تشبیہہ و مجاز مرسل

تشبیہہ و استعارہ شاعری کی روح ہے۔ سعوی سے سعوی کلام میں بھی ان کی جھلکت کھائی دے ہی جاتی ہے۔ خواجہ کے کلام میں اس کی عمدہ شاہیں موجود ہیں۔ ایک شنوی کا آغاز یوں ہوا ہے—

در طرف روم پیکے ماہ بود
لائق نظر شارہ دلخواہ بود
شہد و شکر را بہم آینختہ
بر سر آں کان نمکھ رینختہ

مدینہ منورہ سے اظہار غفیدت یوں کیا ہے—

اسے خاکِ مدینہ در کعبائی
در دیدہ من حپمانیا
دے چشم و حپم در بغ نور بیناں
اسے مردم حپم دُور بیناں

ایک نہایت ہی عمدہ تشبیہہ ملا حظہ ہوئے
ایں کا سہ کہ برس مر نگوں است جہاں یست اگرچہ عرق خون است
اسی طرح ساقی نامہ میں ساقی حقیقت سے خطاب کرتے ہوئے فردوس کو دل کشادہ ساقی سے
انوکھی تشبیہہ دی ہے۔

ایمان برہنہ بادہ تو نند دس، دل کشادہ تو
تنگی دل کو زندان سے تشبیہہ تو دیا کرتے ہیں شلا نیم۔
زندان میں جو زندہ وکیم ہو اپنے دل نگاہ میں جگہ دو
لیکن کشادگی دل کو جنت سے تشبیہہ دینا اور ہی لطف رکھا ہے:
خوبی رمز

پرده مجاز میں طلبِ حقیقت کے سلسلے میں وہ اشعار ملا حظہ ہوں جہاں ساقی سے خطاب
کیا ہے۔ شلا نیم

من پیر کمن گدائے جامم زال جسد عہ کہنہ وہ بکامم
بعض جگہ صنعتِ تضاد کے بے ساختہ استعمال نے شعریت میں جان ڈال دی ہے۔
بجراں تو دصل جاو دافی در پیش تو مرگ زندگانی

 بلاعثت

بلاعثت کی خوبی سے ہر صاحب ذوق آگاہ ہے خواجہ کا بیداری شہر ملا حظہ ہوئے
گرچہ در سد پر شنہ کامے سپرائی ادست ہم ز جامے

اصناف شخصی

جیسا کہ اس بات کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے، خواجہ صاحب کا بیشنہ کلامِ ثنوی
کی صورت میں ہے لیکن اس کے علاوہ آپ نے رباعیات بھی کہی ہیں اور ان میں بھی یہی
صوفیانہ اصناف میں بیان کیے ہیں جو ان کے ہر قسم کے کلام میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر یہ رباعی
ملا حظہ ہوئے

لے اقبال سے لاچپڑا کے بارہی بادہ وجہاں کے ساقی پاٹھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی

آئی کسب کہ نزدِ گشتہ عیاں در مذہب اہل حق جُزاں ہیں حمدان
 حق موجود است و قادر مطلق است پیشہ نجاحِ جملہ و ہم است فیکاں
 نسبت اسباب کے فلسفے کو کس سهولت سے بیان کر دیا ہے ہے
 ماصورت و حق ایئنہ حکس نہ است این است معینتے کہ حق را باماست
 پھر صورت در طہور شرط دگر بیست این نسبت اسباب ازیں و پیدا است
 اب چند متفرق اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں کسی نہ کسی پہلو سے ایک خاصل لطف
 نہایا ہے۔

ادب

ہے سنگ و روزے بادب دلشت لعل شد و بر سر خبیث شست
حسن تختیل
 ہے شبے خوش دل تراز روزِ جوانی سرم در خواب دل در کارافی
روانی کلام

ہے کہا میں طنکم ازیں بسیار باشد
 کہ بندہ بے صفت بیکار باشد
 خواجہ نے اپنے فرزندوں کی تاریخ دلا دت بھی کہی ہے۔ ساقی نامہ کے عنوان سے
 بھی انہماں خبیث کیا ہے اور اس میں در اصل شرابِ معرفت کے طلبگار ہوئے ہیں اور افکار
 نازہ کے علاوہ یہ نظر اندازِ نوکی بھی عمده شوال ہے۔

شخلص

حضرتِ خواجہ کے سارے کلام میں شخلص صرف ایک شعر میں استعمال ہوا ہے اور
 اسی پر ہم اس ذکرِ لطیف کو ختم کرتے ہیں ہے

بغیر آنکہ بر و ز سیاہ خود گردید
 دگر ز دیدہ باقی چیز کار می آ بد

ماخذِ معرفت در میر

اس مقدمہ کی تیاری میں کچھ متفرق تحریروں کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف فتاویٰ فاتحہ سے خصوصاً مدد ملی گئی ہے:

- ۱۔ جیافت مجدد - پروفیسر محمد فرمان ایم۔ اے۔ (مجلس ترقی ادب الامور)
- ۲۔ تصوف - مولانا عبدالماجد دربارا بادی
- ۳۔ روڈ کوثر - شیخ اکرام (مطبوعہ بمدینی)
- ۴۔ شبہ داعشم - مرتبہ و مولفہ محمد حلبیم (۱۹۵۸ھ)
- ۵۔ تذکرہ اولیاء نقشبندی - مولفہ محمد امین شر قپوری - (۱۳۶۱ھ)
- ۶۔ تذکرہ اولیاء کرام - ادبستان ۱۹۵۵ھ
- ۷۔ آثار الصنادید - سرستہ احمد خاں - لکھنؤ جون ۱۸۶۴ھ

ہمارے خیال میں اس کلیات کا اصطلاح خواص کے لیے بالعموم اور عام کے لیے بالخصوص
صرف نہیں بلکہ لازمی ہے کہ یونکہ رود پر عدالت کی ختنی خود روت آج سے تین سورس پہلے ختنی
اس سے کئی گنازی بازہ آج محسوس کی جا رہی ہے۔ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا ہے ۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے سنجانے بنے
پھر مناسب سے ترا فیض ہو عام سے ساقی

اگرچہ تینی سو سال پہلے کی شخصیتیں بعضی امام زبانی مجدد الف ثانی اور ان کے مرشد کامل حضرت
خواجه بالی بالله تعالیٰ طور پر سہم میں موجود نہیں لیکن ان کے ارشادات توہین حال ہمارے
سامنے ہیں اور ان پر عمل پڑا ہے اگر بغیر ساقی سے فیضِ عام کی درخواست کرنا بجا نہ خود ایک

مقدمہ

۲۰

بدعت سے کم نہیں! مگر
تو بروں درج پس کر دی کہ دو دن جتنا ہے آئی!
بزداں
دیال سنگھ لا بُریری می انبیت روڈ لاہور
۱۹۴۶ء جولائی شنبہ

محض احوال

کسی علیٰ یا عملی فضیلت کے تصور میں خود یہ عمل اجتنب نہیں کہ وہ اپنی تاثیر و کھاکے بلکہ اس میں تاثیرِ فضائل کی حامل شخصیات کے اثر و نفوذ سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ شخصیت کی نشوونما اور سیرت کی تشكیل میں شخصیت ہی کا اثر و نفوذ کا مرکز ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحے کے نسب کی نسبت ہم عصر تنگوہ نگاروں سے صرف نظر کرنے کی بنا پر متاخرین کو کچھ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے جس کی توجیہ، توضیح اور تصحیح مولانا زید ابوالنجیر صاحب کے اس بیان سے ہو جاتی ہے جو سوانح خواجہ باقی باللہ رحے پر مشتمل ہے۔ اس لئے اُسے یہاں تقلیل کرنا مناسب ہے۔

قبلہ راستان و کعبہ حق پرستان خواجہ سخا جگان قطب جہاں حضرت خواجہ مویید الملة والدین الرضی ابوالوقت محمد الباقی المعروف بحضرت خواجہ بیرونگ باقی باللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ و رحمہہ و رضی عنہ و افاض علینا من برکاتہ و اسرارہ کے احوال شرقیہ کو مختصر طور پر سب سے پہلے آپ کے ایک مرید پاک دل نے قلمبند کیا ہے۔ اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے۔ البتہ جو مرثیہ اس نے اپنے پیر و مرشد کا لکھا ہے اس میں اپنا نام رشیدی لایا ہے۔ آیا یہ اس کا تخلص ہے یا نام۔ اللہ اعلم۔ اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت سے نہایت راسوس ہے کہ حضرت کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لکھا ہے۔ اس کے بعد کتاب الحدیثۃ الباقیۃ معروف بہ زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا درجہ ہے۔ ان دونوں کتابوں کے مصنف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے عبیل القدر خلفاء میں سے ہیں۔ لکھتے ہیں:-
حضرت کے والدیز رگوار قاضی عبدالسلام تھے۔ سحر قند کے رہنے والے، پاک باطن اور صاحب علم و فضل تھے۔ اکثر اوقات آہ و بکا میں رہا کرتے تھے۔ سحر قند سے کابل تشریف لائے اور وہاں آپ کی والدہ ماجدہ سے نکاح کیا۔ ۱۹۷۴ء میں حضرت کی ولادت با سعادت ہوتی خود مسالی سے حضرت پر تحریر و تفرید و تعلیل اور آثار خلوت غالب تھے۔ میں رشید کو پہنچنے پر آپ نے مولانا صادق حلولی

اور دوسرے اکابر سے علم ظاہرہ تمام و کمال پڑھا۔ اس سلسلہ میں آپ ماوراء النہر تشریف لے گئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں امتیازی شان پیدا کر لی۔

علم باطن اور خدا طلبی کا جذبہ عمدہ طفیلی ہی سے آپ کے پاک سینہ میں دویخت ہوا تھا۔ اس لیے ایام تھیں علم ظاہر میں بھی جہاں آپ کو کوئی خدار سیدہ پاک نفس ملتا تھا آپ اس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور اس کی صحت اور انفاس قدریہ سے مستفید ہوتے تھے۔ اور علم ظاہر کی تبلیغ کے بعد آپ نے ہندوستان و بدشہان کا سفر کیا۔ اور پائے طلب آپ کو پنجاب اور کشمیر تک لایا۔ جہاں بھی خدار اس ملزاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فائدہ حاصل کیے۔ جتنا آپ اہل دل کے قریب تر ہوتے تھے خدا طلبی کا جذبہ اتنا ہی تیز تر ہوتا جاتا تھا۔ اگر کوئی مجدوب ملتا تھا آپ اس کے پیچھے لگ جاتے تھے پہنچ لاہور میں ایک مجدد بجب آپ کو دیکھتا تھا۔ گالیاں دیا گئی تھیں بلکہ بعض اوقات آپ کو پھر دل سے مارتا تھا با ایں ہمہ صرف جذبہ خدا طلبی آپ کو کشاں کشاں اس کے پاس لے جاتا تھا۔ ایک دن وہ ولیوانہ فرزانہ آپ پر مہربان ہوا اور آپ کے حق میں اس نے دعائیں کیں اور آپ کو باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

آپ کے ہندوستان آنے پر آپ کے بعض دوستوں کو علم ہوا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ کو شاہ ہند کے عہدہ داروں کے زمرہ میں لے لیا جائے لیکن سلطان جذباتِ الہیہ کے سامنے کسی کی سمجھی و کوشش کا رکرہ نہ ہوئی۔ دولتِ دل اور متارعِ یقین کی بادشاہیت آپ کو ملتی تھی بھلا مزخرفاتِ دنیوی سے آپ کیا متأثر ہوتے۔

ایک واقعہ میں حضرت خواجہ عبدالحید احمد احرار رحمہ اللہ آپ پر ظاہر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہو۔ وہاں فتح یا بہوگا پہنچ آپ حضرت خواجگی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بلکہ اسی دوران میں حضرت خواجگی بھی آپ پر ظاہر ہوئے تھے اور فرمایا تھا آئے فرد نہ ہم چشم براہ میں تم ہمارے پاس کب آرہے ہو اور پھر آپ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور نسبتِ تشریفیہ سے پوری طرح بہرہ مند ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے بعض دوستوں کو ہندوستان حضرت خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے خط لکھا تھا۔ اس میں آپ نے اپنا یہ شعر تحریر فرمایا تھا۔

من از بخط محبت نشان ہمی دیدم کہ استخوان عزیزان بساحل اوفقا و است

اور جب آپ حضرت خواجگی کی خدمت میں پہنچ کر سلطانِ ملک فتح ہوئے تو آپ نے ایک خط لکھا اور
تحریر فرمایا۔

می گز شتم زعنیم آسودہ کہ ناگہ نہ میں

عالم آشوب نگاہے سر را ہم بگرفت

چونکہ آپ حضرت کی خدمت میں پوری طرح صاف و محلی ہو کر پہنچے تھے چرا غلبی صاف تھا۔ بتی بھی تھی
یہ لمحیٰ حاضر تھا۔ صرف دیاسلامی وکھانے کی ضرورت تھی۔ وہ دیاسلامی حضرت خواجگی نے وکھانی کامل
تین دن اور تین رات حضرت خواجگی نے آپ کو اپنے پاس نکوت میں رکھا اور پھر خلافتِ مطلقة سے
آپ کو سفر از فرما کر ہندوستان جانے کی ہدایت فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ وہاں تمہاری وجہ سے اس
طریقہ شریفہ کو رونق ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان کا قصد کیا اور ہمی تشریف لا کر قلعہ فیروزی میں
جو کہ اب فیروز شاہ کا ٹولک کے نام سے مشہور ہے قیام فرمایا۔ آپ پہلی مرتبہ ہندوستان کی تشریف لائے۔
اور بار ووم کب آئے۔ اس کا بیان نہیں ملتا۔ اس کو دیکھتے ہوئے کہ جامع ملعوظات نے لکھا ہے رو
اد آخر ہا کہ امشیخت و ارشاد متروک شدہ بود۔ (الخ ص ۸۹ قلمی) اور لکھا ہے (فائدے کے دوں دو سہ
سال ازان حضرت بستقیدان رسیدہ در زمان پیش پر سالہانی رسید ۸۵) اور زبدۃ المقاومات میں
لکھا ہے (شاہزاد عظیم بر علوم مرتبہ ایشان) میں اس کے دو سہ سال پر مندرجہ شیخیت بودند۔ وہیں مدت قلیلہ
چرمدم کہ اذخوان دولت ایشان روزی مندرجہ بودند۔ (الخ ص ۷۹ قلمی) معلوم ہوتا ہے کہ آپ سن
ایک ہزار نہیں یا چار کو بار ووم تشریف فرمائے ہند ہوئے ہیں۔ بلکہ ہم کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ
آپ سے بیعت ہوئے آپ کو یہ محسوس ہوا کہ جو خدمت مجھ سے پروردگار جل شانہ کو یعنی تھی وہ اسی
مرد عزیز کی تربیت ہے آپ مکاتیب شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں (رقمہ ۱۵) شیخ احمد نام مردیست
در سرہند کثیر العالم قوی العمل۔ روزے چند فقیر باونشست و برخاست کروہ عبائب پسیار از روزگار
اوقات اور مشاہدہ کر دہ۔ به آں می ماند کہ چو اس غئے شود و عالم پا اذ و روشن گردند۔ (الخ)

گریہ و آہ و بکار و رو و بجد آپ میں پروردگر احمد تھا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آپ کو اپنے پروردگار
سے یعنی میں پورا شت مل تھیں تو پہچا نہیں ہے۔ آپ کی والدہ مبارکہ جو نہایت عابدہ زادہ تھیں آپ
کی بے قراری اور آہ و زاری کو دیکھ کر جیسا کہ آپ بیان فرماتے ہیں (روئے عجز و نیاز بد رگاہ بے نیاز
آہ و رہ گیریہ و نالہ تمام می گفتند خداوند امراء فرزند مرار کہ در طلب توازن ہمہ بگستہ و ازل ذات جوانی

وہست شستہ برآورده گردان یا هزار زندہ مگر از کہ طاقت مشاہدہ ایں ناکامی دیتے آرامی اوندارم۔ زبدہ
 ص ۱۷۲ قلمی (خود آپ کی یہ بے قراری اور پھر آپ کی والدہ مبارکہ کی یہ دعا تیزم شی می نے جو رنگ دکھایا تھیں) ایں
 ایں نظر کے لئے مقام صدیقرت ہے۔ زبدۃ المقامات کے مؤلف نے ایک فاضل کا قول نقل کیا ہے
 اس نے کیا خوب کہا ہے (بعضی شیخان بزرگ صاحبِ حال و قال دریں روزگار شخصت وہ عاد سال
 درہند شیخی کو دند معلوم است کہ اذ ایشان کہ ماند و پھر ماند۔ شاہزاد بزرگ خواجہ شما ہمیں اس کے پہلے سالگی
 رفتہ دو دو سال ہدایت نہ دند و عالمے را بھرہ و رگردا نہیں۔ الخ ص ۲۹ قلمی) جو کام پروردگار جل شانہ
 و حُمّ احسانہ کو آپ سے لینا تھا وہ یہ وجہ اتم لے لیا اور بمقتضائے و رَأْيَتِ الدَّائِنِ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ
 اللَّهِ أَفْوَاجَأَفْسَطُّعْ جَهَنَّمَ رِبْلَقَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَابًا۔ آپ لفائے محبوب کی تیاری
 میں صروف ہو گئے سالکاں راہ طریقت کو خلیفہ اجل عالی مرتبہ حضرت امام ربانی مجدد والفت نافی کے
 سپرد کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت کے رفعتِ شرفیہ میں سے رقعہ ۸۲ کو دیکھا جائے۔ اور رفعتِ شرفیہ
 کے جامع نے جو عبارت لکھی ہے پڑھی جائے حضرت میر محمد نعیمان بھی آپ کے خاص مریدوں میں سے
 تھے۔ وہ فرماتے ہیں (ایں فقیر دربندگی حضرت الٰہُ الْاَعْظَم حضرت خواجہ بو و ایشان ہمہ یا ران خود افراد نہ
 بودند کہ در خدمت حضرت امام الحتفین حضرت ایشان بر وید و در خدمت ایشان مشغولی کنید و پرہم شغل
 کہ ایشان فرمائید بھاں روشن مشغول باشید و در خدمت ایشان قسطیم مانکنید بلکہ توجہ خود بجانب ماہہ کنید۔
 در آں اتنا بہ ایں فقیر تھیر محمد نعیمان فرمودہ کہ میاں شیخ احمد آفتابے اندر کہ مثل ماہزاں ستارہ و رضمن ایشان
 گم اندر۔ الخ ص ۲۳۹ (زبدۃ قلمی)

ہفتہ کے دن پچھلے پہروں میں ۵۲ ماہ جمادی الآخرہ سالہ ۱۴۰۶ھ کو آپ کے گوش حقائق نیوش نے
 صدر سے یا آیتہا التفسیر ام اطہرینہ ارجحی رانی رِبْلَقَ رَاضِیَةً فَرَجَبَ رَبِّیْلَقَ فَادْخُلُنَ فِي عِبَادِیْ فَادْخُلُنَ جَنَّتِی
 سُنی اور آپ بہ صد شوق راہی مکاں لقا ہوئے۔ آبُقَاعِرِ اللَّهِ وَحْدَهُ۔ رَحْمَهُ اللَّهُ تَعَالَیْ وَغَفَرَهُ
 وَرَحِمَهُ عَنْهُ وَقَلَّ مَنْ مَرَضَ

آپ نے اپنے بعد اپنی والدہ مبارکہ، دو سو ماں اور دو پیسہ خود و سال جھپٹوڑے بھن کی ولادت
 سالہ ۱۴۰۶ھ پہلی ماہ ربیع الاول اور چھد ماہ ربیع کو ہوتی ہے۔ میراث میں آپ نے یہ سامان جھپٹوڑا صرف
 ایک روپیہ چند کتابیں۔ ایک گھوڑا اور ایک فرش (ملفوظات ص ۱۷۲ قلمی) یہ ہے عَشْ فِي الدُّنْيَا

كَانَكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرٌ مِّنْ سَيِّئٍ كَيْ أَعْلَى مِثْلِ هَذَا فَلِيُعْمَلِ الْعَامِلُونَ - رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَيْثُ وَأَنَّ -

تصنيفات

رسائل منحصرہ فمازی تحقیقی و صوری اور توحید کے بیان میں اور تفسیر اعوذ بسم اللہ و فاتحہ و الشمس و اخلاص و فلق و ناس و آیت ھو مَعْلُومٌ و آیت آیتَ تَعْلُمُوا و ترجمہ دعا سے قتوت و رسالہ نامہ امام درسلوک جو رقعات میں ۴۱ میں درج ہے اور شرح رباعیات رسالہ سلسلۃ الاحرار اور ۸ رقعات جائفرا اور دو شنویاں دو تو اونچ تو لد بخود داران اور ساقی نامہ و سلسلہ پیران طریقت اور چند رباعیاں اور چند فرو۔ آپ کے ایک ایک نظر سے آپ کے سوز دروں کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے:-

رباعی

صحرائیں زیل خدا کن کہ آستین ترمی کنم بگریہ و افسرده می روم
آل گلبنہم بیان تو کز یک نیسم لطف نشگفتہ ام ہنوز کہ پژمرده می روم

آپ کا نسب

صاحب مفہومات اور صاحب زبدۃ المقامات نے آپ کے نسب کے متعلق کچھ بھی لکھا ہے۔ البته حضرت القدس میں لکھا ہے کہ آپ کے والدہ ماجدہ قوم سے خلج کے متعلق قدیم تحقیق ہے کہ خلنج ترک قوم کی ایک شاخ ہے۔ بردار فیضن محمد خاں ذکر یا صاحب کابل کی تحقیق یہ ہے کہ خلنج افغان قوم کی ایک شاخ ہے۔ بردار صاحب افغانستان کے سربرا آور دہ اور ذمی علم افراد سے ہیں۔ اس سلطانیہ ان کا ایک مضمون چند سال پیشتر بیرون پر میں بھی پڑھا ہے۔ مجھ سے یہ بات خود انہوں نے کہی ہے۔

آپ کی والدہ مبارکہ کے متعلق صاحب زبدۃ المقامات نے لکھا ہے (مخنی ماند کہ والدہ ماجدہ حضرت الودودیان سیادت بود و اذ قائمات النساء الخ ص ۲۷۳) قلمی یعنی آپ کی والدہ ماجدہ سادات کرم

میں سے تھیں حضرات القدس کا پہلا حصہ جس میں حضرت کے احوال شریفہ ہیں۔ اصل فارسی اس عاجز کے پاس نہیں ہے۔ البتہ اردو ترجمہ ہے جو لاہور میں چھپا ہے۔ اس میں لکھا ہے (حضرت خواجہ اپنے ناناصاحب کی طرف سے حضرت شیخ عمر باغستانی تک جو حضرت خواجہ احرارقدس سرہ کے نامانجھ پہنچنے ہیں اور جناب خواجہ کی نافی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں۔ (النحو ۴۱۵) بظاہر ان دو توں کتابوں کی عبارت میں اختلاف ہے پہلی کتاب نے آپ کی والدہ صاحبہ کو اور دوسرا آپ کی نافی صاحبہ کو سادات میں سے بتایا ہے۔ اگر حضرات القدس کا اصل نسخہ فارسی کا ہوتا تو تباہید یہ وقت نہ نظر آتی کیونکہ اس ترجمہ میں اس عاجز کو کچھ بُوئے تصرف آرہی ہے صفحہ ۳۳ اپر حضرت کا اسحیم گرامی اس طرح لکھا ہے (حضرت سید رضی الدین معروف خواجہ محمد باقی قدس سرہ) فقط سید یقیناً مترجم صاحبہ کا اضافہ ہے۔ پھر صفحہ ۴۱ پر لکھا ہے (حضرت کے والد زرگوار کا نام نامی قاضی عبد السلام خلیجی ہر قند قریشی ہے) غالباً مترجم خلیجی کو کسی مقام کی نسبت سمجھنے ہیں اور اسی لیے انہوں نے قریشی کا اضافہ کیا ہو گا۔ تاکہ شروع میں جو لفظ سید کا لکھا ہے وہ صحیح ثابت ہو۔ اس عاجز نے اس سلسلہ میں حضرت کے منظوم کلام کو بترا غائر مطابعہ کیا حضرت کی ایک رباعی ہے۔ فرمایا ہے ہے

بدستِ من امشب چومہ آرستہ است غم ہمچو ہلال لاغرو کا سنتہ است

آسے صحیح بروں میا کہ ترکان مستند وے شب بیشیں کہ فتنہ بر خاستہ است

چونکہ آپ نے پہلے مصروع میں اپنے محبوب کا ذکر فرمایا ہے اس لیے ترکان سے اشارہ اپنی طرف کیا ہے۔ آپ نے اپنے کو ترک ظاہر فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے فرزند خود خواجہ محمد عبد العزیز کی تائیخ ولادت کہی ہے۔ اس میں فرماتے ہیں ہے

گلشکر سے بُوا بعیبے دست داد شکر ہندی دگل ترک زاد

آپ نے اپنے فرزند کو ایسا گلشکر یعنی گل قند بتایا ہے جس کی شکر ہند کی ہو اور پھول ترک کا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس فرزندِ عالمی قدر کی والدہ کشمیری کی تھیں اور پدر بزرگوار ترک ہیں۔

حضرات القدس کا ترجمہ احمد حسین خان صاحب نے کیا ہے۔ یہ حضرت کے مزاد پر اوار پر بارہا حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے یقیناً وہ کتبہ بھی پڑھا ہو گا جو حضرت کے سرہانے دیوار میں جڑا ہوا ہے۔ اس کتبہ میں پندرہ اشعار ہیں جو پہلے ایک لکڑی کے تختہ پر تحریر تھے اور تقریباً

پچاس سال پہلے پیر حبی مظفر علی کے وقت میں منگ مرمر پان کو کندہ کر کے لگوا دیا گیا ہے۔ دوسرا شعر
اس طرح ہے۔

حَمِيَّ دِينِ نَبِيِّ الْحَسَنِ الْأَمِينِ مُورِّدِ فَضْلِ الْكَرَامِيِّ أَهْلِ خَتْمِ الْمُرْسَلِينَ

اس شعر میں آپ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بتایا ہے جو ساداتِ کرام ہیں۔ اور
احمد حسین خان صاحب دہاں کے متولی صاحبان سے بھی بلے ہوں گے۔ (پیر حبی مظفر علی سے) جو
کہ اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے تھے۔ اور اپنے نام کے ساتھ لفظ سید بھی لکھتے تھے لہذا
کچھ بجید نہیں کہ انہوں نے اپنے خیال سے اخہارِ حقیقت کرتے ہوئے سید کا اضافہ نہ شروع میں
اور قریشی کا اضافہ بخلجی سحر قندی کے ساتھ کر دیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتبہ کسی نے بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں لگایا ہے کیونکہ آثارِ الحنا و بدر
میں بھی اس کا ذکر ہے جو کہ ۴۶۳ھ میں لکھی گئی ہے۔

حضرت شاہ روف احمد مجددی قدس سرہ نے جو کہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے اجل
خلفاء میں سے تھے اور بعد میں بھوپال میں سکونت اختیار کر لی تھی ۱۲۲۹ھ کو کتاب بواہر علویہ لکھی
ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں (سحر قندی الاصل کا بی المولد اندر خلیج بودہ اندزاد جانب والدہ بحضرت شیخ
عمرا غشنائی کہ جد مادری حضرت خواجہ احرار اند میر سند) اس عاجز کو خیال ہوتا ہے کہ حضرات القدس سے
آپ نے یہ کلام اخذ کیا ہے ممکن ہے آپ نے بھی مزار پر انوار پر کتبہ لکھا ویکھا ہواں ہی خلیج کا اخہار
ضروری خیال کیا ہو۔

ہندوستان میں بزرگان دین کو سید بنانے کی نیم کافی عرصہ سے جاری ہے ممکن ہے اسی جذبہ
کے تحت آپ کو سید بنایا گیا ہو یعنی اس کے ساتھ اس عاجز کو ایک وجہ اور بھی معلوم ہوتی ہے، کہ
کہیں حضرت کو بنایا ہیں نہیں بنادیا گیا ہو۔ وہ وجہ یہ ہے کہ حضرت کے پڑے صاحبزادہ خواجہ
عبداللہ معرفت بخواجہ کمال قدس سرہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اس کا نام "منیخ الریحان" ہے۔
اس رسالہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں: "گوید بندہ سرفکنندہ شرمندہ اذکرو ارتباہ سرایا گناہ خانہ زاد خواجہ
آفاق سبسط آں اللہی مولی اللہ و الدین الرضی ابوالوقت خواجہ محمد الباقی قدس سرہ احقر عبد اللہ... الخ"
آپ نے اپنے پدر بزرگوار کو آں نبی یعنی ساداتِ کرام کا سبسط قرار دیا ہے۔ سبسط عربی لفظ ہے۔ اور

از لفظ لغت عربی میں اولاد کو سبسط کہتے ہیں چاہے وہ پسکی اولاد ہو چاہے دختر کی لیکن از روئے استعمال پوتے کو جنی اور نواسہ کو سبسط کہتے ہیں۔ یہ استعمال آنا ذائق اور شائع ہوا ہے اور خاص کو اسلامی دوڑیں۔ کہ بعض اہل لغت نے لکھ دیا ہے کہ پوتے کو جنی اور نواسہ کو سبسط کہا جاتا ہے۔ ویکھو المجد میں لکھا ہے۔ سبسط ولد الولد و یغلب علی دلد البنۃ مقابل الحفید الذی هو ولد الابن یعنی حنید پوتے کو کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں نواسہ کو سبسط کہتے ہیں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سبسط البنی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا جاتا ہے۔

پانچ سال ہوئے اس عاجز کو ایک صاحب نے لکھا تھا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ صحیح النسب سید ہیں اور ولیل میں رسالہ مبلغ الرجال کی عبارت تحریر کی تھی۔ اس دن سے یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے بعض افراد اس عبارت سے مغالطہ میں پڑ گئے ہوں۔ اور پھر حضرت کی درگاہ کے متولیوں نے مزید ان کو مغالطہ میں ڈال دیا ہو۔ جو اپنے کو آپ کی اولاد میں سے بتاتے ہیں اور اپنے اس بندہ عشق شدی ترکِ نسب کو جانتیں کہ دیں راہ فلان این فلاں چنپنے نیست
 مَلَكُوكُمْ مِنْ آدَمَ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

مبلغ الرجال کی عبارت سے زبدۃ المقامات کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی والدہ ماجده سادات کرام میں سے تھیں۔ اور آپ سادات کرام کے نواسہ تھے۔ آپ سبسط آل بنی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور آپ از جہت پدر بزرگوار قوم خلج سے تھے جو کہ مشہور اور قدیم قول کی رو سے ترک قوم کی ایک شاخ ہے اور اسی قتل کی رو سے حضرت نے اپنے کو ترک بتایا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ترک کی پھول قرار دیا ہے اور سردار فیض محمد خاں ذکریا کی تحقیق کی رو سے خلج افغان قوم کی ایک شاخ ہے اور یہ لفظ حقیقت میں خلج ہے اور یا سنتی کے ساتھ غلطی ہے۔ والعلم عند اللہ تعالیٰ

حضرت کامران پروار پرانی ولی کی فصیل سے (جواب صرف پڑائی نقصوں میں مل سکتی ہے) جہت غرب ہے۔ لاہوری دروازہ سے تقریباً چار فلانگ جہت غرب قدر سے مائل بجنوب قطب رو ڈپ واقع ہے جو شمالاً جزو یا ہے۔ اور قطب رو ڈے سے عیدگاہ رو ڈب جنوب کو نکلی ہے اس کے مقام اقبال کے جنوبی کونہ پر واقع ہے (شمال ————— قطب رو ڈے ————— جنوب) کامران پروار پرانی بیں ہے۔ جہت شمال مسجد شریف کا حصہ ہے۔ آپ کے مزار پروار کی شرقی دیوار کے پاس آپ کی والدہ

ماجدہ رحمۃ اللہ علیہما استراحت فرمادی ہیں۔ صد بار بلکہ ہزار بارہا اللہ کے نیک بندے کے قرب و جوار میں چاروں طرف راحت کی نیزد (نُمْ كَنُومُ الْعَرْوَسِ) سوئے ہے ہیں۔ اس عائز کے دیکھتے وہاں کے ششین تقریباً تین حصہ قبرستان کا فروخت کر پکے ہیں۔ جو مکتوپاً حصہ (القریبیاً چو تھائی) رہ گیا ہے۔ اس کی بھی حالت خستہ ہے اور آثار اچھے نہیں ہیں۔ کامن علیہا فان۔ البقاء لله وحدہ۔ والصلوٰۃ علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلیمان۔

جمعہ ۲۹ ربیعہ سال ۱۴۸۷ھ

۲ دسمبر ۱۹۶۸ء

زید ابوالحسن فاروقی

درگاہ حضرت شاہ ابوالجہیر رحمۃ اللہ علیہ

پتلی قبر، دہلی

مُعْوِظَات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کلماتِ جانفرزاد سخنخانِ دلگشا

ملفوظاتِ شعرِ کلیف و احوالِ مُهاجِر کیستند؟ باقی فارسی پاکستان

نوٹ: بحثیہ اول (بعض تحریرات) است و جلدِ دوم ملفوظات است مجموعہ ایں ہر دو حصہ یک سالہ است کہ نام جامع و مؤلف آں ظاہر نہ شدہ ابتدائی نظم و سے کہ در آخر نوشته معلوم ہی شود کہ دوے یونیورسٹی تخلص می کرد۔ رحمہ اللہ

بعد از حمد و حصلہ نمودہ میں آئید کہ جوں بسا بقہ عہدا بیت اذلی و زہنی سعادت طمینی ایں ذرا چھتر کہ نام خود را از غایت بے اعتبار می شایستہ اندر ارج ایں نامہ بہند قدر بخی بینید از جملہ باریافتگان درگاہ خواجہ جہاں پناہ مرجع حق پرستاں قبلہ راستاں و درستاں عمر برا بیت و پیغمبر معرفت المور الاتھم و سرالله الاعظم صاحب التصرف الانفس و الافق ابوالوقت خواجہ محمد الباقی نقشبندی الاویسی مَنْ أَنْتَ اللَّهُ عَزَّلَ
العلمیین بیقاہی و شرح حسن و را مسلمیین بلقاہیہ شد اکثر وفات انہیں آں مقام خلوت خاص راہ بروں دشوار بود سے لگر آں کہ لطفِ عجیم آں دریا سے کرم و مستگیری فرمودہ دراں موطن قدس جائے دادے و در بعضی مجالس کہ آں لسان وقت گہر زیست شد سے بخاطر سوچتہ و دل شیء ارسیدے کے ایں کلماتِ جانفرزاد سخنخانِ دلگشا کہ سامعی افزوں و پنپن غفتہ سے سوز و دل را پر دانگی می فرماید و دماغ را بہماری آؤیزد و پریوش شیشه می شکنند و روح را با احلاق می اندازو و در قیدِ کتابت آورده شود تاہر کہ مزہ حق پرستی در دل والدستی حق شناسی در ذوق و طلبِ تحقیق و راستہ دار باشندہ باشندہ امداد
آں خوش وقت شود و بہرہ بردار و آبکم پرتوی از فہمیر آں صاحب دل بروقت محشر افتاد و را زمیش
تعلقات غلاص بخشد اکنوں بآں خواہش فائزی گرد و حق سمجھانہ سخت ریشم ایشان را بہر مفارق طالیان
باقي و پائندہ دار و داین جواہر گوان بہاب صفحہ قلمورہ آتا فاناً جلوہ گربا و پالنسبی دائلہ الاطهار
الا بجاد۔

محنی مانند کہ ہر جا دیں رسالہ فقط حضرت ایشان ثابت افتد مرا حضرت خواجہ خواہند بود و آپ کے از محارف و حقائق کہ اذ زیان مبارک حضرت ایشان استماع می افتد چوں قوت مدرکہ حمراز اور اک گئے آں قاصر بود و قوتِ حافظہ در غلط عبارات شریفہ بعینہا غیر واقع۔ اگر وغیرہ بیان غلط در غلط یا وہ بھی راہ یا مجھ میں بقصور و نقصان حال کا تب ہر دفعہ خواہند بود عقی اللہ عنہ و عن جمیع مسلمین بعد ذلک اس خواستم کہ مجھے از اب اسے احوال کرامت مآل حضرت ایشان واستفادہ نسبت و اخذ طریقہ از وسائل متعارف و راجد اسے این رسالہ نقل کنم بخی ازان بخط شریفہ سخن حضرت یافتہ شد و آن ایشت۔

ابتدائی توبہ از معاصری در ملازمت خدمت خواجہ عبید کردہ شد یکن شیخ رجوع و غرم ترك در باطن بود و انتہا فنا تحد در ظاہر ایشان از خلفاء مولینا اخطفت اللہ بوند و مولینا اخطفت اللہ خدیجه مولینا خواجی دہمید سے علیہ الرحمۃ بود ڈچوں توفیق استفامت نیافت بار دیگر توبہ در ملازمت بنگل افخار شیخ کہ در سفر قند تشریف و اشتند و ان کبار خانوادہ حضرت خواجہ احمد لیسوی بوند کردہ شد اگرچہ جناب ایشان رضاندا اشتند و فرمودند شما جو ایندیکن چوں عزیمت فقیر مصمم بود پسروت فاتحہ خواندند و فرمودند خدا استفامتہ بدید موافق تقریس آن بزرگواران آن عزیمت بحکم خود و خرابی ہائے عجوب روئے و ادب ایگر بے صنع و اختیار فقیر و بندگی حضرت امیر عبد اللہ بنجی مظلومہ تجدید توبہ بظہور رسید مقرر و مصائب آن نعمتے بود غیر مترب قب امیر کہ برکات آن موہبہ الی یوم القیام بداند القصہ چند گاہ دیگر در مقام نگاہداشت حدود بود باز تاثیر اسم المصلی آن سد رائس کست عاقبت بہ بہایت صہبیت و رخواب بشرف ملازمت حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بهاؤ الحق والدین صورت تو پہنچ دش و میں طریقہ اہل اللہ بظہور رسید بکم الغریبیق یتَعَلَّقُ بِکُلِّ حیثیتیش بہ طرف دستے ہے انداخت۔ عاقبت بعضی از خواجه کم فرمودند کہ ذکر کے کمعنعن آن بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہے رسد نیتجہ منداست تعطش برانداشت کہ اذ بھان عزم بیطریق ذکر و مرافقہ اخذ کردہ شد۔ دست دو سال بر آن ذکر و مرافقہ واور او سلسلہ آخرین مدارمیت نمودہ شد شنیدہ شدہ بود کہ تاراک مدت قریب بھیں سال میدان لا إله إلا رَّبُّكَ رَّبُّ الْعِزَّةِ بِكَ تَسْبَحُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خواہند رسید سادہ لوحی بر آن میداشت کہ مرور زمان را در ذکر غنیمت شمار و بھان صورت عبادت قناعت نماید۔ ہر چند کہ دیں میان اشارات خوبیہ و رسولک طریقہ دیگر ظہور سے کہ و قدم استوار را

از جانمی بودا شت و وزین کرم بزرگواران آن طبق تخریج و فیضه‌ها اش شنیده‌ای لآن نفس میکشت
الشام المد العزیز عاقبت دست کرم آن تخریج را از بوبیار مالا عین رأات ولاد اذن سمعت
سیرب گرداند بالآخره بکثیر رسیده شد و ملازمت حضرت شیخ بابائی والی قدس اللہ برہ العالی
اتفاق افتاد و از پر کات نظرش بهره مند شد - الحمد لله رب العالمین که آن نظرات فتح باب قبول آمد -
چون که حضرت شیخ از سلسله عالیه شنیده بپیر مجاذبو وند واستعد او حلالمب متوجه آستانه آن بزرگواران
نقحات ربانیه از وریچه همان خانوادا اقبال فرمود و بعد از انتقال آنحضرت بدار الفرا غیب معهود و خواجه
جلوه گوشیده از واروح طیبات ایشان در بشرات نمودن گرفته و تلقینات فرمودند و سین تو بجه
ایشان آن نسبت را قدر پیدا شده دایره غیریت و سعی پیدا کرد و راه روش شد و فی الجمله بمحیطه دست
دوا و تما آنکه بخدمت خنایت ایشان بخدمت محمد و می حقایق پناهی ارشاد و مستکه‌ی حضرت مولانا خواجی
امنگی رسیده شد و بطبع و رغبت خود بیعت و مصافحه پدست آورده طریقی خواجگان اخذ کرده شد
و بظیل ملازمت آنحضرت واروح طیبیه خواجه نقشبند و خلفاء ایشان در سک افتادگان این راه
و نیازمندان ایس درگاه در آمده شد اللهم آنجیه می‌شکننا و آیینه می‌شکننا و آنحضرت ری
فی رحمة المساکین و السلام علی من اتیع الله ی انتبهی علامه -

شنبه عزّه صهر تمم المد بالحیر والظفر سدهم لسعه والهـ

سعادت حضور روی داد و دیں اشارایں فقیر را دل بجوائی آوریخته بود - چنانچه خطره او بسیار
می آمد و تشویش میداد و بزبان باطن سخنی از حضرت ایشان و رخواشم که ازین تشویش خلاص یابیم - زمانی
بیش بگذشت که از مغلصمان توکل خداست از در در آمد و سلام کرد و عنایت بسیاره و رباره او فرمودند و امر
نشستن کردند بعد از زمانی برقطف مبارک راند مرد که کلد خدای سه خبر دارد - حضرت اول شفیع عاید شو و پیر لفس
را باعث شهوات پیدا آید مثل ما رسمازده که بحرکت جنبش افتاده بود - ناگاهه تا بآفتاب باوریید جان نازه
نمافت این زمان از قید احاطه باره بیرون علاجش آنکه منه کس و رشوت کامرانی نگردد و عنان اختریا کشیده

دار و ضرر نهانی بدل رابع گردد و آن بطرف شدن یقین است - چه درین محل فتوحے در یقین را ذکر نمایم
 رزاق حقیقی و نقاصانه در توکل حق سبحانه راه یا بد علاجش آنکه غم روزی نباید خود کرد رزاق علی الاطلاق
 ضامن عجاوه شده است - هم درین محل فرموده که توکل نه آنست که ترک اسباب کند بل شیند چهارین بود
 اولی است بلکه افامت بسیب مشروع مثل کتابت وغیره میدادید کرد و نظر بسبب میدادید اند وخت
 زیرا که سبب مثل دروازه است که حق سبحانه برآئے وصول مسبب ساخته درین میان کس دروازه را
 بریند که از بالاخواهد بر تاخت بی اولی کرد و باشد چه دروازه بتاکرده اوست و دلالت دارد و براینکه کشاده
 بشیند - بعد ازان او داند خواه از راه دروازه فرستد یا از بالای تا پد و آنها که بشیند و بریند و نظر فتح
 دارند ازین پاپ است چه با وجود قدرت بر کسب نظر فتوح داشتن بهتری دترک اسباب است
 ضرر ثالث بروح راه یا بد و آن سی انجذاب است که از فرط میل بصور جميله پیدایمی شود پهلوی محل
 انجذاب حق است سبحانه در رهاییکه میل بصور جميله پیداگرد و انجذاب آنجذاب کمین رفت علاجش آنکه میل
 مفرط بصور جميله پیدا نکند چه کسیکه درین نشانی عشق صورت مبتلا ماند تا ابد در حجاب عظیم است و اگر آن صورت
 ناخشم باشد در آن نشانه تو اند بو که بشکل کریش مبدل سازند و اورا بدآن مبتلا گزارند - در آن وقت بتوئی
 از لذت حضور حق سبحانه مشاهم او نرسد و آنکه بعضی عشق صوری را طریقی نهاده اند محل تامل است در طرقیه
 عالمیه لقشیندیه قدس اللہ تعالیٰ او احمد بغايت هم بعد است همدرین محل فرموند که در بعضی کتب مسطول است
 که خواجہ بزرگ حضرت خواجه هماوی دین نقشبندیه قدس سرمه به بعضی غلیظ الاستعداد و در آن ایندا احیا نا
 باشیں روشن مارا و امیرکردند که عشق صوری پیدا کنید بعد از آنکه پیدایمی کردن کمال بتعلقی شان بحاصل آمد
 چنانچه غیر از همان یک تعلق تعلق و بگردنی ماند که باز که تصرف دل آنها را از محبت صورت دمی گذرانیده
 آنها - لاجرم چون پیمیح عالمی مرفقع می شود حضور و اسکانی شان پیدا شده آمد و این محل حضرت مبتلی بر آن مسئله
 دیگر است اگر طبیب حاذق بسیاری امر را زنگاب شی حرام کند که علاج منحصر درین است از تکاب آن جایز
 است نزد بعضی آنکه وصالحی کشف ایجاد کند که از امامان طریق است مکفیر قومی که بایاحت این امر قابل
 شده اند که وه پهچانسته آنکه مدارسلوک پرین نهاده باشد و حضرت خواجه بزرگ نه آنست که با هم این سلوک
 امر باین کار میفرمودند بل کسانیکه میل در آمد طریق میداشتند و در استعداد او شان قبول طریق حضور و اسکانی
 ایند آنچه بود در اوان ایند این ایند و مقصداً علی میرسانیده اند و درین اثنا بند

درگاه عرض داشت که اگر کسی را درین سلوک طریق حضور ابتلا باین بلاواقع شود علاجش چه کند فرمودند، اگر مرضی داشته باشد با او بگوید تا بصرف اور را ازین همکده برآورد یا سفر اختیار کند آن شهر را گذاش و پون اودر در زش نسبت حضور را گاهی بخواهد بود اور امتحان مفترط خواهد بود و سفر را چندان شاق خواهد آمد چه حضور خاصیت دارد که در برابر او بیچر پیرزاده الذی در ولقی منے ماند و این بیت را در اشاره به تحسیل دوام آگاهی خوانده بیت - چند گاه ہے بے لب و بے کام باش بعد ازاں پیشین و پار جام باش

بعد ازین موقن بیس سخن فرمودند که حضرت خواجه مانوشه احرار قدس اللہ عز وجله مخلصے داشتند - ملا لطف اللہ نام مردی منبسط بمحاطه بود - چنانچہ بعض اوقات حضرت خواجه را خوش می آمد باوسخن میکردند روزی از پرسیدند که ملا لطف اللہ اگر که خداشوی چه طور زنے خواهی خواست - گفت سبز و شیری - فرمودند را انک زمانه شیرینهای خواهد رفت همیں سبزی خواهد ماند - هم درین محل فرمودند که از اکابر بیچ کس بجمال صورت متوجه نمانده است و حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سره السامی که از پیشروان ایں قافله بودند در آخر تبری ازین نمودند چنانچہ احوال ایشان و بسیاری اذ سخنان ایشان دلالت بر این معنے وارد - و ازان جمله است این رباعی - رباعی

رفت همکه به قبیله بیت ای رُو آرم
حروف غم شان بروح ول به نگارم
اہنگ جمال جیا و دافی و ارم
خشنه که نه جاو دان ازو بیز ارم
انتی کلامه سلمه اللہ تعالیٰ و البقاء چوں کاتب از مجلس برخاست ول سردی تمام ازان علاقه دست داده بود و بالکل بمرتفع شده - الحمد للہ و المنشئ -

یک مشهور دویم صدر حشم اللہ بالحیر والظفر نعمه مذکور

دولت ازین بوس روئے داد از حاضران شخصی از منی چنوار بے مراحت نفی و اثبات که در رسائل ایں طرقی عالیه واقع است استفسار کرد - فرمودند چوں حضور صاف بخود قائم دست دید مرجمت نفی و اثبات را گنجائش نماند - هم درین محل بر لفظ مبارک را لذند که تا حضور ذاتی که حضور صاف بجارت ازان است سالک را حاصل نشود از تقدیر توجیه حسما فی خلاص نیاید چه توحید صوری و در مراتب اجسام

می باشد چنانچه وجود جسمانی خود را وغیر را بوجود ہت و اند و درین وقت تیز و لفڑا باقی است روح بعنادِ اصحاب حلال نریسیده است زیرا چه بروح است تیز بر تیز ایں موحد توحید که مقرر علما تے دین و صوفیائی محققین است رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نرسیده و آن عبارت از مدلول کریمہ وَاللّٰهُ مِنْ وَرَآءِهِمْ فُحْشٌ كہ تنزیہ صرف کہ منزه از صفات تنزیہ است تا فرع حضور ذاتی در نگیر و دل و روح را بعنادِ اصحاب حلال نرساند حجاب اپنہ مقصود بربنه افتاد اگرچہ آن حال محرّم باشد و ایں ہمای قدر کہ در تقدیر رفتہ است روئے می نماید علی تفاوت الاستعد او پس بہیشه منتظر باید بود کہ حق بسحانہ بوجود موبہب حقانی کہ مقرر تابان خود را بد ان مخصوص گردانیده است مشرف ساز دو ایں جا کسب را اصل اول خلی نیست محض موبہب وی تعالیٰ و تقدس و سنت و ہر دویں مقامِ مضمون ایں مصرع۔

از علم گذشتیم و معلوم رسیدیم

واضح گردد۔ ذِلِّکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ

پیغمبر مصطفیٰ - ششم صفحہ نامہ مذکور

بدولت حضور مشرف شد سخن در تحقیق محبت ذات و محبت صفات رفت بر لفظ مبارک را نمذکور که محبت صفات آنست که کسی شخصے محبت دار و داہمیں جمیت کہ او عالم است یا شجاع و درین وقت محبیت او منوط بصفت علم و شجاعت باشد چنانچہ اگر ایں اوصاف از عمر تفع شو و محبت ایکم نمائند و محبت ذات ایکم اور او و سنت دار و بی ملاحتہ بیچ صفتی نہ در وقت اتصاف او بصفتی در محبت تزالیکے و نہ در وقت عدم اتصاف نقصانی محد رین محل فرموند محبت ذات از اہل شہود کسی راست که غرض خوش و رمیان نباشد چنانچہ بعضی ایں جمیت و سنت دارند کہ از مشاهده اولذت و سروی در ایشان پیدا شود و بعضی جمیت نہ بینند محبت بذات صرف او و ازند اگر دویں مقام تجلیاتِ جمال اولذت و سروی با ایشان رسید بیچ منافات بمحبت ذات ندار و بلکہ ایں کمال محبت ذات است یہم و رین محل کتابی از مصنفات حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ الساجی کہ پیش حضرت ایشان نہاده بود برواشنی و کشادند۔ ایں حدیث قدسی برآمد کہ ممن قتلله محبیت فَأَنَا وَلِيَتَهُ بیانی عالی فرموند کہ حق بسحانہ بیان طریق مرافقہ

فرموده است که هرگاه محبت ذاتی بر تبره فنا و اماتت برسد محب بذوق یافت و تخلی ذات فائز گردد و اینجا دیست همیں ذوق یافت است که بعد از فنا و محبت ذاتی بظهور میرسد یعنی طریقہ مراقبه مذکوره که عبارت از ظهور محبت ذوقیه است البته مصل مقصود است - بعد ازین سخن فرمودند که مذاطریقہ مابین سپهیز است - رسول خ بر عقائد اهل سنت و جماعت - دو مسلمانی و عبادت - هر کس اور یکی ازین یافتو رے رفت از طریقہ مابرآید فن عود بالله من الذل بعد العزو من الرّحْمَةِ بعد القبول ہمدرین محل محرر این سطور عرضداشت کرد که آرز و دارم که هرچه در حضرت عالمی مذکور می شود با اجازت آنحضرت در قید کتاب آورده شود - بعد از خواهش بسیار فرمودند بنویس و من نهانی نوشحال شدم و فرحت عظیم مبنی روی مخدود بخاطر آوردم که این دولت بس عظیم است که نامزد روزگار من شده و غالباً این خوش حالی نفسانی بوده است - مجلس چند که بے اجازت نوشته بودم در نظر مبارک در آوردم فرمودند این نوع سخنان در کتب مردم بسیار است چه احتمال که بگوئید من از فلانی شنیدم عرض کردم که مرایور این سخنان باطن نورانی میگردد و قوت فهم سخنان اکابر روی می نماید و راه روشن می شود فرمودند که اگر شمارا باین نوع سخنان سری است چیزی ازین علم بخوانید نوشتن چه در کار است نویسید که نفس شمارا درین جا داخل است لاجرم و سرت ازان دولت کوتاه کرده آمد و خاطرا داده منصرف شد - اپیات

مرا این غول نفس دیو کرد ام فکنه اندر خرابی ہائے بسیار
 کنون زیں پادیه تا کار و اغم مگر کوگس رساند استخوانم
 تا آنکه در شهر رمضان المبارک سنه مذکور عنایت آئی در کار شد و طالع یاوری کرد و
 غنچه آمید بشنگفت و از پهره ته مقصود پرده برآفتد و نخل سعادت بیار آمد یعنی بخاب میباشد شیخ احمد
 سرمندی وغیر تهم که از مقربان و مقبولان و رگاه خلاقی پناه اند تقریبی ساختند و مکرر آدنها است
 قبول این امر خلیل کردند - بعد از تأمل و ترد و بسیار قول کردند و فرمودند سخنی که در طریقہ دخلی و اشته
 باشد بنویسند و حکایات و معاملات مشترک را که مذکور می شود بیان ضمیر سازند و کانی راست یکند
 پھون آرنوی این فقیر بینیل این مراد سابق بود و باعث نفسانی و داعی طبیعی ورین مدرست بگوشش
 رفته و بی قوت گشته لاجرم این دولت باز نبین انتقال کرد و این سعادت نامزد طالع این شوریده

شد - پست

مورسکیں نے سے اشتہ کہ درکعبہ رسد وست در پیتے کو ترزو نگاہ دیں
حسب الامر العالی حکمایتی کہ در خلال مجلس اقدس مذکور حی شود ہر چند فوائد عظیم در ضمن آن
مندرج میسود حقی الامکان زبان قلم اذال نگاہ داشتہ آمد الا در جائیکہ تحریر سخن حضرت ایشان موقوف
بہ آن بود اکنون بتایید المی واستفادہ از ازار رواح طیبہ حضرت خواجهگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم و
استفانہ از باطن اقدس حضرت ایشان دریں اصراف شروع نمایم و نعوذ باللہ من الخلل والزلل -

پنجشنبہ یازده محرم ماه رمضان المبارک سنه تسع وalf

بسعادت زین بوس مشرف شد بعد از افطار مردم از صوفیان شیخ جلال تھائیسری ملاقات
آمد - ظاہراً این مرد قبل از افطار آمده بود و منتظر طعام خیلگی برداشتہ و این شخص ہمیشہ بعد از ادائی
تهجد طعام میخوردہ است و صوم و امام میداشتہ بحضرت ایشان این معنی روشن گشته حاضران اصحاب
ساخته فرمودند که روزہ و اشتغ و صفت حق سبحانہ آمدن است - چون او تعالیٰ و تقدس از اکل و شرب
منزہ است بندہ میخواهد که زماں مخلق باین خلق شود لیکن اطمہاراً للعجز بامد کہ سحرخورد آنکاہ بادب و عجز
در روزہ شروع نماید تا از دائرہ بندگی برداز افتاد قدرت و قوت که صفت خاصہ است عز و علا مخصوص
اوئر وانید و بود سچنیں قیام لیل نیز و صفت حق سبحانہ در آمدن است - چون او تعالیٰ و تقدس منزہ
از نوم است بندہ ورین صفت باد افترا نموده قیام لیل شروع می نماید باید کم گستاخانہ باحوال و قوہ تو
ورین صفت ورینیايد و اول شب بطعم تعییل نماید تا عجز خود عرضہ داده باشد - آن مرد فی الحال از وضع
سابق برگشته طعام طلبید و گفت اگر طعام حاضر باشد بخورم گویند این مرد بغاۃ پرقرار داد خود را سخ بود که
بگفتہ والدین ہم اول شب طعام نخوردی - ہمیشہ بعد از تهجد و تراویح تناول کردی و پیوستہ صائم بودی
بیدازان برائے کاریکہ آمده بود عرضہ داشت و بازگشت ہمدرین محل فرمودند کہ در فوائد الفواد ویدہ شدہ
است کہ اولی حال روزگاری ابرایم او هم قدس سرہ قوت خود بہیم کشی میکرده اندوزان ایام از عبادت
بنازدست ایشان آمده است کہ تمام شب قیام کردی پر ایشان تحقیق شدہ کہ لقمه اور ایشان است، باو

فرموده اند میتوانی که روزے چند از طعام مابخوری ولی راضی شده در و دو سه روز برکت لعمره پاک کار او بجا تے رسید که در سن موكده هم تعادی ازو فہریده می شد انتی کلامه سلمه اللہ تعالیٰ و بالقاہ ظاہرا اقام او نفیانی بود و بطیل لعمره پاک نفسانیتیا نابود گشته بجا تے او حقانیت متولد شده باشد واللہ اعلم

چہار شنبہ بست و حکم سهر سوال شنبه مذکور

سعادت حضور روتے داد نفحات الائس مطالعه می کردند سخن در جاه افتاد فرمودند پیش ابو عبید اللہ حنفیت جاہی واشت که مشاہیر روزگار و خنزران خود را برا تے افتخار و تبرک پر ہم نیاز پیش او آوردند سے واو بنکاح گرفتے و بجا می ہر کدام کی را از نان سابق طلاق گفتہ ہم چنین تاہف تاد زن بھم رسیده بودند و بپیش کدام ازین ہائز و یکی نکرده چوں ایشان را درین معنی توہی بخاطر آمدہ ہمہ اینہا جمع شدہ پیش یکے ازینہ که صاحب جمال و دختر و زیرے بود و خدمت شیخ بسیار کر دے و شیخ با و میلے واشت آمدند و از حقیقت حال استفسار کردند و می گفت ایں قدر و احتم که روزے دست من گیریاں خود فرو بود و دیدم که از سینہ اد تاناف ہر فدہ گلوہ برآمدہ بود سر آن پرسیدم گفت اینہا از مرعیہ است که از مثل تو تازیتی خود را نگاہ میدارم ہمدریں محل فرمودند کہ حق سبحانہ تعالیٰ مقصدا ایاں را در ہر زمان بطور سے میدار د که صدای حمریداں آنوقت در آنست ہجانا مریداں آنوقت را کد خدائی مضر بود درین اثناء مجذوبی از حاضران سوال کرد کہ اینہا که حکم کر ده اند و اشارت بزرگانی کر د که در نفحات مذکور اند و شخصیں احوال مشیخ نموده اند که فلاں بزرگ چنان بود و آن دیگر چنین ۔ گر و روح محفوظ حال اور او یہ گفتہ اند یا بقاس و تجھیں فرمودند کہ ہر چیز میگوئید بالہام حق سبحانہ تعالیٰ یا بتقریس کامل که ایشان را حق سبحانہ تعالیٰ اعطای کر ده است و یا فیہ حکم میکند و ہر کدام بر اند ازه صفات خود که از مبدأ صفات فیاض لفظیہ ایشان شده است پیغام سے می فہمند امّہ مجتہدین از معانی قرآن تکمیلت علم شرعیہ استخراج کر دند و اولیا را اللہ حقائق و معارف ازان معانی فراگرفتند ہم درین محل فرمودند کہ شخصی از حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ و جہر پرسید کہ شما از اہل بیت آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم و از شما قریب ترے نبو و شیخا چیز سے گفتہ باشد که بدیگر ان ہر گفتہ اند چنین نسبت آنچہ بدیگر ان گفتہ اند بما ہم

گفته اند دا پچہ بیان گفته اند بهم گفته اند ناما مارا فتھے در بیان داده اند که بیگان نداده اند و این دو بیان
از مشتوفی خواهد بود

اہل دین از دور نامن بیشتر نمود تا فخر تار و پودست دزروند

بلکه پیش از زادن تو سال ها دیده باشد ترا باحال ها

با از آن مجدوب عرضه و اشت که اجتنبی و چیزی دیگر ای عیین خلاف او لیا نیز از مقوله خلاف
امکنه شرع است. فرمودند خطای این طائفه و مفهوم کلام یک دیگر است زوراً در اصل مسلمه. و راحله
همه متفق از خطای مفهوم کردند اند ازان رو که قائل فصح نیست. در عبارت او قصور است که
مدول مفهوم نمی شود یا ازان جهت که حال این بحال آن دیگر برابر نیست. زمانه احوال اور احیا
خود رنگ و دیگر فراگرفته و تخطیبه کرده است و تخطیبه شیخ علام ال ولہ سعیانی نسبت شیخ محی الدین ابن
عری از قسم ثانی است. در فحات مذکور است که بعضی از فضلا که به روایت ایشان معتقد اند تحقیق فرمودند
که مخالفت بینجا اجزء مفهوم نیست والا در اصل مسلمه هیچ نزاعی ندارند بلکن آن فاضل مخالفت را
از قسم ثانی نداشتند و عام فهم را عذر می نیارو و هم در فحات مذکور است که شیخ علام الدوادره علیه
فتوات نسبت پیش از نوشته است آیه‌ها الحقائق آیه‌ها الصدیق و در جای تخطیبه و تکفیر کرده است
این سخن مقومی آنست که تخطیبه بحسب عدم فهم است یعنی آنچه یافته است قبول و اشتبه و آنچه شیافتند نفی
کرده اصلًا نفس را درین جای اشتبه نیست با از آن مجدوب عرضه و اشت که اینها استفاده از آن دو دلیل دارد
که چنین شدن یا نتویجه هر شدید بر انتب ولاست رسیدند. فرمودند که هم ایں بود و هم آنچه استاد یکمیاگر
آنچند جو هر مثل سیچاپ دس وغیره طلایی ساز و از خاک نبی سازد. پیش

مقبول طبع مردم صاحب نظر شود بس نکته لعلیه است بباید که تا کسی

لحنی سخن در احتیاط لفظ افتد از اکابر عرب نیز را نام برو و فرمودند که او گفته است که وقت طعام
خوردان حاضر باید بپو که بخلاف خود نشود پچه لفظه بشابه تخم است اگر از سر حضور بخار رفتہ آن
حضوری آرد و الایشانی و غلط است اگرچه لفظه پاک هم باشد از حاضران نفیر سے سوال کرد ازین جا
خطا همی شود که اگر بشدت هم بخورد و حاضر باشد حضور آرد فرمودند چون نه اما در آرام الیه هم تویی
خواهد رفت و راه ترقی جزد و اهم آرام نیست. صاحب آرام مثل سائمه است که برو و کیم ایستاده است

و پیوسته طلب میکند لاجرم پیرز سے با او میرسد و موافق این سخن این حدیث خواندند من دق باب الکریم
و کچ دلچ و اگر آرام ندارد قلقی خواهد داشت. صاحب این قلن مثل سائلکے است که بر در کریم است
و این طرف و آن طرف بهما تهم میگرد و شکایتے دار و که بنی هنی و هنده و چرا هنی و هنده. و زین حال
با او پیرز سے نبی رسد. این فقیر سوال کر دکه و رائے آرام و قلق حالتی دیگر هم است. فرمودند که حالت طلب
ازین دو بیرون غمیت. یا آرام است یا قلق. و هر که یعنی این دوندار و طالب غمیت. هم درین محل
فرمودند که لقمه شبیه مثل دو دے است که میان راتی و مرغی حائل می شود و پھر مقصد و راز نظر علی پوشید
و آنکه بحضور النبی آشناست می فهم و در قلق می آنند و بعضی از عرب زبان هریدان را زوف سفر منع میگردند
از سفر خدا اسال چه اوقاف آنجا اکثری احتیاط بوده لاجرم بریدان ضرر میگرد و راز مقصد و باز میداشت
و از سفریم چه آنجا حصن بسیار است تا ناگاه گرفتار حسن نشوند و از راه بازمانند و آنکه بعضی اذن بعشق
صور می منگرده اند و خود قوت تصرف باز داشت آن می یافته اند و در مرید استعداد آن می دیدند که کار
او بی این میش نبی رو و داما از عشق صور می کسے بجا تے نبی رسد و بسیار مضر است آنچه کسے را بجا تے
می رساند راه باطن او است و این ایمیت خواندند.

ایمیت

ذات تو خوبین تست و کیسہ است در تو را مینی محو شد و لیسہ است
کیسہ و خوبین تو هم ذات تست دیں بروانی ها همہ آفات تست
و پھونا بلینا مبرہر سوئے دست با تو در زیر گلیم است هر چه هست
روزے یکی از مخلصیان را پرسیدند که در ملازمت با پچھہ نیت می آئی سورضه کر و پنهیت آنکه
مسلمانی شوم فرمودند مراد ہیں است بعد این فرمودند مسلمانی تسییم والقیاد است مرافق احکام ازلی تا
تجلى ذاتی بوجرا تم نشو و مسلمان شد مشکل است هصرعه
این مشو آن مشو مسلمان شو

روزے بعضی از علماء که پسرفت ملازمت آن آستانہ شرق اند در شرح ربانیات که
از مسودات قلم حقائق رقم حضرت ایشان است پرین سخن که صور علمیہ عکس اعتبارات و حیثیات
ذات است و نمود خارجیات کائنات عکس العکس اینی عکس آنصور علمیہ است که بر آئینہ ذات افتد

شبہ داشتند که اگر عکس صور علمیہ بظاہر وجود داشته باشد نهایت ذات حق و محییت وجود مطلق تعالیٰ شانه لازم می‌آید. همدرین وقت حضرت ایشان بروقت آنها رسیدند پرسیدند که چه مذاکره میرفت چوں شبہ خود را مقرر ساختند حضرت ایشان در جواب آن فرمودند که بی نهایت حق سبحانه تعالیٰ نه بآن معنی است که در این ایام است باعتبار طول و عرض بآن معنی است که بی تعیین و تجزیه است و یگر محل آنصور ذات نیست که محییت لازم آید بلکه محل آن و هم است چنانچه صورت متفققش در آئینه نه درون او نه برون اوست اما وهم حکم میکند که بر زوئے آئینه است و محل او خیال است که آن امثال متصل گویند و آئینه همچنان بر صرافت بیزگی خود همدرین محل فرمودند که توحید حاصل می‌باشد که توحید محققین از علماء متنکل گویند لام هو شریف الوجود لاَللّهُ أَسْتَ لِيْفَنِي تماضَ قدرَتْ خودَ راجحَ سبحانَه دادَنَ وَخُودَ رَازانَ خالِيَ ساختَنَ - الْجَهَنَّمَ بِعْصَنَهَ از متأخرین علماء قدرت موثره را به بندۀ هم فی الجملة اثبات می‌کنند و توحید ایشان لام معبود لاَللّهُ أَسْتَ اما زیب اصح ہوا نست که لام موئیز فی الوجود لاَللّهُ و صوفیه چنانچه فعل وقدرت رامنسوب بحق می‌کنند - باقی صفات بعده را مثل علم و سمع و ابصر و حیات و کلام نیز منسوب بحق میکنند و می‌گویند لام موجود لاَللّهُ باجمله توحید حاصل می‌باشد که اگر آن عکس یا عکس الحکم معلوم نشود در قیامت موآخذه خواهند کرد و هر چند ازین توحید خاص خواهند پرسید و آنچه تکلیف بآن کرده اند معنی لام معبود لاَللّهُ می‌است اما چون اخلاص تام بی این توحید که مقرر صوفیه است پیدائی شو و آللّهِ الَّذِينَ الْخَالِصُ بضرورت این توحید حاصل میباشد که دنیا اخلاص پیدا شود - وصل - روزے مقامات شیخ حسین خوارزمی قدس سرہ مطاع غیر میکردن و تعریف شیخ مخلیل اللہ که یکی از خلفاء شیخ بود بسیار کردند فرمودند حسب جاه از دبر طرف شده بود باین تقریب فرمودند که جاه دوجاه است یکی جاه سوند الناس که از تقاییا شیخ است آن خود بطور این طائفه شرک است و جاه عنده اللہ که از تقاییا شیخ روح است و آنکه لغتہ اند که اخْرُّمَا يَخْرُجُ مِنْ رُوحِ الصَّلِيلِ يُقْتَلُ حَبْطَ الْجَاهِ مراد قسم ثانی است از وایین جاه بطرف شده بود چنانچه چند تن از مریدان که هم در طریقہ ایشان استعداد داشتند پیدا کرده بودند زویکس امداد او می‌بودند و خلوت می‌برآوردهند و هر گز جای نزدند و شیخی نکردند و این از آثار آن نظر است و ایضاً هم درین مقامات مذکور است که یکی از عویان شیخ را قدس سرہ حالی پیش آمده بود و شیخ نعمتہ داشت که من خود را در صحرلئے نورانی بحق سبحانه حاضر میباشم و در وقتی که

پایان نشسته ام این غایبم و در آن صحر احاضر شیخ اور اشارت داده فرمودند که خلوت در آجمن که در سلسله عالیه نقشبندی میگویند این است حضرت ایشان فرمودند که خلوت در آجمن که درین سلسله مشهور است چیزی دیگر است و این چیزی است که معتقدیان این طریقہ را در دوسره روز روئے می نماید. لحنی سخن از استفامت شیخ نور الدین رفت و این شیخ نور الدین از مشاهیر علمای پنجاب است و بسیار از مردم آن صوب باور برداشت. فرمودند که او بعد و بعیت سالگی رسیده بود و بغایت ضمیح شده اما نوائل بسیار می گذار و شبها احیا میکرد و در عمل کوشش بلبغ داشت. گویند شنی سال پیلوی خود بروزین ننماده بود. از حاضران شخصی عرضه شد که هرگز از ایشان تھائق و معارف شنیده نمی شد. فرمودند، آدمی پشروع مأمور است نه تھائق و معارف و آن سرور اصلی اللہ علیہ وسلم پیچ کس تکلیف معارف صوفیه نمی کر و ند همیشه تلقین شریعت می کردند و چه عظیم سعادتی که کسی بر متابعت مصطفی اصلی اللہ علیہ وسلم و صحابه کرام رضی اللہ عنهم بود و در عمل کوشیده باشد و نیز فرمودند که معرفت را اقسام و درات بسیار است. اگر از تھائق و معارف نصیبی داشد و اشتبه باشد بهتر و خوبتر. اصل کار بر شریعت بوده است می فرمودند که توحید مسلم آنست که تھا لص را بقین خود که انا بر سر او می افتد اضافت کنی و اذ است و ادو شماری و کمالات را بحضرت اطلاق راجح داری ہر چند که معتقد لا ہو جو دا لا الله باشی. شخصی از حاضران سوال کرد که آنکه شیخ ابوعلی فارمدی قدس سره فرموده است که میتوان که ساکن متحقق شود و مجمع اسماء و صفاتی المی و ہموز واصل نبات تدریجی سخن مشهور تراقص دارد که تحقق با خلاقی المی بعد از وصول حاصل میشود. فرمودند که در کلام ایشان لفظ تو انداز واقع شده پس میتواند که بعضها را در زمان سیر الی اللہ پیش از وصول نیز دست و دهاما اکثر آنست که بعد از وصول مقام سیری العذر حاصل شود. لیکن اگر کسی اصلاح ساز و تحقیق قبل از وصول را تحقیق کویید و بعد از وصول را تحقیق مناسب است.

چهار سلیمانی سیر و حکم ذی القعدہ مذکور

سعادت زمین بوس لدئے واد سخن در تعداد پیر افواه بلفظ مبارک راندند که پیر سه است پیر خرقہ و پیر تعلیم ذکر و پیر صحبت پوشیده نماند که پیر خرقہ آنست که خرقہ ارادت از و پوشیده باشند و

از کسی که خود را پیر کرده باشند و اجازت یافته باشند در اصطلاح این طائفه اور پیر خود را گویند و پیر تعلیم ذکر ظاهر است و پیر صحبت آنکه با صحبت و اشتہ و از صحبت او منافع و ترقیات حاصل کرده باشد بحدیث فرمودند که در سلسله حیثیتی و سه رو دنیه در هندوستان مدار بخود است پیر مطلق باصطلاح اهل این سلاسل پیر خود را گویند و امتداد پیر را بقول نذالند پیر تعلیم و صحبت را مرشد گویند موافق این سخن بزرگی را نام برد و فرمودند که در رسائل خود نوشته که تعدد پیر خود مکروه است و همچنین پیر تعلیم اما پیر صحبت می تواند که متعدد باشد به شرط اجازت پیر اول یا فوت صحبت او بعد این سخن فرمودند که آن را پیر خود معتقد نمی باشد اما پیر تعلیم تجو پیر صحبت متعدد می باشد و معمول سالگان است و فرمودند که در سلاسل خود را معنی از حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم استادی گفته و ذکر معنی بیان نه کرده اند اما در سلسله نقشبندیه و کبیر وی ذکر معنی از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم رسید است از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ و جمہ الی یومنا زاده و سلطنت و نزدیکه از حاضران سوال کرد که آنکه می گویند که در سلسله عالیه نقشبندیه طریقہ رابطه از حضرت صدیق اکبر و طریقہ ذکر از حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہما رسیده چون است فرمودند ذکر کے درین سلسله است که آنرا اوقوت عددی خواند بطریقہ معموب مثل عبس نفس و ضم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی آلہ وسلم باوے از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معنی رسیده است و طریق صحبت نیز از ایشان رسیده چه اکہ ایشان در سفر و حضرت زبان هر سو رضی اللہ علیہ وسلم همراه می بودند و آن راه صحبت می گرفتند اصل درین کار صحبت است و رابطه قلی او بر تقدیر نقدان صحبت صوری رابطه که صحبت معنی است اکتفا نموده اند هم درین محل فرمودند که اگر کسی از پیر صحبت برداشته بکمال رسیده باشد اور اب پیر تعلیم که تلقین ذکر از و بکیر و حاجت شود مشلاً شخصی که منزل رسید بعده ایشان او را با سپ خردی حاجت نباشد بعد این سخن تقریبی این نقل بنظر مبارک حضرت ایشان و رآمد که حضرت مخدومی مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سره السامی در نقد انبوص آورده اند که گاه باشد که در حال حضور بیه آنکه از حسن غائب شوند بعضی از حقائق امور غیر عجیبیه بر این طائفه کشف شود آنرا مکاشفه خوانند و مکاشفه هرگز کاذب نبوده و مکاشفه عبارت است از تفرد و روح بسطالعه مغایبات در حال تجدی از خواشی بدی فرمودند که این مغمون را حضرت مخدومی از ترجمہ عوارف نقل کرده و تحقیق

آنست که در بعضی مکاتبات که خیال را در آن مدخل هست نیز خطای شود اما علوم لقینی که بر مدرکه بهم می شوند خطا را در آنجا مدخل نیست - بحدیث محل شخصی از حاضران عرضه کرد که در بعضی علوم لقینی که بطریق الہام معلوم مدرکه میشود نیز خطا نیز یافته نمیشود فرمودند سبیش آنست که بعضی از مقدمات مسلم خود را که صاحب این دیدنیت لقینی مقرر است با آن علوم ضم کرده است خطا ازان راه آمده و اگر خطا را در جاییکه صرف علوم علمی باشد گنجائش نیست و امداد اعلیا نیز معمولیین که استعمال علم معقول می کنند مراعات قوانین منطقیه می نمایند هم خطا در فکر ایشان راه می یابد سرشنی همانست که مقدمات مقرر خود را لقینی خیال کرده در آنجا وصل داده اند و اما منطق علمی است که رعایت او ذهن را از خطا در فکر زنگاه بپدارد - اگر صرف استعمال منطق می بود و ضم مقدمات دیگر از پیش خود نمی کردند هرگز خطای خود را نمی خوردند - بعد از اتمام این سخن فرمودند که متوجهان الى اللہ را کشف نیز پسچور کار نیست کشف و نوع است کشف دینی و آن خود اصول بکار نمی آید و کشف اخروی و آن در کتاب و سنت مبین شده است و برای عمل کافی است و کشفی بآن بر این نیست -

ایضاً می فرمودند که مشائخ را بر تربیت و ارشاد خلق کی ازین سلسله چیزی باعث می شود - الہام حق سبحانه یا حکم پیری ایشافت بخلوق - پوچلوق را بر ضد انت می بینید و فتح ضرر از ایشان می کند - آن ضرر مثل عذاب دوزخ و اهواں قیامت پس بمقتضای شفقت آن است که تزیری شرعاً است لازم گرفته اینها را بعظی و نصیحت بخطی آداب و اقامات شرائع امر کنند مثل تعلیم و تعلم فقه و حدیث و عمل کردن بوجیب آن که آنکه اینها را و اصل سازند - و اصل ساختن شرط شفقت نیست یعنی امر سے زائد کے است و شفقت همان قدر کافی است یعنی سخن و رضیلت و شرف مشائخ پر یا دیگر افراد فرمودند شرفناصفانی است نظر تا که یکی را در معرفت پیشتر از آن دیگر است بیان خوارق این برجوارق آن فویت دارد - آن در ذاته چشم برا برآند و این که مرموم بکی پیشتر معتقد شدند فضیل است اعتراف امر فضیل است که نزوح سبحانه در قرب و معرفت داشته باشد یعنی فرمودند که حاصل این طریق تربیت انجذاب ایمانی است که وعوت تمامی انبیاء و مرسلین بدان واقع است می فرمودند که نهایت قرب بند و اتصال اسباب بذات حق زیاده بدان نیست که دو امام اگاهی و آرام که یافتا کشد حاصل شود بچون این اسباب حاصل شد ساکن بجهول

این شبست هشترف بمرتبه ولایت شد و کمالاتی که در حصول مقامات و تجلیات اسما و صفات که سالگان طریق دیگر را به تفصیل حاصل می شود دیگر است اما بحصول شبست قرب و اتصال که بذات حق بسیار حاصل شد بمرتبه ولایت اخضاع خواص رسید - **الیضاً** می فرمودند که اقل در آمد طالبان این طریقیه در سرحد فناست و معنی اندراج نهایت در بذات که گیراست این سلسله عالیه اشارت بدان کرد و اند این است - **الیضاً** می فرمودند که ابتدائیه حال بخاطر میر رسید که به تفصیل سلوک کرد و شود - چنانچه اهل سلسله کبر وی می کنند - حضرت خواجه محمد پارسا قدس سره در غواب آمدند و فرمودند که حاصل سلوک تفصیل آنست که تمذیب اخلاق حاصل شود - چون این معنی حاصل شد سلوک تفصیل کرد و تحصیل حاصل است - **الیضاً** می فرمودند که ارباب رضا را بلاستیت در بلانی ماند و کراحت در نظر ایشان نیست ازان جهت که فعل حق بسیار است - **الیضاً** می فرمودند که داد و دینوری رحمه اللہ علیہ گفتہ که معدہ محل طعام است - اگر حلال در دے افقی قوت طاعت یا ای و اگر بشدت بود راه حق پوشیده کند و اگر حرام باشد معصیت زاید - **الیضاً** که شیخ ابوسعید ابن ابی الخیر قدس سره برآید میرفت - شخصی قفایے بروزد - شیخ بر قفا نگریست - آن شخص گفتہ چه می بینی - صوفی از حق بدان شیخ گفت میدانم که از حق است بسیار لیکن می بینم تامظیر این شقاوت که شده است -

شیخیه بیرونی سوم ذی القعده نهم تسع وalf

دولت زیلن بوس بدست آمد سخن در احتیاط لقمه افتاد - فرمودند که تنها بر قلیقت لقمه اکتفا نباید کرد - باید که هنر می و آب و ظرف هم از وجد حلال باشد و پر شنده طعام آگاه بحق بسیاره در وقت خوردان از سرخرنور و آگاهی بکار بوند که از لقمه بی احتیاط و دو دسره می خیزد که مجاری فیض می بندد و ار وا راح طیبه که پر تو فیض اند مقابل قلب می شوند - هم درین محل فرمودند که ضعیف دماغی را باید که طعامی که ملاجم طبع و مقوی دماغی باشد بخوردند مثلاً اگر ضعیف و ماغی نان بوجذ اکنند - البتة بیوستی بدماغ او راه باید در این فیض بربند و موافق این سخن فرمودند که یک فیض خاصی ہست که بدماغ میرد

در وقایکه یوپستے بد مانع رفت آں فیض نمی دسد۔ لاجرم احتیاط باید کرد که طعامے کم ملائم طبع
نباشد نخود و روزه ہائے زائد پر نخود لازم نگیر که موجب صحف و مانع شود خصوصاً اہل کشف را
احتیاط بیسخ در تقویت دماغ باید کرد که اکثر سے یوپست دماغ موجب غلط و کشف یشود۔ بعد این
 محل شخصے در خدمت حضرت ایشان نقل کرد که فلاں نے میگفتہ است و نام یکے از اکابر وقت را
 گرفت که حضرت ایشان طالبان خود را از اعتقادے که پیران سابق دارند برمی فرمائید و افاده
 را موقوف بآن می دارند فرمودند که ایں جنین نیست یعنی چوں در بعضے از طالبان تذبذب یمیم
 اشارتے بیک رویہ شدن آنہا می کنم و ازین باب در کتب قوم بسیار یافته می شود۔ چنانچہ یعنی
 گفتہ است کہ ہر کہ کیجا ہمہ جاوہر کہ تمہہ جا ہیج جاوہ دیگرے گفتہ یک در گیر محکم گیر دیگرے گفتہ
 تو چید مطلب شرط راه است و حرم بین قیاس پس چوں حقیقت کا رچنیں باشد و آنچہ حق است
 باہنا نگویم آوارہ شان گزارم آنہا کہ پیش من می آیند بلتے استفادہ می آیند نہ براتے امرے
 دیگر۔ بعد ایں سخن فرمودند که اعتقادے که ما ہاں ایں سلاسل داریم ہمانا کہ اشارت سلسلہ حشیثیہ و
 قادریہ و سهروردیہ کروند دیگران کجا دارند خصوصاً عامتہ اہل ہند که اعتقاد ایں ہانز دیک بشرک
 چیزے است۔ ما اہل ایں سلاسل رافقی فی اللہ می دانیم و ایں مردم موثر مستقبل اعتقاد می کنند۔ لختے
 سخن در بیان این حدیث قدسی افتاد کہ آنَا عَمِّدَ ظِنْ عَبْدِيْ مُبَدِّلِیْ بِیْ فرمودند کہ بخارتے تعالیٰ اشکوں
 باید بود و پھر نخود بگمان و خالق مشايخ را اختلاف است درین کہ غالب حال بندہ مومن رجحا
 باید یا خوف بعضے گفتہ اندور پیری رجحا و رجوانی خوف و تحقیق آنست کہ ہمیشه رجحا باید کہ غالب باشد
 تمہری حدیث ان ذَكَرَ فِي الدَّفْنِ ذَكَرَتْهُ فِي الدُّنْفِ وَ ذَكَرَ فِي الْفَسْدِ وَ ذَكَرَ فِي الْمَلَأِ
 ذَكَرَتْهُ فِي الْمَلَأِ وَ خَيْرِهِ مُبَدِّلٌ فِي الْمَلَأِ یعنی فی طار الملائکہ فرمودند کہ خیریت طار و رصیرتے کہ ذکر بندہ
 مرحی را سبحانہ در ملام آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم باشد نہ باعتبار آنست کہ رسول ملک افضل باشد۔ از
 ذوکر؛ صلی اللہ علیہ وسلم باشد۔ الگچہ در کتاب لفظ (باشد) است۔ چنانچہ اینجا تو مشیہ است یعنی مقصداً کلام والالت می کند
 کہ لفظ (نہ باشد) باید کہ بود زیاد کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین سید الانبیاء والمرسلین افضل الملائکہ اجمعین انہیج
 طار از ایشان افضل نبی تو اند شد بجزیل و میکائیل کر کر کده ملک کب طالی قدر اند ازوڑ دئے حضرت ایشان اند۔
 فاقہم و تاکل ابوالحسن زین قادری

رسول پیشوای حال آنکه مذهب اهل تحقیق آنست که رسول پیشوای افضل است از رسول ملک بل با عقباً آنست که وجود و حالت آن مسروکه در ملام اعلی است ذکر حق سبحانه بنده را در آن ملام باشد یا خیریت بالام باعتبار آن باشند که جماعتی از فرشتگان اند که آن ها ممکن نیستند و آنها افضل اند از رسول پیشوای حق سبحانه بنده را در آن ملام باشند.

دو شنبه پیش از ۱۷ ذی القعده تسع وalf

سعادت زین بوس حاصل شد سخن در ترقی بعد الموت افتاد فرمودند که شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ گفتہ است که اگر کسے بنتی صحیح واعتقاد درست در راه حق سبحانه در آید و آواب شریعت کما حقه بجا آردو اور از اذواق و مواجهی این طائفه درین حیات نصیبی نباشد البته بعد از موت احوال و اذواق این طائفه اش بدینه حضرت ایشان سلمہ اللہ تعالی و البقاء پاره تأمل کردند فرمودند بلکه این پنی کس را هم درین عالم وقت اختصار پاین دولتش مشرف سازند بعد ازین سخن فرمودند که لعنتا درست ورعایت احکام شریعت و اخلاص و دوام توجہ بجناب حق سبحانه بزرگترین دولتی است پیش ذوقی و وجہ ائمه برای نیت این باید که واثتہ باشی دیگری هیچ چیز گویم باش.

شنبه سیخ ذی القعده مذکوله

بمجلس عالی بار یافت از حاضران شخصی سوال کرد که نسبت حضرات خواجگان قدس اللہ امرارهم خود قدیم است پیغمبر که حضرت خواجه نقشبند قدس اللہ سره الحاق کرد و باشد کدام امرارهم خود قدیم است پیغمبر که حضرت خواجه نقشبند قدس اللہ سره الحاق کرد و باشد کدام است که این سلسله به نقشبندی مشهور شد فرمودند بعضی تعلیمات و یکفیات الحاق کرد و آنده چنانچه حضرت خواجه احوار قدس اللہ سره العزیز نوشتند که خاتم این نسبت بر وجه کمال ایشان بودند خاتم آنست که بعی اتمام ختم میکند و خود هم فرمودند که من اختیار طریقی کرم که البته موصل باشد و آن طریقی محبت و انجذاب است بطريق مخصوص که درین طریقی معمول است بعد ازین سخن فرمودند

که ظرفیه انجذاب و محبت البته موصول است داور را روئے جزوی سوئے ذات نیست بخلاف طرق دیگر که روئے بجانب او را نیز دارند. لاجرم بعضی بهمان احوال بازمی مانند دایل انجذاب و محبت در یکی این سلسله عالیه تربیت همان انجذاب می کنند. می فرمودند که رویت بالبصر موعود است. در حشر ازینجا فمیده می شود که رویت بالقلب درین **نشانه** باشد و تحقیق آنست که رویت بالقلب نیز چنانچه رویت بالبصر موعود است چه رویت انکشاف تمام است و تارویح متعلق این بدن است انکشاف تمام صورت نمی بندد. هر چند یعنی تعلق گردد لااقل علاقه حیات باقی خواهد ماند اگر چند بصرافت اصلی نمایند تعلق نمای خود باقی است. لختنی سخن در وحدت وجود و اختلاف شیخ علاء الدوام سمنانی با شیخ مجی الدین عربی رضی المذهب افراط بر لفظ مبارک را نمایند که نزاع این و وزیر اکه در اطلاق حق دارند. فضلاً که به رد دایشان معتقد بودند لفظی داشته اند و پیش تحریر کردند که شیخ مجی الدین وجود حق را بسخانه مطلق گفته است و شیخ علاء الدوام ازین اطلاق مطلق بشرط لائش فمیده طعن و تحلیله کرده است. آما مراد شیخ این نیست بل مراد شیخ این اطلاق مطلق لا بشرط لائش است و معتقد شیخ علاء الدوام هم همین است پس نزاع در لفظ ابرت نه در معنی هم درین محل فرمودند رفع نزاع نمی شود تا آنکه شیخ علاء الدوام قائل نشود که موجودات خارجی جزو علم وجودی ندارند و صور علمی بعثت از شیوه نات ذات است. روزی میان شیخ احمد سریندی را که از اجله اصحاب حضرت ایشاند، بسریند رخصت میکردند ایشان را مخاطب ساخته در اخفا می نسبت فرمودند که بعد از نماز بامداد تا اشراق پر مصلایه شنید. اما حلقة نکنید و بعد از ای از علوم دینی دو درس بگویند لیکن وقت طالب علمی در میان نباشد و اکثر اوقات تصحیح کتب و مطالعه در پیش داشته باشد و اگر سخن گویند بطور علمها گویند نه بطور صوفیه و اگر احیاناً بطور صوفیه گفته شود با غلط قیه بگویند که بجز مخاطب ویگر سے نه فهد و از انجا پیغام فرانگیز که موجب ذلت اور گرد و مجلس سکوت را منحصر در میان تجدد و بامداد واردید هم درین محل فرمودند که راه افاده واستفاده بحسبیت و مناسبت امر نخوارق و تصرفات مستقید بقدر مناسبت که بمقید دارد معتقد کمال او می شود و استفاده میکند و بقدار بحسبیت نخوارق و تصرفات او مشابه میکند.

مقدار بحسبیت بدای می گردد مثلاً اگر بر کسی اعتماد عرفان دارد یا کسی را محبت حق بسخانه میداند. البته **نشانه** عرفانی در باطن او پرتوی از نسبت جی در استعدادش بست. اگر ظاهر نباشد پوشیده خواهد بود

هم بین قیاس از اوصاف ذمیمه چنانچه بُت پرست مثلاً مقدار مناسبت که دل او را با سُنگ میگست
کمالات آن سُنگ رامی دریابد و جذب منافع از راه چنیت ازان سُنگ میگند و تا جیست
مناسبت بینهایانه باشد. راه افاده واستغاده مسدود است. چنانچه آن سروصلی اللہ علیہ وسلم چندان
تضفیات در کار ابو طالب کردند و مبحرات نمودند. با وجود آنکه از ایندار طفویلت خوارق و مبحرات
آن سروصلی اللہ علیہ وسلم را دیده بود. اما چوں مناسبت مفقود بود فاکده نداشت. چنانچه کلام مجید
بدان ناطق است اَنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَجْبَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي هَنَّ يَسَّأَءُ
ومولوی روحی فرماید

مُوجِّب ایمان نباشد مُبحرات بُوئے چنیت کند جذب صفات
مبحرات از بحر قدر دشمن است بُوئے چنیت پنه دل بُون است

جمعہ سیر و سُنم ذی الحجه نه نذر کو

سعادت حضور بدست آمد چوں ایں فقیر را وید نسبتیم کنار فرمودند که برآتے سخن
شینیدن آمده هم درین محل از حاضران شخصی را مخاطب ساخته فرمودند که ابو عبد اللہ مروزی
هر جا سخن مشارخ می شنید. به یکی می گفت که این را برآتے من بنویس. چنانچه از سخنان ایں
طائفه مجلدی جمع کرده بود و با خود میداشت. روزے بدلب آلبے طهارت می کرد. ناگاه آن
مجلد و رآب افتاد. دے گوید که من ازین معنے سخت متالم شدم و درین تالم و تاسع می بودم که
شبے سهل عبد اللہ تتری را بخواب ویدم که بین گفت که عمل بمقتضای سختی خان ایشان باشد که د.
نوشتن یعنی نیست زمانی بین گذشت که حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم هم در آن خوب
ظاهر شدند و مبنی خطاب کرد که فرمودند که بای صدیق یعنی سهل تتری بگوئے که سخنان ایشان
نوشتن اثر محبت ایشان است و محبت ایشان عین مقصود. لختن سخن در سه اع نغمہ افتاد شخصی ایں
مصراع خواند که شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ گفتہ مصعره
که این خطی نفس است و آن وقت روح

لیتی دیدن حسن حظ افس و سماع نعمه قوت روح فرمود که هر و از یک عالم است اگر حظ افس است
یا قوت روح در هر دو مندرج است در فهم قاصر اقلم عقی اللہ چنان میرسد که گرفتار افس را از
هر دو حظ افس حاصل است و رهائی یافته از قید افس را از هر دو قوت روح نزد جماعت که سماع نعمه
راسماع گفته اند

دو شنبه شاهزاده می ایجمه نامه مذکور

مجلس عالی باریافت شنخه بیکه دعوای داشت ظاهر از نگ بحضور قاضی نی رفت
فرمودند که قاضی نائب شرع است هرگاه مناقبته در میان آید و این کس تابع شرع است او را
ناگزیر پیش قاضی باید رفت مناسب این محسنه حکایت کردند که در عهد حضرت امیر المؤمنین عمر
رضی اللہ عنہ شخصی بحضور حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ و جمہ و عویشه داشت طرقیں بحضور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ آمدند حضرت عمر بحضور علی رضی اللہ عنہا گفتند یا ابا الحسن بخصم برایشین تا قضیه
شایان لشیوم بحضور امیر المؤمنین علی را کرم اللہ و جمہ این سخن گران آمد گفتند که تو بحقیقت خواهی
من دعوی خود را پیش تو تقریر نمی کنم باستی گفت یا علی بخصم برایشین تا شانی بین لاحق نمی شد
برابری حقیقی گشت هم درین محل فرمودند که بحضور حضرت مخدوم مولانا خواجه گلی قدس سره در امکنه
دو کس در میان هم دعوی داشتند و ایشان برآمد واقع بودند چون بقاضی بجوع کردند قاضی
از ایشان شهادت طلبید ایشان بطریف که حق بود شهادت نوشتن طرف ویگر گفتند که تا ایشان
سوگند خوزند ما این شهادت را قبول نمی کنیم ایشان فرمودند سوگند براستی خوردن مشروع است
و در امر مشروع چرا توقف روان خواهیم داشت

دو شنبه هر ماه می شهر دی ایجمه نامه نظر الوفه

مجلس عالی باریافت این فقیر را مخاطب ساخته فرمودند هرگاه شمارا می بینم بخاطر میرسد

که برای سخن شنیدن آمده اید تا بسیار می کنید. چیزی که نیست سعی بکنید که کار پیش رو داشتما این نواع سخنان صادر شود. ما خود بصحبت کسی نبودیم. این سخنان از که شنیدم هم هم درین محل سخن از طریق سلف رضی اللہ عنہم رفت. بر لفظ مبارک راندند که طریق سلف آن بود که اول پژوهش کیه نفس و تحصیل مقامات مشغول می شدند. چون موانع قرب الهی که خواطر و هوا جس است پژوهش کیه بطرف می شد. بقدر پژوهش نور ایمانی قوت می یافت تا بجا ته می رسیدند که جو حق سجاه است پیش باصرت ایشان می ماند و جمیع افعال و اوصاف را از وعی دیدند و صور و اجسام در زنگ سر بری می خود. مطلع هر را مخلوق و مخدوم می یافتد و توحید صوری بعضها را بعد از فرد آمدان حاصل می شد و بعضها را نه. فرمودند که طریق نقشبندیه قدس اللہ اسرار ہم سماں طریق سلف است لیکن ابتدا به تحصیل مقامات مقید می شوند و آنها را که از راه توحید صوری می روند خطر بسیار است هم درین محل فرمودند. می تواند که شخصی بحضرت حق سجاه اقرب باشد یعنی استهلاک و ضمحلان داشته باشد و اکرم نباشد. چنانچه شخصی باشد که تحصیل مقامات کرده است و نتیجه مقامات را که استهلاک و ضمحلان است درین عالم نیافرته این اکرم است فرمود حق سجاه و کمیه این اکرم است عیش اللہ اکتفا کلم ناطق باین است لجئ سخن در ولایت و ولایت بالكسر الواقع و فتحها رفت. فرمودند که ولایت بالفتح قرب بند را گویند که بحق سجاه دارد و بالكسر آن معنی را که موجب قبول خلق می شود و اهل عالم بدان میگردند. این بگوییات تعلق دارد و خوارق و تصرفات داخل قسم ثانی است. شخصی از حاضران سوال کرد که بوكاتی که بسته از بستان میرسد اثر کدام قسم است ازین فتح فرمودند که از ولایت بالفتح است. بعد ازین سخن سراستفاده بیان فرمودند که هرگاه آنکه طالب مجازی آئینه هرشدنی شود. هر چیز در آن آئینه است بقدر مناسبت پر تو می اندازد هم درین محل فرمودند که می تواند بود که شخصی را از هر دو خطه و افرادی بپسند و شخصی را کی هم باشد و آن دیگر نباشد. یا یکی بیشتر باشد و آن دیگر کمتر و مشارح نقشبندیه رضوان اللہ حاصل باشد و آن دیگر نباشد. یا یکی از بکسر و لایت بکسر و اورابه یکی از مخلصان خود می گزارد علیهم اجمعین ولایت ایشان بر ولایت بالكسر همیشه غالب بوده است. هم درین محل فرمودند که اگر معتقد اسے ازین عالم اتفاق می کند و ولایت بکسر و اورابه یکی از مخلصان خود می گزارد ولایت بالفتح را بخود می بود و گاهی یکی بکسر زلتی ولایت بالكسر را از ولی باز عنی ستاند. چنانچه

فیض ابی الفارض می نویسید که پیر تعالیٰ لے بود پسون وقت فلتش رسید میں وصیت کرد کہ بعد از مردن من جنازه مرا برفلان کوہ نهاده منتظر باشی کہ شخصے خواهد آمد و بر من نماز گزارد با واقعه اکن ہمچنان کردم۔ شخصے از بالا بئے آن کوہ در زنگ مرغے بسر عنت فرود آمد که اور امردم در بازار ہائیے میزند و اپیش دوکان ہائے خود می راندند۔ او بر جنازه اش شروع در نماز کرد حالانکہ مرغان سبز و سفید از زین تا آسمان پولستہ بودند و تسبیح می گفتند۔ چون از نماز فارغ شدیم مرغے سبزیم الخلق پیامد و جنازه آن تعالیٰ را فروبردو بہو اند رشد و اند نظر پوشیده گشت۔ من از مشاهده ایں حال سخت متوجه شدم۔ آن مرد گفت چہ جائے تجھب است نشینید که ار واخ شهداء در جوف طیر خضرمی باشد و بجانب آن تعالیٰ اشارت کرد که او از ایں طائفہ است و من ہم ایں طائفہ بودم اما بوجب ذلتی کہ از من بوقوع آمد مر ازاں مقام برآورده اند و قبول خلق را اذ من باز گرفته می فرمودند کہ معاملہ برذخ و حشر خوش معاملہ دور و درانے است پارہ تاکل کرده فرمودند معادتے برایہ بہ ایں غیت کہ کسی رائنسے بحضرت حق سبحانہ حاصل شود۔ بعد ازاں کہ دوام انس حاصل شد یعنی انتظارے نمی باشد۔ ایضاً می فرمودند سبحان اللہ آدمی مامور با خلاص و محبت است و خاصیتِ محبت سوختن غیر خود است۔ با این تکمیل چندیں تکالیف شرعیہ بر و نهاده اند ہم درین محل سخن در علوشان مرتبہ بندگی و رتبہ اہل القیاد و خاصیت عبودیت والقیاد و ضعف نقوسِ انسانی افتاد و بنوی ادا فرمودند کہ تفاصیل آن بریاد ناقل نماند۔ ایضاً می فرمودند و بجود آدمی هفت طبقه است از روح و قلب و سر و غیرہ اور علی که طبقه اول را حاصل شد ہر کب از طبقہ ثانی و ثالث تا طبقہ هفتم برخود می بند و لہذا العدد بایں مرتب در نظر عامہ مخفی است و علم ہر کب راجد این تو انند کرد و بر اہل کمال آن مراتب واضح و میز است و علم ہر مرتبہ راجد احمدی دانند ہم درین محل فرمودند کار باند کر و خواه مراتب تفصیل معلوم شود یا نہ۔ روزے سے حضرت ایشان دو مسجد جماعت گریستند و گریہ در غیر خلوت از آنحضرت کم نظہور می رسید۔ عزیزی سے از مستفیدان حاضر بود تجھب شدہ از قرب نسبت و عنت که واشت برایں گریہ پر پیش فرمودند کہ در نماز روح عرد جے کرو کہ نہایت برسد ایں مصنی میسرش نہ شد بازگشت و در بدنه آمدہ پھر شے زد ظاہر اورین صورت گریہ بجهت دریافت بے نہایتی مطلب یا بترے دیگر باشد کہ در اور اک نویسندہ نمی آید و این بیت اکثر می خواندند

چه تو اکر و که دیوارِ نسم افتاد بلند این بنای است که آن خانه بدانداز نهاد

یک شنبه سیم ماه شوال سنه عشرون

در سک پاریانگاں حضرت عالی درآمد سخن در اهل اللہ رفت فرمودند که اهل اللہ علیه فرقه آندر
عباد و صوفیه و ملامتیه - اما عباد جماعتی اند که بصورت عبادت اتفاق کرد و بعد آن فرائض و سنن
بنوائل عبادات و خیرات قیام دارند حتی که پیغمبر از خیرات خواهند که فروغند از اذواق و مواجه
صوفیه بهره مند باشند و هر که از عباد بادا ذوق و مواجه صوفیه بهره مند شد داخل صوفیه گشت و از مرتبه خود
برآمد و صوفیه فرقه باشند که مواجه و اذواق بهره مندند و خوارق و کرامات خود را از نظر خلق نمی پوشند
نظر ایشان در جمیع امور حق است بسجنه و خلق را ظهور حق می دانند و درین فرقه بالجمله رعوتی و عنوانی
مانده است و ملامتیه طائفه اند که در کسوت عوام بیچ تیزی می دارند و اقصیار و ظاهر بر
فرائض و سنن متوکله کرده اند - در رعایت معنی اخلاص می کوشند و خود را با ظهار خواهی علم نمی سازند و ظاهر
نمی کنند ابتلای درین امر بحضرت حق بسجنه کرده اند - چون دالسته اند که این نشان محل ظهور غیست و حضرت
حق بسجنه خود را از نظر عامه پوشیده است - ایشان نیز خود را از نظر خلق می پوشند و اینها اکثر می دارند
آنها را مثل خود خیال می کنند و این جماعت بالکلیه از رعوتی دسته اند و در عوتنی درینها مانده و
پنهانیت مقام عبودیت رسیده اند و شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ سر این جماعت حضرت رسالت
را اصلی اللہ علیه وسلم داشته و از اصحاب حضرت صدیق اکبر و سلمان فارسی را و از مشائخ بازیده
بسطامی و ابوسعید خراز و ابوالمسعود و خودش را اماز دیگران ساکت است نفی آنها نکرده و رسول
شیخ دالسته که هر چیز در کشفش در وقت مخصوص آمده می نویسد و فرقه از ملامتیه که خود را بر خلق بعنوان
لامت ظاهر کنند و تکیه بشریت کرده بعضی پیغمبر از نظر ظاهر ممنوع است پیش مردم مرتكب
شوئند مثل آنکه در سفر روزه رمضان را در بازار بخوردند تا در نظر خلق بے اعتبار باشند - آنها در مرتبه و
مرتبه فرود صوفیه اند و خلق از نظر آنها ساقط نشده است - لخنت سخن و رفعه رفت فرمودند که فقها
از اکرده میدارند و بعضی مشارح آنرا مباح داشته اما معتدی را اهل آن نمیدانند و آن هاست که

که بسماع نغمہ قائل اند. حکمت درین آنست که در وقت استماع نغمہ طبیعت ساکن و بر جاتے خود می باشد. لاجرم روح در اور اک معانی بیشتری رسید محظوظ آنها معانی است و نغمہ را مثل زیور آن می دانند و الاب نفس نغمہ مبتلا نیستند و در ملفوظات حضرت پیش نظام الدین اولیاء مسطور است که از تشریط استماع نغمہ یکی آنست که بمستمع محبت حق سبحانة عالم باید بهم درین محل بندۀ درگاه عرضه داشت که محبت حق سبحانة را چه علامت است. فرمودند اتباع تمام آن سرور علیه‌افضل الصلوات و اکمل التحیات عرضه کردند که می تواند که صاحب اتباع را مطلع بیشتر یاریستن از عذاب دوزخ باشد. فرمودند ایں چنین کس صاحب اتباع تمام نیست و اور از اهل اللہ نمی توان شمرد. اتباع ظاہر ظاہر است و اتباع باطن آنکه در باطنش جزو حق سبحانة مطلبیه نباشد.

جمعه نوزدهم شهر میعوں الاول سنه سعید والث

دولت زیل بوس روئے داد سخن در فضائل صحابه رضوان اللہ علیهم افدا و بـ لفظ مبارک راندند که صحابه کرام هر چهار علی المتنیب اقطاب مطلق بودند و علت در آنکه فضائل اذحضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ و جمہر بیشتر منتشر شد آنست که در زمان خلافت بنو امية خوارج بسیار شدند سلف جمیع بیشتر فضائل اهل بیت شدند. ازین جهت فضائل ایشان بیشتر در کتب ماند. لغت سخن در تصرف و خوارق افدا و فرمودند که خوارق در زمان اصحاب ایں قدر نبود که بعد ازین پیدا شد. چه لازم نہایت کمال آن است که از دست معمتنی تصرف نمی آید مگر بحکم الہی ولہذا از پیغامبران بیخواست آن ہا ظاہری شد و از بعده پا مقتضای وقت که کفار بائکار بی میخاستند مججزہ به ظہور میرسید بے تصرف و خواہش مم درین محل سخن در انکار مشائخ رفت. فرمودند که اولیا از کبار محنون نیستند. اگر از ایشان پیغزی ازین باب ظاہر شود احوال ایشان را حکم پبطلان کردن بحال است است. ملاحظہ باید کرد که منزل ایشان که داتم یا اکثر در آنند کرام است. درین میان احیاناً اگر بحکم بشریت پیغزی بے صاد و شود ایشان را در این معنے در پاید داشت. یعنی درین محل فرمودند که اکثر مشائخ را درین حیا است مردم تندیق گفته اند. چنانچہ ذوالقول مصری بد اماماً ذوالقول را بعد از موت قبول پیدا آمد چه از دنیا منزه بود. اگر

ور دنیا مے بو دینی بادشاہ یا وزیر بادشاہ ہے یعنی کس با وجود آں انکار کر دین حیاتش می کر دند
قبول نہی کر دو بلکہ از موت ہم از طعن مردم خلاص نہی شد و ایں ہمہ اختلاف کہ در اصحاب ماندہ علیقش
ہمان است کہ بہت منصب خلافت در دنیا بو دند والا چند سے از اصحاب کہ کوہ ہاگر قتلہ بو دند و
بو ضع فقیر زندگانی کر دہ اند یعنی کس از آنها سخن نہی گوید و سخن از اصحاب گفتہ داخل دین و ایمان
ہم فیض بسیار سے از مومنان باشند کہ جزو خدا و رسول رامنی داند و در ایمان آں یعنی شبہ نہ۔

جمعہ دو جمادی الاول نہ مذکور

ب مجلس عالی بار یافت محترم طور بحکم بعضی ضرورات شرعیہ استرخاص مفرکر د۔ پرسیدند کجہ
میروی نظر بہ بازماندگی و پستہتی خود کہ از دولت قرب دوری میگزیند میں و از مجالس اُنس جدا تے
می خستم بلب ادب و زبان حضرت عرضہ کر دہ شد کہ در بلا۔ الوارع شفقت و همراهی فرمودند کلمہ
چند بیکے از اہل دنیا کہ در اقران خود بخوب کرداری موصوف بُود در سفارش ایں ہر زہ گردواری
ندامت نوشند۔ مدستہ در بعد مکانی و ہماجرت صوری آن دولت صوری و مصنوی با قسم محنت و
ندامت بسر بردم۔ درین مدت عرائض عبودیت آمیز و احوال دل بلاستیر خود مرقوم قلم نیازمندی
رقمی ساختم و بنظر حاضران مجلس گرامی می مداد و بطالعہ بار یافتگان حضرت عالی شرف می یافت
روزے عنایت نامہ بندگان حضرت مخدومی حاجی شیخ عبدالحق کہ بامضایں حقائق آمیز و کلامات
لصاخ انگلیز نسخہ سعادت را عنوان نہی بود رسید۔ بر ظهر آن مکتوب کلمہ چند از آثار کلک بدائع نگار حضرت
ایشان بنظر تعطش اثر و آمد و حالتے بخشی کہ از حوصلہ کاغذ و قلم بپریون است۔ مجملے از ذوق آن درین
صارع یافته میشو د مصارع نهادم۔

لُوئے بُرُوئے دے دا ز خوشنیت رفتہ

و آں کلامات حقائق آیات این است۔

أَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يَخْرُجُهُم مِّنَ الظُّلْمَاتِ إِلَى النُّورِ۔ ہر چہ تو شتنی بود
و صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است۔ زیادہ چہ نویسم بارے فرصت و قوت بلکہ وقت و نفس رائیتم

شروع مقتضیاً تَسَوَّلَ آن زندگانی می باید کرد. درین که این عاجزگر فتار را قوت کار نماینده و گر نه بتوافق اللہ درین دوروزه عمر ویوانه وار ماتم بازماندگی خود میداشت و زندگانی فداست این راه می کرد. حق تعالیٰ دین اُفتادگی نیز در دست و آشوب لبے کرامت فرماید که کارِ دو جهان خود را در بقیه اقتدار او نهاده از مجموع گرفتاری هافرا غیر بیاهم آین یارب العالمین. امید از ای بارا آنست که روئے برخاک پنهان و از برکت حصول این آرزوئے فقیر از خدا بخواهد که ذمَّةَ الْعَادِيْبِ لِلْعَائِبِ آشَرَعُ اِجَابَةً امده است و الدعا بر دید و راں حقائق داہل مذاق این طائفه روشن و پیداست که چه قدر فنا و تعطیش و اخفاوه بے تعلقی و مجرد روی و اسقاط وجود و رضامندی این کلمات مفهوم میشود که آشناداند که این بیگانه نیست.

تسلیم صرف نہ اثیر عشر والٹ

سعادت حضور مشرف شد بر لفظ مبارک راندند که تا کجا رفتی و چون بودی و چه آوردی بحوالی ای کلمات اگرچه پرزبان قال حنیف بود که تا بسرحد ضلالت فتحم و در تفرقه بودم و ندامت آوردم اما از همیبت آن مقام بزبان حال ندامت منوال اکتفا رفت و بجز خاموشی جوابے دیگر دلپذیر رونے نداد و مع ذلک در حضور آں بینای خطا یا و دانمے ضمائر زبان حال را گویا ترا ای لسان قال دالسته تحصیل حاصل نه کردم از نظر آن جمال و مطالعه شکسته زنگی و اضمحلال و انعکاس اشتعه انوار ذات که بر آئینه پیشانی آن مظہر اسما و صفات می تافت ویده ہشمینی رانیرگی وستور شد و گریه شادمانی در بخشش آمد خود را از حضور عالی بگوشه کشیدم و سلاپ ویده هفقار قلت ویده را بردادم بحمدے که اگر یاران منع و زجر بازنی داشتند بساحل صیر اشنا شدن دو رمی نموده

گر کام دل بگریه میسر شود ز دوست صد سال می توں به تمنا گریست
للہ الحمد والمنیہ که آن گریه قدری ارتکب غفلت را که بر آئینه استعداد این گرفتار مصیق تعلقات که در ایام ہبادوت نشسته بودیک نوع شست و شوی داد و تیرگی صحبت اضداد و عجالہ ہم شیئی ایں و یو خرد فریب که عنوارت از نفس اماره است چون قدرے فروشست خاطر نگران مجالست

صوری واستماع سخنیان گرایانه شد. اما ازان جاکه حضرت ایشان با اشارات غیبه و ریافت بودند که در بین روح خلق بسته میداند بود پچه جائے ایں فهیر که اکثر سے از مخلصان خواهان این معنی بودند که بدستور سابق در آن حضرت تنگ بالگنجائیش میدانسته باشد صورت فی بست لاهرم از کلمات حقائق آیات بیو اسطه کم استماع افتاد و بعضی ازان اشارات غیبه که باعث وضوح و تجرد و مقتضی کم توجهی با هر ارشاد و عدم پیش احوال مترشدان شد این است که بعقل صحیح و راوایات ثقافت مسطور می گرد. حضرت ایشان واقعه نسبت بخود دیدند که آخر آن ایں عبارت بود **فَيَقِيلُ وَجْهِيَا طَرِيدًا فَتَرِيدِيَا** وهم چنین از وقایع دیگر روش شد که منقبان خود را بهر جائے و بهر وضعي مقرر باید فرموده بود شفقت بتاکید فرمودند که چون فرمان و مرضی و رزک مشیخت است باران مادر متصدی توبیت خود دانند و هر جا خواهند در طلب مقصود پویند مگر سه پهار لغفرانه و بین تکلیف داخل نبودند. این معنی چون دلهاست امیداران بخایت شکسته شد از انجاکه وسعت کم و هر رانی حضرت ایشان بود فرمودند که امری کنم که البته بود مقصود ازین گفتن ابراست ذمه خود است چه بعضی ترک تدریس و بعضی توک تحصیل و بعضی ترک روزگار کرده کروه بمحنت و شدائد فقر قرارداده بودند و در ایام ترک تصرف به بکی از مخلصان توجهی فرموده بودند. آخر ظاظا هر شد که مرضی الله تبوده است متفکر شدند که میاد این معنی از راه لطف الهی نباشد. بعد از وسسه روز چون محقق شد که سرما و عنایات دران مندرج بود ازان تفکر برآمدند و در جمیع جزئیات از خود و پوشیدن قول او و فعله همچوں برگ لگی که بر ریگزد را بشد از خلاف مرضی لزان و بر جاده رضا و تشییم همچوکه مستقیم می بودند و این معنی در قرب ایام رحلت قوی تر شده بود و پیش از ارتحال پیشگاه فرمودند که چنان بیده شد که کس کلاست از سلسله عالیه نقشیدنیه قوت خواهد شد. بعد ازین واقعه بخاراطرثیریت رسید که جائے در نواحی شهرهایی یا مدنده اختیار کرده و ترک اخلاق اخلاق نمود چون عمر رسد همچناند فون شد. درین باب بعضی از مخلصان را استخاره ہا فرمودند چون اجازت بر انصرام آن اراده فهم نشد ترک آن اراده فرمودند. و ازین صریح تر واقعه دیدند که مضمونش این بود که برای غرضی که شمارا آورده بودند تمام شد الحال سفر باید کرد و نزدیک ایام ارتحال فرمودند که طرفه خوابی دیده شد. می گویند که قطب زمان مرد درین جهین من قصیده نظر ابعایت خوبی در مرثیه خود می خوانم و تعریضیات عالی دران مندرج است. هم درین محل یا وقت دیگر به بیکه از محram بقری فرمودند که قطب زمان دیگر است اما بعضی از صفات کامله

نداز و مابصفات نمایم. الحق صفات حضرت ایشان با تفاوت همه آشنایان خصوصاً یارانه که اکثر در ملازمت عالی بودند و در ایام سالان مطالعه آن نسخه کمالات کرد و به نهایت رسیده بود که بالآخر ازان دیل وقت از کسی متصور نباشد و

بود آئینه که عکس خود را شید و بود جا و پید و رو بصورت اصل نمود
عزیزی که در ایام کم توجیهی ہے حضرت ایشان با مرار شاد پرسیده که باعث بر احتیاط ایں وضع تحری و پیشیت. فرمودند مارا مقام می نمایند. چند گاهی انتظار رسیدن به آن مقام است. بعد از آن فوائد بیاران بیشتر خواهد رسید و الحال هم آنکه بمان توجهه اند حضور و غیریت مانسبت با ایشان یکسان است بکار نمود باشد غیریت و عدم پوشش مامنافی ترقیات ایشان نیست بلکن آنکه مائیخ و مرشد باشیم و با احتیاط ما شود از میان بخاسته است. باز آن عزیز پرسید که لوازم و آثار آن علیت وقت رسیدن پاک چند فرمودند. وقت آن بعد از آنکه عمر ما به چهل سال برسد و لوازم آنکه بر که بیند سجده کند. چون من شریف حضرت ایشان به چهل رسید رخت اقامت اذیں بر سر است فانی بستند و بدار الحکم باقی خرامش فرمودند و

دریں حدیقه بمار و خزان هم آغاز شد و زمانه جام بدت و جهازه بروش است برغم بعضی از مخلصان تعبیر ایں واقعه سخن حضرت ایشان است که قریب بایام رسالتی فرمودند که دریں ایام مارا رجیع سلاسل رخصت ہاشد و هر کس از مسلمانان ہر جا باشد بار شادا کریم اللہ یسیج دهن فی السموات والارض طوعاً و كردها از مافائدہ به وے پرسد خواه داند یا نداند واللہ اعلم

بخار مرح پاپر و هم شهر حجاجی الاحرہ

با وجود بیماری ہے مزمنه دیرینه که نظر بطن اپنے صحیح می نمودند. تپے نیز لاحق شد و ایں مرض آخر بود ہم دریں مرض می فرمودند که حضرت خواجه احرار قدس سرہ بخوب آمدند و عنایت بسیار فرمودند و در آخر امر کردند کہ پیرا ہن بپوشید. ایں واقعه را فرموده تبیسم کردند و فرمودند

اگر زندہ ماندی حکم بچنیں بلکہ حکم والا کفن ہم پیر اسی است و قبل ایں مرض روزے بیکے ازاں واج طاہر
فرمودند کہ چوں عمرِ من پہل سال برسد مراد اتفاقِ عظیم پیش آید و برائے تفہیم وے نزدیک بطريق طبیعت
آمدہ کف دست خود را نہ دند فرمودند کہ ایں خطے کرد و دستِ من است علامت آنستِ اہل خانہ
باشماع ایں خبر فیاد و حشت و حشی کر دند۔

فرمودند کہ چہل سال انک نیست کسی تاپھل سال زندگانی بکند کم است۔ باز برائے تسلی خاطر آں
مردم فرمودند کہ آں خطر اوصل حکم کر دہ اند و عادت شریعت حضرت ایشان آں بود کہ ہرگاہ سختے از عالم
کشف یا خارق عادت می فرمودند بخوبی نبی کر دند البتہ حوالہ پیغمبر می فرمودند۔ چنانچہ درفضل
آخر مثال ہامنودہ آید۔ انشاء اللہ تعالیٰ و قبل ایں مرض بیک ہفتہ صریح ترازیں از انتقال خود خبر
داوہ بودند و آپنے ایں بود کہ ولی نعمت خلاہ کہ در عالم اسباب حق بسحانہ مفاتیح ارزاق جمعے کثیر از
بندہ ہائے خود را بدست وے داوہ و اور اجسپ و نسب از سیادت و سخاوت بہرہ مند گردانید
لَذَّاَلِ فِي الْعِزَّةِ وَ الْمُجَدِّدِ كَا شَمِيْهِ فِي يَدِ اَطْلَبِ حَسْنَةِ جَمَاعَتِهِ كَرْدَه بُودَ وَ دَاعِيَ نِيزَ وَ اَخْلَى آں جماعت
است۔ عزیز سے از قبل محروم عرضہ کر دکہ اور اجلعت مطالبہ پاشکر باید رفت فرمودند۔ چند روز جائے
بزود کہ آخر ہائے بازار ماست و خلاہ کار ما پا خور سیدہ است و از ما امید وار منافع باشد و ایں منع
با وجود آں قدر بے توجی در پاب مسٹر شدان داشتن خالی از غرایتے نہ بود۔

تسلیہ مهدی حکم حمادی الآخرہ

بطیفیل صحبت حضرت مخدومی ملا ذی حاجی شیخ عبدالحق سلمہ اللہ مجلس عالی یاریافت۔ فرمودند
کہ شب گذشتہ او ضارع بدن بغایت برهم زده شد و حالت نزع بطبور رہید و تائیم شب ایں پیش
بود اما بغایت آخر آرامے حاصل شد۔ اگر مردن عبارت ایں است چہ نعمتی بودہ است کہ ازال
حال برآمدان خوش بمنی آمد و ہم ویریں بیماری و صیتتے کہ کر دند ایں بود کہ در ملکیت یک دو کتاب
شبہ گونہ بود۔ فرمودند کہ آنہار اب صاحب شان بفرستند۔ ہر چند یہ ہمہ شرعی آنہا مقبوض و مملوک
بودند و میراثی کہ از حضرت ایشان مانداز نقو دیک ر و پیہ و از اجناس چند کتابے دا اسپے و فرشی

و طریقہ کہ درسترشان معمول است ہے
گرچاں من اندر سروکار تو شود مہ تو بیراث و ہم خویشاں را

شام پہلیہ لبیت و سوم ماہ مذکور

شیلکی صحیح و خورم بودند چنانچہ عصائیے بدست گرفته بیانی فلک فرمائے خوازجاء کے بودند بجا می دیگر تشریف بودند و بفرح و شادمانی درخانہ کے مشرف بہ دریا بود و ہوا نے مخالف در مرایت واشتہ شستند و نماز شام را با ایماگزار وند و پوشش ہا کہ ہمیشہ در ایامِ بیماری می بود کم کر وند و مثنوی مولوی محسنی با واز بلند می خواندند و با خود زمزمه واشنند مخلصانے کے بہ تھمد خدمت و تیجارداری مخصوص بودند امشابہ دیں حال متین بودند۔ بعضے از حاضران از غواص علوم تحقیق می نبودند شخصی از حاضران پرسید کہ آپنے در قرآن مجید امر بایمان بے غیب آورون شدہ ایں معنی نسبت بہ عامہ مسلمان خواہد بودند بہ اہل مشابہ دیعنی انہما ایمان پر مشہود وارند۔ فرمودند کہ نہ پہنچیں است بل امر بایمان غیب نسبت بعوام و خواص است بہیت ہرچیز دتویش ازال رہ نیست غایت فہم تست واللہ نیست

پاسے انہیں از شب جمعہ ماندہ بود کہ دل حضرت ایشان صحفت کر دیے خوشند بعد ازان ک فرستہ با فاقی کہ متفغم بشاشت و جہ بود بہ کمال قرار و آرام باز آمدند و چشمائیں مبارک دا کر وند و تکلم از بیں وقت تا قبیل وصال نفرمودند۔ ویں اوقات سکوت کہ ہمگی آں دوازدہ پھر بود۔ ہر چند ادویہ مخالف طبع تشریفت می مالیدند اصلًا پچھن ابروئے مترضی نشدند ہمانا اثبات حال رضا مرعی میداشتند۔ چہ قبیل ایں حالت سکوت مخلصے بطریق و لسوڑی گفت سچان اللہ چذیں امر ارض سابق و لاحق بیں بود کہ سوزش درون ہم برائی افزود بزرگ منعش کر وند۔ فرمود مدحی سچانہ مالک ملکب خود است۔ در ملکب خود ہرگونہ تصریف کہ میخواہد میکند دیگری را دم زدن نہیں رسدا و تاہنگاہم رحلت از آرام و قرارے کہ واشنند متغیر نشدند۔ الا ان آورون طبیب ہندو کہ آزار روحاںی را ہیافت و صورت کراہتے ظاہر کر وند و چینے برآبروئے

مبارک پیدا آمد و رئے از جانب طبیب گردانیدند خدمت خواجہ حسام الدین احمد عرض کر دند که برضائے والدہ حضرت ایشان ایں گستاخی کرده شد و الامشرب عالی معلوم است که باور دن طبیب ہندوراضی نیستند از استھاع ایں سخن چین ابو فراہم آمد و برضی والدہ راضی شدند. دریں وقت یکی از محلصان تقریبے نام الله العاملین گفت. بسرعت جانب وے دیدند و مر مبارک را که پہ یک قرارگز اشته بودند گردانیدند. یکی از حاضران گفت دیدید که باستھاع نام محظوظ چہ لشوق تحرک فرمودند. ایں سخن آب در پشم حقائق بین گردانیدند اما بیرون نہ آمد.

سخنیہ بیت پنجم ماہ جمادی المائیہ سنه اثیر عشر و الف

سعادت حضور حاصل شد و ایں وقت احتمار حضرت ایشان بود از محلصان ہر کہ می آمد لخطہ جانب دے میدیدند بصرف نظر یا اغماض عین خصیش می کر دند پوں جامع مسودہ به نظر مبارک و رامد خیلگی متوجه شدند و صرف نظر مدتے بجانب دیگر نکروند. بخلافت عادت مکرر مکرر پشم شفقت و محبت نگریستند. آللہمَ فَتَعْلَمَ مَا فِي أَنفُسِ الْإِنْسَانِ حضرت محمد و می خواجہ حسام الدین احمد می گریستند بنظر ہائے کم متفهم و داع باشد بجانب ایشان نگریستند و نظرات شفقت و محبت بر تقدیم خیر مال ایشان کر دند و بروئے حضرت ایشان تسلیم و تعجب چنانچہ عادت شریف دریں امور بوجاہر می شد یعنی عجب از شما کہ خود را در دائرہ ورولیشان می گیرید و طفلان وار دریں معاملہ گریہ می کنید و بعنایت و محبت تمام انگشان دست مبارک و رانگشان ایشان در ہم زادہ خیلے وقت منعقد و اشتمد و دست پرسروے ایشان کشیدند و در وقت پیخاری اپنیز پیچ کدام از اصحاب کرام و رائے ایشان بحضور عالی نبود. اگرچہ خدمت میاں شیخ المہداد نزد یک بودند یکن از ضعف و بیخاری کہ شیخ مذکور را از مشاہدہ ضعف ایشان طاری شدہ بود دریں مدت نتوائیستند مجلس عالی حاضر شد شب و روز در ملازمت حضرت ایشان خصوصاً در ایام پیخاری غیر از ایشان کسے نبود. القصہ چوں جاتنگ بود و یاران بنوبت می آمدند. باشارت اعزہ که لنجا حاضر بودند پیروں آدم محق سچانہ بطفیل آئی نظرات و بحرمت حقائق آئی اوقات ایں آوارہ وادی

نَاكَامِي و باز بِه طبیعت و خامی را لذ سوئے خاتمه مگا بدار و این زلات و جراحت را که از هم شسته ایں از دلائے
خاتمه پر و نخل خود فریب که نفس و شیطان سر بر میزند سدر آه و صول بگرداناد بمنه دیگر و . تماحی قصه
آنکه پاسه از رو شنبه باقی مانده بود که بذکر اسم ذات بطریق جهش خول شدند بعد از دو شه گذری بهمیں
شیخه که بیرون چوار رحمت حق پیشنهاد و باطن قدس مکن فرمودند مشنوی

دین صندل سراست آبنوسی گهه ما تم بود گاهی عرض و سی
جو برشادی و غم جانست پائے کوبند بجایست سر بجاسته پائے کوبند

رُباعی

که گفت که آن مایه امید بمرد که گفت که آن دولتِ جا وید بمرد
آن دشمن خواستید بآمد به بام پوشیده و پشم و گفت خواستید بمرد
کنون اند که از اطوال حضرت ایشان نسبت بجموم خلاائق و تربیت بمنشر شدان در و فصل
بوجه اختصار تمام کنم .

فصل اول دریان بحث از اطوال حضرت ایشان

طريقه حضرت ایشان بخلق الله ایں بود که هرگاه شخص بملازم است گرامی (جی) آمد خود را بطور او
می گذاشتند و بازدازه عزت او بدل جاه می فرمودند و تعظیم علماء دساوات ایسیار می کردند و اکثر ساخته می
بودند گر براسته استمالت خاطر زائر نادر برای سخن شده همان قدر که وزیر عرض چو ایشان کافی می بود تکلم می فرمودند
مگر وقتیکه سخن در تصوف و وحدت وجود و محل اختلاف عی افتد خیلی منقیح می کردند چه آن محل مخلوطه
افهام است تاکسی کج نه فهم و مخالفت مدحیب صحیح فرانگیزد و اگر از اهل عرف و تکلیف می بود و سه
کلمه عرفی به تکلف برخلاف می آوردند و بنویسے تازه روئے بوئے می کردند که سیچ گونه تکلفیه یا کو ایسته
مفهوم می شد و در این حضرت هرگز سخن دنیا یا ارباب دنیا یا اخبار عالم مذکور می شد مگر که حاجت مندی
هنگام عرض حاجت خود پیزی می گفت یا امر سے از امور دینی بآن متعلق می بود و

حتی الامکان و راجح مهات مسلمانان خود را معاف نمی داشتند و فعل و قول حاجات حاجتندان را رد ایی کردند و از حضرت ایشان هرگز سخن نه که دلالت پر وجود قدرت کند ازین جماعت کسی نشنیده گفته بیکے از مخلصان که بظاهر مشغول به اقباله نداشت و جمیع از اصحاب طعن و سے می کردند بشکستگی و حضرت ازکم توفیقی خود و طعن یاران بعرض رسانید فرمودند هر طور میخواهی باش و از کدروت هستی طاعنان و نورانیت مرحومی آن مخلص فرمودند بخاطر میرسد که متوجه شده بکترین ساعتی این شخص را پمپ تبریز بلند رسانیده شو و اما ضعف فرصت نمی دهد و هرگز این چنین سخنی از ابتداء آنها کسی از حضرت ایشان که تمام غرق دریایے فنا و بیتی پر دند نشنیده در وقتی بیکے از اخض خواص بنابر حکمتی از بحر وجود حضرت حق بسحانه قطره می یا بزم و به بیان تعیین زندگانی عی کنم و در خلا و ملاد و ایام آگاهی و حضور و شهود حق می بودند و اگر مکروه ہے شرعی از کسی می دیدند بشدت امر معروف نمی کردند و احیاناً چون ضروری شد پر کنایت یا تمثیل بوضعی می فرمودند که ولنتین و سے می شد و سبب برنا کردن امر معروف آن بو که خود را از سائر ناس می دانستند و می فرمودند که امر معروف بر علاوه اهل احتساب است روزے بیکے از ازواج مطہر و نسبت بحضرت ایشان بیے ادبی کرده بو و بار باب علم فرمودند که مسئلہ تحقیق کنید اگر در ایمان و سے بہتک حرمت ماقبور سے رفتہ باشد تجدید نکل حکم شخصی عرضه کرد که اگر لجھا کسے این چنین بیے ادبی کند حکمش چنین است فرمودند ما دا خل علما نیستیم در کتاب بینید که اگر مومنتے تہتك حرمت مومنے بکند چہ لازم می شود و حکم آن چیزیت و سرمو از جاده مستقیم و طریق قویم شریعت تجاوز نمی کردند و عمل برداشات مفتی به می نمودند و از امور یکم ظان شیخیت دهان گنجائش می داشت بقول و فعل احتساب حی کردند و آن قدر نظر ہائے وقیق دریں باب داشتند که غفل جیران می شد۔ مثلًا اگر کارے می کردند و دران کار رعایت حقوق شرعیہ کمایل بخی می نمودند گا ہے اطلاع بر اسرار آن عمل نمی شد بعد اذ انکه کشف حقیقت آن اتفاق می افتاد ظاہری شد که نہایت مرتبہ رعایت نا ہمیں قدر است و این چنین می بالیست مثلاً روزے نشستہ بودند وقت نماز در زیبد مصلال طلب داشتند شخصی از حاضران کم پند خود را پیش آورد۔ فرمودند که برجامہ شماماذ گزاروں از ادب و راست پر زین ادا کردند و جامہ اور آنہ اند اخذند۔ عاقبتاً ظاہر شد کہ این شخص بعد از تمام وضو نصف رطوبتی از اعضاء مغسلہ خود بآن جامہ نموده بود و اگر کسے در

لازمت حضرت ایشان تخفیف مسلمانے می کرو چہرہ جائے غیبت بمحروم آنکہ این معنی از دے می فہمیده تعریف و توصیف آن مسلمان بنیاد می کروند۔ پھا نچہ آں کس نیز اڑا وہ تخفیف برآمدہ در توصیف منقوی حضرت ایشان می شد اذ شخصے انواع افعال قبیحہ صادر شده بو۔ پھا نچہ پدر و جدش محضرے بروجوب قتل وے نو شہہ بو وند لیکن قاضی حکم بقتل نکردہ بو۔ عزیزے قبل تجویزے را تعجب و تعیب بحضور حضرت ایشان نقل کرو۔ انواع شفقت و محبت بے ہیچ تجھے دربارہ وے فرمودند۔ ناقل را از مشاہدہ این حال وجد سے در گرفت کہ سبحان اللہ حضرت ایشان مخلوق و متفیہ اند۔ ہرگاہ اذ حضرت ایشان ایں ہمہ شفقت و محبت ظہور می کند۔ حق سبحانہ کہ الہم الراحیں است و سعات رحمت او تا بچہ حد خواہد بو و اذ غلبہ ایں لظر خندہ و عرض ہنود کہ ایں جامعلوم شد کہ گناہ ہے پیدا خواہد شد کہ کسی مستحق دونخ گردو۔ باں عزیز خطاب کروہ فرمودند شما مردم عزیزید۔ شمارا قبایح وے در تعجب می آردا کہ اور اور تقابل نفس خود پنداہیم جائے تعجب نیست۔ شخصے نقل کرو کہ صوفیان حضرت ایشان کارکم می کند۔ و مشقت در مشغولی ندارند۔ فرمودند بیچارہ چپ کشند ما ہم ہیچ مشقتے دیں ام کردوہ ایکم۔ پھا نچہ ہامفت یافہ ایکم اینہا ہم مخواہند مفت یابند۔ اگر اذ هر بیسے امر قبیحہ مشاہدہ می کروند۔ یامی شنیدند تھمت بخود می سبند و می فرمودند کہ اثر بد صفتی ہائے ماست۔ ہرگاہ در ما بدرہما باشد۔ ایں فقیراں چپ کند۔ ہر چہرہ در ماست در ایشان پر تو می اند ازو۔ وقتے میاں شیخ تاج کہ اذ خلفاء حضرت ایشان اند و در سنجھل توطن و از ندو رباب کیکے اذ سنبھلیاں کہ خالی از جذبہ و جذبی نبو و شکایت گونہ نو شنید کہ اہل سنجھل اذ مشاہدہ احوال و اوضاع وے زبان طعن دراز می کند۔ حضرت ایشان در جواب عوایضہ میاں شیخ تاج چینیں نو شنید کہ دماغ خشکی شمارا کہ در رباب شیخ ابا بکر منوہ بو وند خواندیم۔ ایں نوع پیغمبر ہامنہا مقام شفقت و کارشناسی نیست۔ اولیاً اذ کیا محفوظ نیستند۔ ماہر او بیچارہ کہ روزے چند سلوک طریق تصدیقہ کروہ باشد اذ کجا محفوظ و مخصوص شد تا خلاف پیشتم واشت اذ و خاطر لشتو و خصوصاً کہ در اصل دیوانہ و منحر العقل باشد استقامت صفات اذ و نباید پیشتم واشت اگرچہ بو لا بیت بر سد خدا و اند کہ در ایں وقت چہ نامحتقول محتقول او شدہ باشد و صورت صواب را از نظریں پوشیدہ باشد کارخانہ دیوانہ او یگیر است منی پیغید کہ تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است۔ با جملہ ہمہ را در مرتبہ اش معذورہ می باشد و اشت و نظر بر فاعل حقیقی می باشد گماشت بل معیبت وجود را باشد وید۔ ادب شناخت

این است نقوس مختلف اند بعضه آماره بعضه مطہر و بعضه ورمیان که لوامه میگویند آن هم اگر ذوی العقول باشند مطہر نقوس اولیا است. ارباب نقوس آماره را نیز معذور می باید داشت بل بنظر لطف دید و در بر کاره مطالعه بکار باند برو طعن اهل سنجصل را نیز انکار نمی باید کرد بل به نظر حجم در ایشان باید دید که از استفاده امت عقل برآمده اند و شیوه نقوس را فراموش کروه. اگر عاجزه بیک گناه بکند حکم بر ابطالان او چرا که اند و مجموع امور را تبلیغیں چیز احکم فرمایند. الحمد لله والمنة که ملاحت اولیا است ماخود در ظهور این امور طریقہ دیگرداریم. هرگاه ملاحت میرسد و رخود می نگیریم. و یک پد صفتی در خود می بایم و این اشارت را موعظه غصی میدانیم. چنانچه درین ماده نیز در خود نفاق ہاو تبلیغات یا تلقیح و التجا بحضرت کو رحم او بدمیم انشاء اللہ مرتفع شو و. بارے بگوئید که از ملامت سنجصلان چه ضرر لاحق تجوید شد عبادت را قبول نخواهد بود و یا صفاتی توجہ بطرف خواهد شد یاره و رگا و الی خواهد شد چه خواهد شد ہے معمشوق ترا و بر سر عالم غاک، انتقی کلامه قدس سرہ

رزق سے عزیز بے از خلصمان شرکایت حال خود را در ملازمت حضرت ایشان بود که هر احالی پیش آمده بہر چندی دانم که دیگران به ازین احوال دارند ولیکن نفس من بدان مغزور شده است با وجوہ اتفاق خی کنم. آن عجب و غرور از من نبیر و دیکی از صوفیان در ملازمت عالی شسته بود فرمودند این مرد نیز بطور شما گرفتار ہمیں حال است اذ و عطای بی پرسید آن عزیز عرضه کرد که ما ہر دو بجا علاج که ایشان میں خواهند کرد پر بخواهد بود. فرمودند شما ہر دو مردم عزیز بید جاصل ہا دارید لا جرم چیز ہا در خود ہے برینیو ماکیه بیچ نداریم بیچ نمی سینیم. بچه چیز مارا عجب شو و آن عزیز گوید که از استخراج این سخن نزد یک بود که تا و پو و هستی من از ہم بگسلد تا بعجی و خود پیشی چہ رسد. دیگر هرگز گرفتار از ای کونہ عجب نشدم ہے

ساقیان لمحه او پیش شراب اند و ہند

موش گوید گوش را ہاں ساعنہ می کن ساغری

و ازیست ییکے از متفقیان بے شکر که خود بشر و عات مقید نبود پر حضرت ایشان نہ بان اعتراف دراز کرد. بعده دنیل ہائے ناسخان و بجا بپ او ضماع و لباس مرضیه می کرد و حضرت ایشان تحسین شد می کردند می فرمودند که مثل شما در عالم کم کسے یافته می شود. می باید کسے شما را ہمیشه با خود می داشته باشد چن خوب کسی بُوه آید. درین مدت مارا مثل شماست ملاقات نشده بہرچہ تو اضع می کردند. او در

اعترافات قوی تر شد اصلًا بوسے اظہار گرفتی نہ کروند و کچھ خلائقی کار فرمودند با وجود وسیعے لیش تراشی پو و مردے سے بود کہ دریچہ فرقہ اعتبا رسے داشتہ باشد عزیز سے ازدان شوران عمد بوسے گفت کہ آے از خدا بخیر تو پیدا کہ علم تشریع چیست برویکتاب رجوع کن یعنی ہرگز از اولیا خلاف کتاب نیای خصوصاً از مثل حضرت ایشاں کہ از ارباب صحوانیہ اصحاب سکو۔ فرمودند ویں خیزوں مان وجوہ ایں چنیں مردم غمیت است ہم دیں محل طعامے درمیان آمد۔ اور اب اخود نشر کیا کروند و اذاع شفقت و مہربانی فرموند چوں تمام خالی شدند اعترافات دیرا از روئے کتاب ہائے مفتی بہ جواب فرمودند بعد ازاں تا افراد آن متفقہ پیدا نشد گویند از شهر برآمد و روشن حضرت ایشاں شب ہا درایام تحقیف امراض مزمونہ که خادمان اور اصحاب می نامیدند ایں بود کہ بعد از مذاہن خفت کہ از مسجد تشریفی می بروند قدرے مراتب می نشستند۔ چوں ضعف اعضا بیشتر می شد پائے درازی کروند و چنیں کہ چشم بخواب گوم می شد و خادمان درخواب می شرد برمی خاستند و متوضامی رفتند و تجدید و صنو می ساختند و شکر و صنو می گزارند و می نشستند باز چوں اعضا ضعف کروے درازی می شدند ہم چنیں پنج مرتبہ گاہے شمش مرتبہ می شدند و تجدید و صنو کروہ بخواب نی رفتند و احتیاط بلیغ می کروند کہ از خادمان کسے بیدار نشود و شب ہا با وجود انکھ و دو خانہ داشتند بسرون می بودند و اگر میل عنسلے پیدایمی شد درخانہ که نوبت آں می بود می درآمدند و ہمار جانش کروہ بسروں تشریفی می آور وند و خواب می کروند و اہل خانہ نے حضرت ایشاں حقوق خود را بتمام چھتے قسم نیز خشیدہ بودند۔ باوجود آں قدر رعایت قسم می کروند کہ سر گزے فرو گز اشتہ نہی شد۔ چنانچہ درایام غلبہ ضعف و بیماری نیز از خانہ کہ بخانہ یکے از واج فرب مسافت داشت بخانہ و یکر آمدند کہ مسافت ہر دو خانہ از انجا برابر است و آں خانہ وسط تحقیقی است و در جانیکہ شب می بودند سنت مذاہن فخر را درہما نجا گزار وہ مسجد جماعت تشریفی می آور وند و در اوقات دیگر و زی نے مذاہن شام بعد از وضو شکر و صنو گزار وہ مسجد می آمدند و اکثرے از ارباب حاجات ویں راہ عرض چھات خود می کروند۔ قدرے می ایستادند و حاجات ہر کدام رامی شنیدند و پرس جوابے شافی مہربانی می گفتند۔ آں گاہ مسجد می درآمدند اگر در وقت اتساعی می بود تجیت مسجد نیز اوامی کروند والا بفرانص و سُنن متوکله الکتفا می فرمودند۔ ہم چنیں در وقت برآمدن از مسجد ہرگز از اہل حاجات اغراض منی کروند۔ بلکہ بشاشتہ وجہ باینہ اسخن می فرمودند و در جانے سے خود تشریفی می بودند۔ چوں ایں مشمیہ کردیمہ فتحتائے

عظیم یا فتہ بودند شیخیگی در باب حرم سازی خلق اللذ متوہجہ بودند آخراً این معنی بنابر نویستی کم پذیری فتہ بود و از حضرت ایشان قواند ظاہر باطن بردم می رسید و تاویس مریدان جزاً راه باطن نمی کردند مثل سلب حال ورقق انداختن نسبت باش شخص این معنی باعث چندیں تنبیه و فتوح می شد. یکی از مخلصان را بنا بر صلحت دلے ورقق انداختن و ایں مردلاهور می بود و آذل لاهور بصحبت یکی از شیخان وقت تا بدیلی آمدہ بود. چوں ملازمت کرد فرمودند چرا هر راه آن شیخ پیشتر ترقی. طرفه عالیے بران نامرا و گزشت که تمام شب در زنگ ماهی که بر تا به باشد برقیار بود و نعره امیر و دگر یه یا در دنک می کرد چنانچه خواب پیشتم اکثر برایان از ناله او آشنا شوالت شد و از غایت گردید نماز خفتن و بامداد راه آنچنان که بازدستوالت گزارد عکس اخیر ماہ رمضان بود و باران بعد از نماز بامداد حلقه کرد و متوہج بحضرت حق بسحانه نشسته بوند که آن نامرا و دیں جمع و رآمد و گفت آمسهانان برائے خدا در دلے دارم بشنوید. اگرچه هیچ کس متوہج بسخن دلے نشیچه تمام شب گوش هارا پرساخته بود. هر کدام بذوق خود فرسته بودند. گردیاں گردیاں بنیاد کرد که من پیویسته طالب درویشان معتقد و خادم ایشان بودم. شبه بخواب دیدم که ابلق سوار می گزند و مردم در ونیا اومی روند و می گویند که این قطب وقت است من نیز بسر راه دلے دویده ایستادم. آن سوار مبنی گفت که نوک من می شوی. قبول کردم و گامی چند در جلوی او دیدم. عاقبت بر یک کوہی برآمد و از چشم من غائب شد و بعد ازین واقعه پنج شمش سال گزنشت بود و استمار من با خرا آمد که بپریس حضرت ایشان ازان کوچه که نزد یک بنا فده من بود بجان نسق که در خواب دیده بودم گزشنید بجز و آنکه پیش من برجمال حضرت ایشان افتاب شناختم و آذ ونیا رفتم و این واقعه خود را گفته مشغولی گرفتم. اکنون پنج شمش سال است که مجنت ایشانم. الحال می فرمایند که هر راه آن شیخ چوں نه رفتی. آمسهانان برائے خدا بگویند که من چه کارنم چوں سخن با خرا آمد با اهل قلعه وجد سے در گرفت که سرانه پاگم کردند و بی طاقتی همانوند این جماعت که قریب پیهضا و کس بودند یک کس بوسیار نهاند و از سنگ مسجد بعضی بجزئیه بخود شدند و غریور تمام قلعه فیروز آباد بخاست و مکاشاییان چووم آوردند. چوں این عوغا بسمح تشریف رسید مسجد تشریف آور وند فرمودند تایک و گر را گرفتند و مسی اینها فرونشست. بعد از این آن کاهور می آتش زدن را طلبیده از قلعه برآوردند غرض که تمام منظر رحمت بوند و می فرمودند که از ما یکی ضریبی رسداً الامنافع. والحق قواند یکه دیں دو سه سال از آن حضرت بستیفید این رسیده در زمان پیش بسالهایمنی رسید و تفصیل آن از حدیثیان بسیرونست

یک دہان خواہم پہ پہنائے فلاں تا بگویم و صفت آن رشک ملک
 شانے او بدل ما فر و نیا یہ زانکہ عروس سخت شکر فست و جملہ نازیب
 دہر باقی بر مشرب حضرت ایشان آں قدر غالب بو کہ اگر بہ بردامن نزہت لشیں خواب می رفت۔ ہر
 گوش بیدار نہی کروند و منتظر بیدار شدن وے می بودند۔ تازمانے کہ او بخواب بو دے حرکتے نہ فرمودند کے
 دخور ابطور اذگذاشتندے۔ واکثر اوقات باسی تقریب سر ماہامی خوردند و لحاف از زیر گرد بہ می کشیدند
 دہر قسم آشنا تے کہ سابقًا پاشنا یاں داشتند تا آخر بآنہا بھاں طریق سلوک می فرمودند چنانچہ اکثرے از
 آشنا یاں سابق حضرت ایشان را از خود بہ بیچ وجہ تمیز نہی داشتند۔ عزیزیے در ملازمت حضرت ایشان
 نقل کرو کہ بعضے کو تاہ بینان تیرہ منش می گویند کہ مدار مشیخت حضرت ایشان را بر آشنا بیگانہ الافقی
 مرح الامامی قدسی القاب سی شیخ فرید است سلمہ اللہ تعالیٰ وہیشہ در رقعات کہ بہ شیخ می نویسند عنوان
 آں قبلہ گاہی سلامت می باشد۔ از فخر ایں قسم خوش آمد پڑیا است۔ در جواب ایں سخن فرمودند کہ شیخ را
 برماقی ہاست و بوسیلہ وجود ایشان دین را کشاںیش ہا دیدہ ایم والحال ہم و جھی شرعی بولے قطع
 طریق آشنا می یا ہم۔ والا چنان می کرویم و ایں تو شتن راعلٹ ہماں است کہ بہ نوعے کہ از ابتدائے
 سلوک پکے کروہ بودند تغیر نہی دادند و مہمند احتوق سعادت و بلند مشی شیخ سلمہ اللہ و اوصله الی مایمتناہ
 رخصت تغیر ایں عنوان می داد۔ روئے صحفت والدہ ماجدہ خود دیدہ امر طعام چتن را کہ تکفل ایشان
 یوہ۔ بہ بعضے از صوفیاں فرمودند۔ والدہ حضرت ایشان تا چند گاہ بہ گویہ وزاری گزارنیدند کہ از من
 کدام جرمیہ بوجوہ آمد کہ حق سماحتہ مارا ایں سعادت بازداشت عمل بخیرے کہ از دستِ من می آمد ہمیں
 بو کہ بولے حضرت ایشان طعام می بختم۔ آنرا ہم از من باز کر فکر۔ مدتها بیس حال بودند و از نہایت و ایقانی
 وزیر کی دغلیہ نسبت اخلاص و مریدی کہ مرکو زوجہ شریعت ایشان است تو انسنتد اٹھا را ایں معنی کرو بعد
 اذال کہ ایں سخن بحضرت ایشان رسید و امر طعام چتنی بقصد می ایشان گذاشتند۔ باطن سعادت موطن ایشان
 اذال قلق و احتطراب فراہم آمد و ہبہ بی آنکہ زدن محمد صادق کہ خسر پورہ حضرت ایشان باشند و زن شیخ
 محمد صدیق کشمیری کہ بی بی آغا باشد برائے خیر منوون وند و در بعضے امور گذاشتند و نفی اختیار حضرت
 ایشان آنقدر بود کہ با وجود صحفت و دوام بیماری مقید اختیار طعام می بخودند۔ و اگر ناملاائم طبع می بود
 اعماں ایں معنی نہی کروند و بدین شریعت و عنصر طیف از عدم ترتیب و بے قوی بطعم و دوام مشغول ہجستر

حق بسخانه بغايت نجفت بود لیکن رونق پچره و طراوت روئے با آں همه نخافت که بالاترا ذاں صورت
نه بند و روز افزون ہے

خطاب سبز و لب لعل درخ زیبا دارمی ہرچہ بخوبیاں ہمہ دارند تو تنا داری
و ہنگام طغیان فلق گاہ ہے با وجود چندیں ظہور و مقتدا نیت در کوچھا و بازارها انہا بظرفہ بیعتی می گشند
و رسایہ ہاستے دیوار بخاک می شستند و مضمون حدیث کُنْ فِ الْكُنْیَا كَأَنَّكَ عَرَبِیْ، آف
کعابِ ربِیْ سَبَبِیْ لائح می شد و حضور و شہود حق اذ مرایا پئے گرامی می بارید و محقق می شد کہ جمیع اعضا
جد اجد ابنت خاص متوجہ حضرت حق بسخانه اند واستفاضة خاص میکنند و پیوستہ با وجود چندیں فتوح و کشا
کہ آنَا فَأَنَا مَيْدَمَدَ نَدِیْمَشِیْه در انتظار و لفکر و حزن می بودند ہے

و ریک دم اگر هزار دریا بکشی کم باید کرد و خشک لب باید بود
وقتی بیکے از محل صان تقریبے می فرمودند کہ اگر ماریا صفات شاقدینچہ ارباب سلوک می کشنند نکشیدہ
ایم لیکن انتظار ہا و قلق ہا کشیدہ ایم کہ چندیں ریا صفات و محن و رسم آں می بود و از ابتدا آتا انتہا از انتظار
نه آسودند چوں اطوار حضرت ایشان و معموری اوقات پاک تمام و کمال بیان کروں و رطاقت پیشرفت
چیزیت بگفت نیاید و لذتے کہ روح از دریافت معانی و بسط حال یابد بیان ازادا ہے آں عاجز
است۔ لاجرم آنچہ اندیشہ و اوراک نویسندہ از مشاہدہ اوقات استغراق سمات حضرت ایشان
دریافت۔ اگر هزار کتب پرداز و عمر سهم بالفرض مساعدت کند تحریر آن صورت نہ بند و نوش گفتہ ہر
کہ گفت ہے

بیود در کتاب ہا دل و درد از دلے صد کتاب نتوان کرد

للہد الحمد والمنته کہ از دیدار گرامی حضرت ایشان کہ نسخہ اخلاق انبیاء و اولیاء بودند یقینی
واعتقاد سے بیس طائفہ بطريق مشاہدہ پیدا شد قبل ایں ہرگاہ کتب احوال مشائخ فرط الله کردہ
می شد بخاطر ناجتریہ کارمی رسید کہ مریدان سخن را بسط دادہ اند دالا ایں احوال از قیاس عقل بیرون
است۔ اکنوں مفہوم شد کہ حق بسخانه بعضے از بشر را بجلتے میسراند کہ اگر افلاظون و بوجعلی و قیق النظر
عالم آگاہ گردند بنادافی مقرر آیند۔

فصل ثانی در بیان تربیت مسخر شدن طریقہ

عادت شریفہ حضرت ایشان در تربیت طالبان این بود که ہرگاہ طالبے می آمد کہ انہما طلب می نمود چند گاہ دور انداز یہاں می کروند۔ اگر اہل شهر می بود و اگر مسافرے بود و محتاج نام در ایامے کہ باصرار شناور متوجه بودند چند گاہ ناش می دادند بہ نیت آنکہ مردم برائے نام جمع نشووند و کاتے راست نہ سازند و ہرگاہ کسے از ارباب و نیاب رائے فقرار نہ رے می فرستاد بخصلمان خود می دادند و فھرائے بیگانہ را تقدیم می کردند۔ اگر پیچرے باقی ماندے تحقیق می کروند۔ ہر کہ اذ مخلصان غرض حقانی داشتے آئندگاہ ادی اپنے ضرورت و سے بدان کفا پت شد سے عنایت می کردند و امداد مالی چنانچہ بعضے عوام گمان می بودند نسبت بخصلمان بعایت کم۔ و می فرمودند کہ بہر کس ما امداد مالی کنیم۔ لقین و انذ کہ نسبت باد در محبت فتوی سے داریم و نظر حضرت ایشان در عدم امداد تنقیح صوفیاں و تربیت طالبان بودند عدم ہربانی بلکہ نہایت ہربانی نسبت بگرفتاران آزاد و سچیں است و آخر ہا کہ امراضیت و ارشاد متزوک شده بود۔ فرمودہ بودند کہ یا بیندگان ناسہ روز نام بدهند کہ ضمیافت تاسہ روز مسنون است درین میان بعضی سعست طالبان بھی ایستادند و دور اندازی ہاتا ب می آورند الا آنہا کہ طلب قوی میداشتند و ریس کا بچد ترمی شدند بآنها طریقہ می فرمودند۔ بعد از مشغول ساختن اگر محتاج روزمرہ می بودند براۓ آنہا قوت الاموت تعین می شد و نہایت آن یک تنکہ دہلی بود و الایک نیم بہلوی فیک بہلوی از وجہ قرض حسنة کہ براۓ حیلیت لقمه جبلیہ تشریعی است و ایں مخصوص مسافران بودند اہل شهر۔ مگر کسے کہ در یواز حضرت ایشان دائم بود سے واجتیاج او معلوم می شد داخل مسافران روزیہ دار گشت و طریقہ مشغول ساختن این بود کہ اقل استخارہ اش می فرمودند بعد ازاں در خلوتش می طلبیدند و شکھے اذ اشغالی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کہ در رسائل اکابر این سلسلہ میں است می فرمودند و نسبت به بعضے بعضی کیفیات از پیش خود برا مشغولی ہا زائد میکرند۔ چنانچہ در رسالہ خود کہ در بیان طرق نوشته اند افزاد فرمودہ اند۔ قبچے در باب و میکرند و تہمتہ مصروف میداشتند۔ اکثر طالبان در صحبت اول بخیو و شدہ برجائے خود می افتاب و نہ انتہا اثر سے از حرکت و شعور می بود۔ تاہر گاہ کہ صلاح حال آن ہا

سے ایں رسالہ راجح م در رفاقت شریفہ نوشته است۔ رقمہ ۶۴۰ را باید دید۔

می دیدند و راں بے خودی میگز اشتبہ و این حالت بر بعضے ہابنوعی میگز شت که حاضران آنها اموات خیال می کردند۔ باز بر گفکس آن تصرف می کردند بوش می آمد و قول آکشیخ عینی و یعنیت بوقوف حی پیوست بعد از طریق این حالت بخودی و بی شور می اکثر سے آن اخلاق ذمیمه او مهذب می شد و شکسته در کارخانه و جواد اپیدای می آمد پھانچہ مردم از پھرہ او پے بمعانی مخصوصہ او می بردند و ابتدا بتغیر اوضاع و نے امر نمی فرمودند۔ بعد از چشیدن لذت بخودی او خود پوادی موافقت باوضاع مرضیہ حضرت ایشان می آمد ہم چنیں بہر کہ مرحمت بیشتر می داشتند یا غلطی در استعدادش مدبو و بکرات تصرف پر می کردند و بحالت بخودلیش می بردند و آن قدر قدرت بود کہ اگر کسے رامیخواستند و ریک روز بسرحد فنا و فنا نے فنا که مظاہر رُتبہ ولایت است میرسانید و نسبت بد و سه کس این معنی در یافته شده و ہر کسے راطریقے خاص پیش می آمد۔ بعضے را کشف و بعضے را ترقیات در مقام قرب و بعضے را تلوں احوال و باز کشف هم انواع بو کشف حقائق اشیاء و کشف توحید و کشف قبور پھانچہ این خط حضرت ایشان که درین باب بفرزند و برادر میان شیخ احمد سرمندی مرقوم شدہ موئدۃ النست.

قرۃ العین محمد صادق بن خور وار ظاہر و باطن گردد۔ احوال او پھانچہ ظاہراست مستوجب حمد و رفعہ است برہمان حضور خود باشد از غمیت واستغراق اندیشه نیست انشا رالله از شکر لصحو و فنا در شعور اند راج یا بد مولانا محمد مسعود از کشف قبور اعتبارے بر نگیرند کشوف صوریہ محل خط و لغزش است سعی کنند که حضور مع اللہ ظہور یا بد و دوام پذیر و ہر چند کہ عالم صاف شده باشد و معنی نور انبیت نیز از نظر بصیرت استقاطی یافته در کار و سعی باشد که چذبہ خواجها و حضور ایشان فیگر است در ان مواطن از ماسوے نام و نشانے نیست لگاہ بالکلیہ و اکثر بالا صالة توجی است از شش جمیت معرا۔ گاہی جمیت فوق بجهت خصوصیت که عرش مجید راست در وهم می آید و گاہی ہے ہمہ جمیت را یا اکثر را فرمی گیر و معنی وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ فَقِيلٌ بِطَهْوَرِي رسد۔ اگر صور محفویہ و اشکال صوریہ محفوظ شده اند و ہمچوں سراب و خیال بے اعتبار افتاده و در یعنی وقت نزد در یافت خیالیہ صور ہوَا لَوْلَ وَاللَّهُ خَرِیز در میان می آید و اگر و ز وقت فروگر فتن آن توجیہ ہمہ جمیت را یا اکثر را صور و اشکال بالکلیہ محفوظ و صفاتی اتم بظہور رسد و معنی کیس فی الدارِ غیرہ دیوار

در جلوه آید بوش باید بود که کسوت معنویه در میان است لااقل صفت حیات و هستی اکنون یک حقیقت دیگر بنشانند که در وقت ظهور رَبِّ الْلَّهِ عَزَّوَجَلَّ عَنْ زِيَّتِهِ تَحْيَطُّ بَيْزِيَّتِهِ تواند بود که پیشین کسوت در میان باشد و می تواند بود که بالکلیه نظر محبت ش محروشه باشد. بارے حقیقت مقصود در دریافت فراز اک

نمی آید اما عشق و محبت است و تصنیفیه سر از ماسوے داشت حقیقات که در سلسلة الاحرار نوشته شده بخایت فاصله است. درین محبت آنرا اگذارند و مدار برادر اک متعارف بهند حضرت خواجہ نقشبندی

خواجہ پاک نقش پاک نفس قدس اللہ روحہ الاقران

می فرمودند که ہر چیز دیده شد و انسنة شد آن ہمہ غیر است. بكلمة لَا آن را لفظی باید کرد و میان شیخ احمد نیر حائل خود را درین صحیفہ مطالعه نمایند و بدآنند که تا استغراق در حضور ذاتی و وحدت صرف بظهور نمی رسد۔ امّل ایں سلسلہ اسم کفایاں نمی نہند و آنکہ مالگفتہ بودیم که یک درجہ و یک در میان است این است حقیقت این سخنان مشافهہ معلوم پیشود با وجود برائے خاطر شما نوشیتم و اسلام دلکش القصہ ہر کدام از طالبیان واردات خود رخوت رفتہ عرضہ می کرد و حضرت ایشان بحکمت بالغہ الی و وقت نظری کہ من عند المدیا فتہ بودند بمصلح احوال و اوقات وے امر می فرمودند و اگر کسے خوابے یاد اقعده نقل می کرد می شنیدند و در باب خواب گاہے می فرمودند که احتیاج لفتن نیست ہر چیز پر نیست اس است خواهد شد و ہر گز تحسین صاحب حائل واقعہ یا تعبیر خوب لبے بحضورش نمی کردند۔ مگر کہ حالے عالی وارد شدے۔ دراں وقت این قدر می فرمودند که بپوش تا از وست نزود و قدم پر ترنی۔ یہ یکیے از طالبیان مینگام عرض احوال فرمودند

مرغ غم او بحیله شد با ما رام ہشدار که مرغ رام را رام نہیں

یکیے از طالبیان را بنابر مصلحت وے دور می انداختند و می فرمودند که استفادا وے بسملا سل و یکیے مناسب است وے مرگوم ترمی شد۔ بعد از چار پنج ماہ پر وے فرمودند۔ یکیے طالبیان خود خواہیم فرمود که طریقہ بستمابوید وے باین سهم راضی شدہ از سر و انتہا دایید و ارمی بو روز وے میان شیخ تاج الدین که از خلفاء سے حضرت ایشان دراز ہلی متوجه سنبھل که وطن اقامت ایشان است می شدند و بخانہ آن مرد یک شلب نزولے اتفاق افتاده بود اہلیہ و سلطیبے قوی و اشت بآجات شوئے از شیخ مشغول گرفت و بمعتضد استعداد در مجلس او لے اور اینجود می روئے داد و یکیغیت ہائے عظیمش حاصل شد و دراں

کیفیت اخبار ہفت آسمان گفت گرفت سرگرمی آں مرد بحد افراط انچا مید و اذ شخ خوف فی ازمطلب
قشیدہ مرسیمہ متوجہ بلازمت حضرت ایشاں شد و در راه اذکرت شوق افغان و خیزان در زنگ
مسیت طافع می آمد چنانچہ بند ہائے زادو مرافقش خونی شده بود چوں نظرش بر جمال حضرات
ایشاں افتاب مانند خرمیں گل زنگ در کنار گرفت و در صحن خانہ غلطیدہ میکشت حضرت ایشاں
لختے خود را بطور اوگزا شتند گاہے بر بالا تے دے می شدند و گاہے در ته دے و آزار ہابید
شرفی و عنصر طیف راہ یافت چہ او مردے زبردستی بود و در کنار گرفته بر خاک می غلطید و از در و
دیوار مضمون ایں بیت می تراوید

ہزاراں دشمنے شد پاسیم کان تن نازک شو و آزد ده گرامد ریش بند قباجنبد
عاقبت فرمودند بیاریج کارے ہم داری گفت کارے که دارم ہو دارم و مقصد و مقصد و من
توئی فرمودند پس مارا خود میکشی فائدہ نہ کرد آن گاہ فرمودند بجانب روئے من پریں بمحروم دین
از جائے برجست و بخاک ادب نشست و از پری جو گفت نداشت ہا کشید و سٹے گوید کہ آن روز
که در پیمان حضرت ایشاں چیزیں ہیزم کہ ہنوز لذت آن فراموش نشد و عبارت و اشارت اذ شرح
آن قاصراست ذائقہ عی خواستند تصرفی کنند یا خارق عادتے بنایند بخود نسبت نمی کروند بتائے
یا بقصہ محوالہ می فرمودند مثلاً اگر در بیمارے میخواستند تصرف کنند و اورا ازان بیماری برآورند
کتاب طب می طلبیدند و از روئے آن داروئے می فرمودند و ہمت بجانب دے می گما شتند
بمحروم دیگر آن دارو گاہے پیش از استعمال صحتش می شد چنانچہ طبقے از قلعہ فیروز آباد بجانب
دریا کہ از تھار آن زیادہ از نہ قدر آدم باشد افتابه بود و از راه گوش و بینی دے خون می آمد و
نفسش تنگی میگیرد ما در ش اور اور نظر مبارک در آورد پریں حال شفقت فرموده قدرے متوجہ
باطن حق موطن خود شدند و کتابے بدست گرفتہ و فرمودند کہ دریں کتاب پیش نوشته اند کہ اذند
خواهد ماند آن طفل تا امروز زندہ است و از مشاہدہ احوال دے سیچ عاقل بزندہ ماندن اونتی کرد

شب پا نزدِ ہم ماہ شعبان

روزے در اوائل ہاکہ نومہاشائی

ایں کارخانہ بلند قدر بودم و در ملازمت گرامی ہو سن کارنہ آمد و رفت میکردم بخاطر آوردم کہ اگر امر دز اشرا ف کفند و مرابخوند کشت داخل خادمان عالی گردم لااقل سختے از مرغبات راہ بفرمایند۔ شب پا نزدِ ہم ماہ شعبان فرمودند امشب شب برالتست و کسلسلہ شما یعنی پیشیہ نمازے کہ درین شب مسیگزارند چند رکعت است عرضه کردہ شد۔ صدر رکعت و برویتے و رکعت ہم آمدہ۔ فرمودند اگر شق آخر است شاید ما ہم تو انہم گز ادو ہم درین محل فرمودند مثل ما بیش گاؤ میماند و آپخان است کہ شخصے از پیش خود پیشید کہ ہر گز بیش گاؤ بودہ پیش گفت معنی آن بحیثیت گفت کسی از خانہ برآید و بگوید بے آنکہ رنجے پکشم گنجے بیا یہم گفت بابا نا بودہ ام ریش گاؤ بودہ ام ما ہم نا بودہ ایم ریش گاؤ بودہ ایم۔ یکیے از صوفیاں لفظ کر دکہ روزے بخاطر آوردم کہ هر اخذ متنے فرمایند و از بازار پیزیرے ماکول طلب دارند ناگاہ کسے طلب من آمد فرمودند براستے ما از بازار تربیز بیار عرضہ کردم کہ معرفت تربیز چندانی ندارم۔ فرمودند ہر کلام کہ پر نیم تو خوب باشد بیار و عادت تشریف این نہ بود کہ دراستے خادمانے کہ متین این چنین خدمتہما بودند بدیگیرے بفرمایند خصوصاً بخود رآمدگان این طرق و این مرد فران وقت از جملہ نو درآمدہ ہا بود و ہم دنے نقل کر دکہ فصل زمستانی بود و پوششے نداشتم الائچتہ یہ لحافت کہ با اہلیہ خود شب ہا می پوشیدم و از تیگی میعیشت قدرت لحافت ساختن معدوم بود شے از اہل خانہ خود بخالتے کشیدم کہ بخاطر این ہامی رسیدہ باشد کہ بطریق یہ جمیتی کارافقادہ صبا حش کہ در ملازمت حضرت ایشان نماز

بجماعت می گزاردم۔ در اشائے نماز نیز خاطر شبینہ آمد اور انقی کرم بعد از فراغ نمازوں نظر حضرت ایشائیں بمن افتاو۔ پسکے از محل صان کم معاملہ انحرافات متعلق باشیاں بود فرمودند که از یاران ما پیر سید ہر کہ الحافی یا جامد نداشتہ باشد یا اہل خانہ وی نداشتہ باشد ہر طور کہ بگوید ساختہ بد ہمید و سر کس دیگر نیز ہم احتیاج من ظاہر شدند و بما یحتجاج رسیدند گوید ازان باز ہمیشہ ترسان بودم کہ مبادا خاطرے بیاید کہ وجہ گرا فی خاطر اقدس بود و برہم زن مقاصد سعادت مندی گرد و قوت علمی و قدرت بر اقسام سخن خصوصاً در علم تصوف آن قدر بود که فضلاً تے وقت که سالہا درس علوم گفتہ اند استفادہ تا می عظیم می کردند۔ رد ذرے سے غریبیے التماں کرد کہ برائے تشرح رباعیات کم مسمی بسلسلة الاحرار است و در ای و لابتا زگی تو سید فرموده بودند تاریخ اتمام گفتہ شود۔ در ہجاء مجلسیں دوات و قلم طلبیہ نوزده تاریخ برائے آن رسالہ املا فرمودند۔ دو تاریخ بیاد محروم بود برائے تمثیل ایراد یافت باقی در آخر سلسلة الاحرار سطور است کیکے تجزیع فصوص حکم "دوم نظم و جوب" و مع ذکر بہت رعایت ظاہر شیریت ازین تصنیف خود کہ سخن وحدت وجود در انجاب خوب ترین ندقیقات میں است ناداضی بوند و می فرمودند از ما این تصنیف خوب واقع نشده و می فرمودند کہ محقق شد کہ درائے طرق توحید را ہے است۔ وسیع و راه توحید نسبت بآن شاہراہ کوچہ سنگی بیش نسبت و این نوزده تاریخ دیک مجلس نوشتہ از قدرت اکثر عقول پیروں است خصوصاً با عدم ممارست و کمی ورزش بلکہ خارق عادت است و پھر احتیاج براثبات خارق کہ وجود حضرت ایشائیں تمام خارق عادت بود ازین جا نسبت سخن شیخ الاسلام پیر سرات قدس اللہ تعالیٰ سرہ بہیا و آمد کہ در نفحات وربا بیکے از اکا بین ایں طائفہ زیبا گفتہ کہ فے رانہ بستایند بکرامات و نہ پیارا نید بحال و مقامات کرامت و حال و مقام وقت در دست او شجرہ بود۔ بلے

ورول ہرنہ کر حق مرزا است

لئے مصنفوں ایں رسالہ آن نوزده تاریخ را بعد از اتمام رسالہ یطور ضمیمه در آخر نوشته آن را بصغیر
۶۵ باید دید۔

لئے عدم رفع غالباً آن است کہ ممکن کے اہل بدیع و ضلال است نشوی وچہ اینہا مسئلہ وجود را پیشو اسے بدی و پید کرداری خودی سازند ۱۶

انتقال پر ملال حضرت ایشان

حضرت ایشان رحمۃ اللہ تعالیٰ تباریخ بیست و پنجم ماه جمادی الآخرہ سنہ یک ہزار و دوازدہ او اخر روز شنبہ رخت آقا مدت بدار القرار کشیدند و روز یک شنبہ بیست و ششم در شمال رویہ قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بپریون قلعہ سلطان فیروز کہ برائے مجاوہ دان قدم گاہ ساختہ والا ان آباد است مدفون شدند۔ محمد سطور در مرثیہ حضرت ایشان ایں ابیات مرقوم فلم خونیں رقم گردانید۔

نظم

زین غم بخون دیده نشستم چو لاله ندار
دل پر گرفت ازین چمن آں تازہ نوبهار
کو غم کہ داون خود بستاند ز علیش من
ایں یک دو روزہ عُمرہ مداری بیں منہ
برحال خویش گریب یکنند مرغ ایں چمن
از ہم رہست قافله در نیمه رہ منند
خوشخواں سر و دہاست درین کہ چوں جرس
برخون خلق چسمرخ دہمن باز کرده است

کان قطب نہ فلک به دل عرش جا گرفت
خلوت گزید باحق و جام بفت گرفت

امشب کہ نالہ بیبل خاموش تازہ کرد
آہنگ گریب من مدبوش تازہ کرد
ہر نالہ ماتھے دگر افسود بہ دلم
جو شش دروں کہ از دم سردم فسردہ بود
شوریدہ حکایت آں رُخ نہفته گفت
آشتنگی پر سینہ بلا نوش تازہ کرد

اک خواجہ کہ از دل عرّاے ہوش مند
آئین شرع و قاعدہ ہوش تازہ کرو
وز بھر حلقتا تے غلائیش مہرو ماہ
ہر روز سبقہا تے بہ ناگوش تازہ کرو
اپنیک روزگار بر آمد پیام چیخ
ب ماہزاد در فراموش تازہ کرد
یک رہ خبر دہید کہ آں نو سفر چہ دید
بر آونج نہ پسہر بیں آں قمر چہ دید

اک ہادی نہانہ رُخ اندر نقاب کرو
زین شیوه خان و مان جہاں لاخاب کرو
وز بھر روزگار ندیدست کس بخواب
زین صعب تر نمکے کہ دل و دیدہ آپ کرو
ور کام علیش زہر تکست از فراق او
عشرت بجام و شیشہ خود خون ناب کرو
خود وصل بر گزید و بہ بیاراں فرق داد
ہر کس کہ ناہما جگر لیش ماسخنید
خود بادہ بخورد حبگر ما کباب کرو
شب را تمام روز قیامت حساب کرو
کاں بخت ارجمند بہاں عزم خواب کرو
بیدار باد دیدہ بحربت گزین ہوش

خون شد دل پسہر ز بیار خفتتش
در زیر خاک باول بیدار خفتتش

داماں کشیدہ سرو ایں بوستان چراست
کہ گلاب شگفتہ رعنانہاں چراست
پہیانہ عراو حرفیں اں نہ کروہ پُر
کشیدہ سرو ایں بوستان چراست
پژمردہ گشت غصتہ امید بے رخش
آں مایہ جمال جہاں گر سفند نہ کرو
آں نو بھار تازہ اگر رُخ نهفتہ است
افسردہ خاطر از چمن آں باعماں چراست
افسردہ زنگ روائق روئے جہاں چراست
کھما جگر فکار ز دست خزان چراست
آں نو بھار تازہ اگر رُخ نهفتہ است
از هفت باهم چیخ اگرہ سنگ غم نہ ریخت
آں آفتاب اوچ ہدایت اگر نہ خفت
ایں تیرگی تدوئے زمین زمال چراست
آں نجھ شایگان کہ نجفت است زیر خاک

از مخلصاں نیاز بدایاں آستان پاک

گویند خضر وقت و مسیح زمانہ مرد
خود شید نو دگستیراں هفت خانہ مرد

محشوق دهربود و لے عاشقتانه مرد
چوں آل مه دو هفتة د فرد بیگانه مرد
پیهات کاں طراوت زیب فسانه مرد
خول درگ ترانه چنگ و چغانه مرد
ساز طرب شکست و نوائے ترانه مرد
کاں روح بخش زندگی جاودانه مرد

چوں نوع دس وصل در آغوش پر گرفت
از بس حلاوتش لمب خاموش پر گرفت

گلدسته که بود به دست چمن نماند
چوں در زمانه یوسف گل پیرین نماند
کز بخشش گریه، سیچ دماغ سخن نماند
آل گل چو روح نهفت زبال در قم نماند
در گشنیز شاطلب نغمہ زن نماند
کاں شمع بنیم قدس درین انجمن نماند
خورشید گومماں پوشش خشایه من نماند

دل خول کن زمانه غم خواجه باقی است
جان کاه عاقبت الهم خواجه باقی است

شد ختم مرثیه ازی دشیا و دیں برو
زانست گریهای زین و زمان برو
دل بسته بود چوں فلک چارمیں برو
کز بام ریخت زبره گل یا سمیں برو
گل چاک کرد پیشین ناز نیں برو
صلح صدر است در چگر انگلیں برو

پوشیده حشم یکره و شد زنده اید
الله مجتبیش هوسنم جمشده مرد باد
ناند بکعبان چمن از فراق او
زگب رحم شکسته تو آمد ذجام دل
زندگی ازال نفس که ریخ خود نهفت وست
بو حکم و هم دیده کوتاه بین مگوے

چوں نوع دس وصل در آغوش پر گرفت
از بس حلاوتش لمب خاموش پر گرفت

آوخ که شهسوار زین وز من نماند
یعقوب وار دیده به کوری پسرده به
آشتفته گشت خاطر مجر و حم آل چنان
دل شاد بسل که بخود صد ترانه داشت
شد بگ ریز لاله و گل از خزان ده
ده راز فراق چوں شب دیگور تیره شد
آل نور قدس روشنی از دید بو گرفت

دل خول کن زمانه غم خواجه باقی است
جان کاه عاقبت الهم خواجه باقی است

از حق هزار نکونست و آفسنیں برو
چوں ما در زمانه ندارد چو او پسر
بر بام خود کشید پنه فخر چوں سیچ
دانشم آنکه بود پو من عاشق رخش
بلبل نهفت در غزلش خجر و سنان
دلها بخاک او پوگش پرشکر گرد

برفت در در و او نتوانیم گریز کرد گریند تا به حشر شهور دست گینیں برو
آه این چیز ما قم است که خون جنگ گرسنگ سوخت
هر لحظه ام بد رو داشتم تازه تر بسوخت

لُوْزُوهَةَ تَارِيخِ اَذْاتِهِ اَنَّمَّا رِسَالَةُ تَشْرِحِ رُباعِيَّاتِكَ هُمْ مَنْ سَلَّمَتْ اَلْاحْرَارَ اَوْ ذَكَرَنَ صَفَحَهَا مَذْهَبَهُ

(۱) هو الحكيم الفتاح المصوّر (۲) لوح حكم موجود يه در کلم تقشیدی (۳) العدد تعالیٰ
تقاییش پدیداد (۴) وجہ عکس مرآت الصفا (۵) حظ وجود مولی (۶) فیوض علیما (۷) حل کلم
خواجہ پارسا (۸) ظل حی موجود (۹) بل ظل حی وجودی (۱۰) ملحوظ وجودی (۱۱) منافی بصور حدوثی
نظم وجود (۱۲) جملگی امراء احباب توجید (۱۳) تحریر فصوص حکم (۱۴) فصوص الحکم بے شغل
(۱۵) لمب مقدمات نقد فصوص (۱۶) فیض وجود بهام الدین (۱۷) شیخ مکمل باود (۱۸) صَلَّی عَلَی
اَنَّمَّا الَّذِوَّاْرِ وَ اَهْلِهِ -

رساله شرح رباعیات سلسله الاحرار در سیمه هزار و هفت به اتمام رسیده و این
تاریخ از متممات و مکملات آن رساله شریفه است -

٤٩

مکتبات

مشاد و هفت رقابت شریفیه

از خواجہ نواحی کان قطب جهان حضرت خواجه نوید الملة والدین الرضی ابوالوقت
محمد الباقی المعروف به حضرت خواجه باقی بالدین قدس اللہ عزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اکثر اصحاب ایں ترتیب مشائخ خود بخبر نداشتند. از غلبۃ ظہور احوال و علم مجلس عالی
اگرچہ در خاطر ہامی گذشت آماں نی تو انسنتند کہ ایں فتنہ مقاصد را بعرض رسائی نہیں. پہنچاہ بعد
از مدتی ورد پیشے از درویشان عہد النہاس بیان مشائخ ایں سلسلہ شریفیہ نوود و مقاصدے
برائے ہمیں بعرض بخدمت فرشاد و حضرت ایشان بعلم خاص تو شنید و سبب خوش حالی ہائے
تمام شد.

ا۔ پیر الماءں درویش

از تبااط ایں بجاصل از جیلیت مصافحہ و تعلیم ذکر و مراقبہ سلسلہ نقشبندیہ قدس اللہ
تعالیٰ اردا ہم بخدمت عالیہ ذوالبصیرت والبصارۃ منش الحضور و منبع الصد و المنشی باصر الطریق
مستقیم و المتنزل فی الخلائق اعظم مولانا خواجی علیہ الرحمۃ و ارتباط ایشان بوالد بزرگوار خود مولانا
درویش محمد است و ارتباط مولانا بخال خود مولانا محمد زادہ است و ایشان را انتساب بخشم الکبار
النور الاتعم والدرم الاعظم اعظم کامل للشجرۃ الزیتونیہ

آن سرافیل عز و ناز از علم ملک الموت شخص آز از حلم

خواجہ عبید اللہ احرار است و سبیلت بعیت و تعلیم ذکر حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی اسدی

له آن سرافیل سرفیل از اعلم ملک الموت شخص آز از حلم

ویعیت و تعلم ذکر و استفاده از خواجہ بزرگ خواجه نقشبند است و تعلم ذکر و تربیت صوریه نخواجہ بزرگ از سید امیر کلال است لیکن پیر محنوی و پستان عحقیقی ایشان خواجه عبد الخالق عجد و افی الهمایا حضرت امیر و خواجه بهمال خواجه محمد بابا سماسی و خواجه علی رامینتی و خواجه محمود الجیب فخر محنوی و خواجه عارف ریوگری علی الترتیب المذکوره من المؤخر ای المقدم واسطه طریقه و فیض اند تعلم ذکر خواجه بهمال ابتداء از خواجه زندہ دلال خواجه خضر است و تربیت ذکر و افاده متتابع ای ذر و دل الکمال والکمال از امام ربانی خواجه یوسفت همدانی است و نسبت ارادت و خدمت امام به شیخ ابوعلی فارمدی است و نسبت ذکر و استفاده محنویه ایشان به شیخ ابوالحسن خرقانی است لیکن شیخ ابوعلی را بعد ازین نسبت نسبت خدمت و صحبت و استفاده شیخ ابوالقاسم کر کافی نیز بوده و پچول نز و محققین پیر سره است پیر خرقه و پیر ذکر و پیر صحبت و پیر صحبت اتم و اکمل است و را ای تباطط پیر حقیقی همان است لا جرم نسبت شیخ ابوالقاسم نیز آورده
چه ایشان نیز پیر صحبت شیخ ابوعلی فارمدی اند و خدمت و ریاضت بسیار و رجح تربیت ایشان کشیده اند و کار را به نهایت رسایده نسبت شیخ ابوالقاسم تا امام علی موسی الرضا اسلام اللہ تعالیٰ علیه و علی جمیع عباد اللہ الصالیحین مشمش واسطه وارد ابو عثمان مغربی - ابو علی کاتب - ابو علی روبداری سید الطائفه جنید بغدادی پسری سقطی معروف کر خی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین - همچنین شیخ نعروف کو خی را بعد نسبت امام زهایم نسبت به واؤ و طائی و جلیب هجی و حسن بصری نیز نسبت نسبت معتبر معروف نسبت امام زمان پیر سخن بیانیم - شیخ ابوالحسن خرقانی را نسبت استفاده و اخذ طریقه از روحانیت سلطان العارفین با نیز پیر طاعی است کینشیبه او کیمین من متبیع الانو ارعکلیه افضل الصلوات و اکمل التحیات و همچنین نسبت سلطان العارفین بر روحانیت حضرت امام جعفر صادق است و آنچه معروف است اند خدمت و صحبت غیر صحیح است و نسبت امام صادق با وجود اوار و راشت آبار کرام خود بجد مادری خود قاسم بن محمد بن ابی مکرا است - ایشان در تابعین از فهای سیده سیده سلسله نقشبندیه ازین راه تنزل نموده و حضرت قاسم منسوب و مرلوط به سلطان فارسی اند و سلطان فارسی درین نسبت و طریق منسوب به حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و رحیم علی
له و استاد پنه مراد امام زهایم حضرت موسی الرضا اند

جَمِيعُهُنَّ تَوَلَّ بِهِمَا وَالصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامُ الْأَيْمَرَ وَهُوَ عَبْدُ الْمَلَكِ سَيِّدُ الزَّمَانِ بَعْشَدَ
الْقَطْبِ وَصَارَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطْبًا وَهُوَ الَّذِي يَكُونُ فِي كُلِّ
وَقْتٍ مُبْتَدِئًا وَيُسَمَّى بِالْغَوْثِ سَيِّدُ الزَّمَانِ - وَإِمَامُ الْعَهْدِ وَالْقَطْبِ بَعْرَةُ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَبَعْدَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ وَبَعْدَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَمُ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهُهُ وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بَابُ
مَدِينَةِ الْعِلْمِ وَخَتَمُ جِهَةِ الْخَلَافَةِ وَبَعْدَهُ حَسَنُ وَبَعْدَهُ حُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُمَا كُلَّهُمَا فِي هَذِهِ الْمُقَامِ سَيِّطَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمَا هُكَذَا - هَكَذَا
قِرَرَ عِنْدَ أَسَاطِيرِ الْكَشْفِ وَعُظُمَاءِ الْمُشَاهِدَةِ - وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى -

این کتاب بجناب خلافت پناه منظر الطاف الی امیدگاه مریدان و مخلصان ایں خاندان
میاں شیخ الہادی ثبتہ اللہ علی مسند الارشاد نوشته شد -
لما برادر ارشد میاں شیخ الہادی - ایں دعاؤ گوتے معتقد خود را بتجربہ امدادی منودہ باشد،
با این تہمپر پیشانی او ضماع و بے استفای متنی کمال بیهی جیانی است کہ سخن تصویفت در میاں آریم و از
وقایتی طریق انجذاب حقائق منتهی کشف تحریر نمایم -

ع از خود بطلب برآ پچھے خواہی ہستی

بِرَحْالِ يَكِ وَصِيرَتِ مَنْ كَنْهُمْ بِرَشْمَا بَادِكَ آنِزَا آذَ وَسَتْ نَدِنْدَ - أَنْسَتَ كَهْ جُوْنْ مَا هَرْزَهْ كَوْبِيَا بَالْجَهَّا
نَبَا شِيدَ وَخُودَ رَبِّ تَبِدِتَ خُودَ بَرِّ وَزِيدَ وَآنِزَا عَزِيزَ بَدَارِیدَ کَهْ أَعَزَّ مِنَ الْكَبِيرِ بَسَتَ الْأَحْمَرِ استَ فَاقْتُمَ الشَّاَمَ الدَّلَعْنَى

لهم ادا زاد امام ہمام حضرت موسی الرضا اند له قوله امام الائیر انما ایمما مان هما الشخصان اللذان اخذتهما
عنی یکمین الغوث آبی القطب و نظیره کو فی المکلوٹ و الکاظم عنین یسارت و نظیره کو فی المکلوٹ
و هو علی من صالحیه و هو الی کی خلف القطب - ۱۶ - اصطلاحۃ الطویلۃ تصنیف کمال الدین ایں العنام
عبد الرزاق بن جمال الدین الكاشی السمرقندی رحمۃ اللہ
رحمہمہ اول زید نوشۂ وحاشیہ و دم بیانش کتاب نوشۂ است -

ہرگاہ انہی ساتھ وہ سست و ہر تفصیلے خواہم تو شت تا عزت آں نسبت کمابینجی متعلقہم شتو و

پیش از این که جناب عالی مقام ارشاد پناہ میباشد شیخ ناج الدین بحضور خواجہ ناصر بو طگرد وند
پالنماں مخلصے ایں کتابت را برائے ایشان نوشتمند و در این زمان مشاور ایپہ در سلسلہ شریفیہ عشقیہ سلوک
نمایم کرده با جائزت پیر کامل مکمل مخصوص و مجاز شده بودند لیکن از روئے سعادت و بلندی استعداد بعد
از رسیدان ایں کتاب بخدمت حضرت ایشان رسیدہ بکمالات دیگر مشرف شدند و باں قدر ترقیات و
تصفات مشرف گشتند که از دائرہ نوشتن پیروں است و هرگاه که از وطن آقامت بخدمت پیر و شیخ رسید
اکثر بملکہ و ائمہ بهم خاگی و شرف حضور مشرف می بودند و ایں دو امام تیج یکے از اصحاب کبار را غیر ایشان پیش نشد
و ایں وجہ و وجہ بسیار محبوب طائف و خدام آں آستانہ می بودند۔

لله عرضیه سرگردان مملکت محمد باقی اشتباق قدیوسی سائران طبق انتباہ و متوجهان حضرت الہیسا
است برآزندہ حاجات باسهل وجوہ پیش کناد.

شندو دیم کہ روزے چند خلوت خانہ نہ اجھے حسام الدین احمد رامضانی و اشیر انداز باز ماندگی خود دوڑ
یافت۔ بعضی از اجھا صورت قبض و بسط در ہم آئیخت۔ آسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ جُنُبٍ كَمَا كَرَّ اللَّهُ قَلْمَب
سبیل عادت پر بر طبع و بالبس آف داعم می نماید مقصود اظہار تحریر و خبرائی باطن دست ناپود کہ و لے را بہ
نیاز روئے اندر دو ما شفقت پیدا شو و ہمئے بگمار دو تو جھی نماید بہت سے

لے عذایات حق و مخاصم ان حق گرملک پاشد سیاہ ہستیش ورق

عنایات بزرگان و اتفاقات خاطرالشان سرمه سعادت‌ها است و در راه مستغانم
آگاهی ساز و خصوصاً که این توجه بصیرت و نشست و پوخته جمع شود آنسته بیار می‌سپارد متعالی
اسرار و اطوار است

نارِ خندان با غ را خندان کند

لخته مردانست از مردان کند

حمد و معا احاصل این وطن سلوک و جذب است. هرگاه پر کت اخلاق خالص باطن طالب کسبت
جذبیل و محبت ذات است بکند و قوت گیر و سلوک که نفی صفات بشریت است بکم جذب همن جنی باشد.

الْكَنْجُونِ تَوَازِيْنِ عَمَلَ الشَّقَلَيْنِ۔ وَسَتْ وَهِدْ بِكَمْ اِیْنِ رُوشْ خُو شَرَازَانِ سَتْ كَرْ بُخُودْ لَفْنِي لَوازْمِ لِبَشَرَتْ
كَنْدَ۔ عَدِ مُعْتَدَلَ وَرَصْفَاتَ نَگَہِ اِشْتَقَنْ كَارَبَسَهْ اِسْتَتْ نَهْ بِقَوْتْ بازْ دَسَهْ سَالَكَ۔ الْغَرْضَ اِشْتَقَاقَ وَ
اَرْزَوْ مِنْدَهْ بِحَکَمِ اِیْنِ اِيمَانِ نَسْبَتْ بِهِمْ وَوَسْتَانِ حَقِّ دَارِيمِ حَقِّ تَعَالَى رَوْزَمِي كَنَاوَ۔ عَزِيزَيْنِهْ مَيْ گَفَتْ
كَرْ ہَےْ سَعَاوَتْ كَهْ طَالِبَ مَلَاقَاتِ اِیْنِ طَائِقَهْ رَاسَتْ كَهْ اَگْرِيَافَتْ خَدَاهَا يَا فَتْ وَاَگْرِيَافَتْ شَقِيقَ يَا فَتْ
الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَالِكَ التَّمَاسَ اَنَّکَهْ نِيَازِهِنْدَهْ مَيْ اِیْنِ سِيَاهَ وَلِعَمْ صَارَعَ كَرْ دَهْ رَا وَرَمَا بِهِ مَزَارِ حَضَرَتِهِمْيَانَ
ظَاهِرِ سَازِهِنْدَهْ وَاسْتَهَا دَهْ بِكَنْنَهْ۔ وَالسَّلَامُ وَالاَكْرَامُ

پُول جناب عالی مقام ارشاد پناہ میاں شیخ تاج الدین بنا برو و بعضے واردات و مستی ہا
و بے نیازی ہا بملاحظہ وید مصلحت مسٹر شدال بے اجازت عالی صلاح دران ویدہ بووند که از سلاسل و گیر
که بغیوض آن آشنائی ہا داشتند۔ بعضے رازدار ان طریق تزییت کنند و نیز خود را بے حاجت واویسی مشرب
میدیدند اما ایں معنی را بکسے ظاہر ہنی کر دند برائے ایشان ایں کتابت نوشتہ شدہ بو۔

۲۳۔ بِشِیخِ تَاجِ الدِّینِ۔ وَفَقِیْكَ اللَّهِ تَعَالَیٰ فِیْمَا يَجِدُهُ وَیَرْضَأَهُ۔ بَعْدَ اَذْادَاءِ مَا وَجَبَ
عَلَى الْحَسَبِاءِ مَشْهُو وَصَنِیْرِ مِنْهِرِیْ مَگَدَانَد۔ فَقِیرَ اوْرَبعَنْسَهْ اِذْخَوَابَ ہا چنان می ناید که باطن شمارا به فقیر
یک نوع عدم القیادے و طغیانے ہست ظہور ایں و قائم بعد از بیماری فقیر است۔ در ایں وغنه که
آمدید شرم آمد که بایں نوع چیز را توجہ نموده انہمار آن نایم مقصود حق است اگر جواب ما در میاں نباشد
نُورَ عَلَیْنِیْ نُورُ ہیْ لیکن پُول سنت اللہ بِاعْتِبَارِ وَاسْطَه وَبِزَجِیْت اور فتہ از وچشم پو شیدن و او را
در میاں ندیدن هورث عدم ترقی است اگر بنا گاہ بحکم یقین اخراج فے در باطن واسطہ پیدا شود برکت از
میاں بُخِیْر و بِهِرِ حَنْدَهَا لَفَارَانِیْ لَدَیْدَهَا لَیْدَهَا اَدْصَافَهِ مَقْرَدَه است و بی شبه ایں طریق پیش ہند او رسول
نامرضی و نامقبول است ادب معلم اطفال تا پھر حد زنگاہ باید و اشت۔ استاو طریقت که ناؤ دان فیض و
بُستان کشف و شهو و باشد ہر آئندہ بر ذخ الوہیت خود خواهد بود

عَلَیْ پَیْرِ مِنْ وَخْدَائَهْ مِنْ اَذْتُوبَحَنِ رَسِیدَه اَمْ

مِنْ لَحْرِ مِیشَکَرِ النَّاسِ لَهِ بِیشَکَرِ اللَّهِ۔ بِارَمِی دَوْرَجَه است۔ در جه اوں آنکه ہمیشہ مستعد
مستغیض باشند تا باب ترقیات بے نہایت مفتوح باشد و ادب ایں معنی را کمایل بعنی رعایت نمائند

تا برخورد اری و برکت کامل گردد. درجه دوم آنکه بر تقدیر یا نکره مادر میان نه بسیار و گمان برید که از ازدواج طیش خواجهها بے واسطه مستقیم ضیم نیز ازین ابانداریم. هر خدکه خلاف واقعه است و مورث بے برکت در اتباع مسترشد ایلکین حفظ طریقہ خواجهاد استفاده در توجیه ایشان و عدم خلط باطنی و یکون ناگزیر است و ازال بایسیح وجہ چاره نیست. ایں طبقه در غایت غیرت و نازکی اند. شما کتب محققین مطالعه نکرده اید. طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بایسیح تفاوته طریقہ ایشان است اخفا و عدم انتیاز از خلق نیکستگی و متواضع بودن و خوار و دامنه عوام اند اختن اکتفا بیسن محتاوه نمودن و با سایر ظاهروسل نمودن طریقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است. چنانچه شیخ بکیر محی الملة والدین محمد بن الحرنی در کتاب فتوحات مکیه می گویند که بذالمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر الصدیق و من المشیخة ابو زید البسطامی و صدرالبغدادی القصار و ابوسعید الحزنی و من سادات بذالمقام ابوالسعود و بذاحالنا. باقطع نظر ازین شما بررسیده ایں باع وید و نائب ایں گنجوان شمارا ملزم آستانه ایشان بودن و بر مرضیات ایشان قدم استوار و اشتمن لازم و واجب است و السلام علی من اتبع المهدی

ایں عنایت نامه هم و رایا میکه جناب مستطاب عالی مقدار میان شیخ ناج از مستی هاست و دید کمالات خود ترقی نه فرموده بودند. بدئے تربیت ایشان صادر شده بود. بعد ازال آنچه باعث بر ایں کتابت ہا بود. ایں بود که از برکات توجیه شریف از وساوس ولغوش هاست خود نائب گشتند و آخر بخیر انجامید.

۵- به شیخ ناج الدین حق بسحانه و تعالیٰ برکات تامیه ابدیه روزی کناد مجت نامه که مصحوب نظام مرسل بود مطالعه نموده شد. از شورش ہا عجب آمد. سختی نوشته بودیم اگر خلاف واقعه باشد فهو المراد باری وصیت آن است که اگر صفتی از صفات ما را مخالفت پایند. پاچه و رخیال شما کمال قرار گرفته تکیه باشند که اطوار مختلف است. بعض از معانی آنها یعنی هُوَ الرَّجُوعُ إِلَى الْبَدَائِئِتِ مرجع طور بی تکلفان و عوام روشان است و همچنین اگر در خاطر آید که اهل ارشاد را کشف والهامی پاید آن نیز اصلی ندارد. اهل ارشاد بعد از فنا دلیقا مظہر اسم العیم والجیم والمتکلم می پاید که باشند چنانچه در کتب آنمه طریقت مقرر است و همچنین همیشه خود را اینیاز نمند و مستقید بدارد یا ابتلیج

مُسْتَرْ شَدَ مُرْتَشِدٌ بِهِ يُشَيْهَ اسْتَ وَآنْكَهُ مِيْ گُوْتَنْدَ آکْنُوْ حَاجَتْ فَلَانْ ازْهَرْ شَدَ بُونْخَاسْتَ - ایں معنی دارو
کہ قائم بیورا صل شد. اگوْ مُرْتَشِد ازْمِیاں بِرْوَد فَنْوَرَے باوراہ نئے یا بدھے

دریک دم اگر ہزار دریا بکشی گم باید کرو و خشک لب باید بُوو

و ہم چینیں در آواب طریقہ عالیہ احراز یقشیدنیہ پُوپُل کوہ راسخ باشید - ذہنار کہ بطریق دیگر
خلط نکنید و آنکہ از سلاسل مختلف مریدیہ می گیرید - پیغزے غیبت ہر کہ مرید شما شوو - شوو - واللہ - فلاں
تعلیم و تعلقین منحصر در طریقہ نقشبندیہ سازید - نان دیگرے خورون و دعاۓ دیگرے کردن بسیار
لبے فائدہ است شخصے نور نقشبندیہ از شما گرو متوجہ شطاڑیہ باشد چہ مزہ دارو - دیگر مریدیہ کاملیت
بین یک دی العَسَال میے باید کہ آنکہ خودش گوید کہ مراعلیم فلاں شغل بد ہید - بعاثت قیح است نابوں
ایں چینیں خود روی خو شترے

مجلہ سرخواص و سر عوام گفتہ شد و اسلام والا کرام

الیضاً بہ میاں شیخ تاج الدین نوشته اند -

لہ - دوام و صفو و دوام شکر و صفو و احتیاط لفمه و اجتناب از معااصی بالکلیتہ از عبادت و سخن چینی و
تحقیر نہ مومن از آزاد و بندہ و بعض و کینہ مومنے و غضب و سختی بور زب و ستار از لوازم است و
اساس ایں کار است - لے ایں ہا کار حکم نمی شود و اما اگر دیں امور احیانا فنورے برو و ترک ایں کار
نکند بلکہ تقویہ واستغفار متسل شدہ ذرا زویاد ایں کار بکو شد تا بحکم ان المحسنات یعنی هبّن السیّمات
صفاتی تمام روئے تباید انسان امداد تعالیٰ و اسلام والا کرام علی هن ماتبع الہدی -

(وَدِنْيَا زَمَنِي وَشَكْسَنِي خُود بجانب پیرزادہ جناب خواجہ ابو القاسم سلمہ اللہ تعالیٰ نوشته بودم)
کے - پیرزادہ ابو القاسم - ذور افتاؤه گرفتار محمد الباقی بعرض ملازم آستانہ ولایت
می رہا اند کہ ہوائے خاک بو سی آں منیح سعادت و اقبال بسیار است لیکن کثرت علاائق و ضعف
قوائے جسمانیہ مدعیظیم شدہ بحال آنکہ بیینج طرفے رفتہ شو و نماندہ - آرے کرم الہی یعنایت برگزیدگانی
او باقی است - اللہ علی کل شئی عزیز دیر - بحال امید آن است کہ در سلک ملازم خود و اشتبہ بتوحی

امدادی فرموده باشند. در چهار سعادت واردات خویان درگاه را میدانم حضرت ایشان قدسین اللہ تعالیٰ سرہ ایں گذارے بے حاصل را خود بخوبی قبول فرموده بودند. چنانچہ در اول وسیله طلب والتماس هیشم در بیان نبود. اکنون ایں آستانه هم ہمیں حشم داشت ابست.

ترا ہست دست تصرف دراز مجبراً ز سر غائبان دست نباش
مرا وست ہمت بغیراً ک است سرم گر بگردون ز بعد خاک تست
زیادہ چہ نباش درازی کند. الحمد للہ اولاً و آخرًا

(ایں کتابت در جواب عرضیہ محمد دی ملاذی استادی میاں شیخ احمد ادام اللہ برکاتہ صادر شده بود)

۸- پرشیخ احمد سریندی - در مکتوب سیوم مرقوم بود که توجہ بجهت دفع بعضی از امراض و شدائد آیا مشروط است بسبق علم برضی بودن او یا نه.

محضی نماند که توجہ فعلی است از افعال اختیاریه و فعل اختیاری یا مرضی است یا نامرضی یا مباح بر توجیه - که متوجه الیه اش از امور نامرضیه است. بے شک آن توجہ نامرضی است و هر توجیه که متوجه الیه اش از امور مباح است - آن توجہ از مباحثات است لیکن لشیب است بعترف سُوراً دَبَ است. چه حق سیحانه را تابع خود ساختن است و از امر فاعل و لاد وکیلا - برآمدن از جمع از معرفاتیک تصرف نموده اند و خود را در مقام عجز فروگذاشته کابی المسعود الشبلی -

ایں طبقه گاہی بے نیابت بی نی یار مسوی بی بجهت اثبات میحرزه آن نی یار رسول تصرف می نماند و مثل ہمان میحرزه را بظهور می آزند. و هرگاه معرفت علویافت عاجز شخص می شوند اسکم ترک از ایشان بر می رفت و اگر تصریف از ایشان بظهور می رسدا مرآ و بجز آ است - چنانچہ از اطوار حضرت خواجه احرار رحمۃ اللہ علیہ مفہوم می شود چہ باطن مبارک ایشان که از مظہر خاص اراده ایمیت بود بخیواست متوجه امر می شد و بقوت قاهره رفع آن می کرد و خود نیز می فرمودند که دائے بر آن روز کے که دل من دپشیں لیکے راست بالیستاده و سخنان دیگر ہم ایں صریح تر امرت چنانچہ اهل تبع کلمات ایشان را ظاہر است و شیخ بزرگ در کتاب فصوص خود را در روز جم

ثانية ممکونه و مقام ابوالمسعود را في الجمله نقشه می ننمد - باز سخن رویم و هر توجهی که متوجه الیه اش از امور مرضیه است سواعداً اکثر مرضیه في الشريعة آوری في الكشف الصريح الصحيح فالتوجه الذي خن في بيانه وهو جمع الهمم الذي يعبر بالهمة امر آخر يحتاج بعد ما اخرانه مرضی ام لا از سخنان حضرت الشیان چنان معلوم می شود که مرضی است و هم چنین تصرف یا ترك التصرف بهت اثبات مجزء في الجمله تایید ایں می کنید - مثل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرتكروا بامر فافعلوا منه ما استطعتم - اگر گفته شود که اینجا صلوت الرحمون علیهم با وجود نده الاستطاعت و امر بهاد و اعلا من کلمه الحق چون در مقام تصرف نی آمدند گویم وما على الرسول الا البلاغ غدر آن می خواهد الشیان ما هور گویند بنفس جهاد و اعلا من کلمه الحق از طریق مشر و عده بطریق تصرف - الشیان از اهل عجز اند نه از اهل تصرف نه بینی که لوط علیه السلام طلب بهت کرد و در آنجا که حق سبحانه و تعالی می گوید لوان لی بکفر قویة - کما قال صاحب الفصوص رضی اللہ عنہ - هرگاه امر ای کسی می شود بهت امر قوت و همیت ظهور می کند و در آن وقت معنی فافعلوا منه ما استطعتم جاری می شود پس اهل بهت را بحکم اتباع انبیاء صرف بهت در مرضیات مرضی است و ترك آن نامرضی - باز بر سخن رویم و هر توجهی که متوجه اش از امور مشتبه است اعنی معلوم نیست که مرضی است یا نامرضی است - چنان پچھے سوال شناور مثل آن ماده است آنجا بهت و توجه دلیری نباید کرد بل دعا باید کرد - آن هم باسم ذات مثل دیالله یا مرحوم یا سریعیم اگر عرضی است مستجاب خواهد شد والارفع درجه یا کفارت سیمه خواهد شد - عالم بخواص اسماء امنا سبب نیست که در این چنین ماده دعوت باسم بکند - آن سوال آنکه بعد از تحقیق حضور هر طالیان را از ذکر بیاورد و اشتبه و امر به کمک اشت حضور کردن لازم است یا نه - مخفی خواهد بود که جمیع حضور با ذکر احکم و اوثق است ذکر از جمیع که بدب فتوح حضور الشیان شود ممنوع است و هم چنین در وقت کسرالت و شکست نفس ممنوع است حضور ذکر روح است و تصحیح حدوف ذکر که درجه اخفا است معلم القول الاصح في المنفرد عند ائمه المحنفیه نصیب خیال دلنفس و زبان است چه زبان نیز در وقت نگهداریت بی حرکت نیست - كما اکثراً على اهل الشعور و تحقیقت ذکر آن است که آدمی به جمیع اجزاء اکثراً ذاکر باشد تا اسم ذکر برای تحقیقت جامعه توائی نهاد - و در حدیث الا ان دلکم بخیدار اعمالکم

(الحدیث) اشارت باین ذکر است کما فی کتاب الفضویں اما سوال آنکه در فقرات خواجہ ماندگور است
که اهل صحبت را آخر پذیر کار مری کفند که بعض مقاصد هست که بے آن سیر نیست آن مقاصد حسیت و
پچه وقت امر نبکر می باید کرد و مخفی نماند که وقت اصر نبکر وقت ظهور حضور است وقت ظهور حضور وقت
پنهان آمدن رابطه است و تیجه ذکر فناست حقیقی و ظهور اذکر کند و آنچه بعد این است از حکایت و معاشر
ومراواز ذکر لاد الله الا الله کما هو الظاهر من طریقیهم تو اند بود که در آشناست رابطه یا توجہ
ذکر می از اذکار بطريق العکاس از باطن مرشد بباطن سالک بتاید خواه ذکر قلبی و خواه ذکر بد و حی -
و هو المعرف وهو عین النیجۃ کما شاهد تم خیر مرقة و اگر صحبت و رابطه منتهی باین قسم چیز
شود باز نهی و اثبات در کار است رفیع الدریجات گاه باشد که کشف نیز منجز باین سیر شود
از جهت ظهور مرتبه فوق اذا اراد الله شیئاً هیأله اسبابه بالجمله طلب می باید من قرع
باب الکرم ولع ولع مقرر است که همت را اثر هاست و آنچه در فقرات است که بے ذکر
نمی شود تو اند که سیر محبوی باشد چیز سیر محبوی باش و یگر است ه

عشقِ محبو باش نهان است و سیر عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشقِ عاشقتان تن زده کند عشقِ معشوقان خوش و فربه کند
اگرچه با حقیقت ذکر که اعراض واقبال است در اس سیر بهم درج کردیم لیکن ذکر خنی پوشیده
است که ملک رانیز برای اطلاع نیست ان ذکر فی فی نفسه ذکر ته فی نفسه و هو الحافظ
لهذا الذکر و هو الذی برقیه بلا واسطة و سبب بالتجلى فی الخلوة التي ليس فیها الا
هو و ان ذکر فی ملامع المدائنة او غيره هم من الانس ذکر ته فی ملامع خیر منه
ذان فی هذه الملامع نفسه دامحل و فی ملامع الحساب تفی النفوس بظهور الکبریاء
عدم خیریة الملامع بالتبه الى ملامع آخر لاینا فی خیریة بعض اجزاء الملامع النازل
بالنسبة الى اجزاء الخیر بر سرخن رویم ترقی در ذکر نفسی است و بس علی ما بینا و هر کسر
ملائے که خالی از ذکر نفسی است درجه بیش ندارد.

ه صاحب و دوست و سوخته جا می باید
آلش زده بح نما می باید

اما سوال آنکه بعض از طالبان اطمہار طلب طریقہ می کنند لیکن در لفظ احتیاط نہی کنند الی آخرہ - مخفی
نمایند که پیش ازیں و رخاطر فقیر این معنی خطور می کرد که درین باب وسعتے کرو و شود - اکنون نیک افتاد
و هر کہ می تو اندر رعایت احتیاط کرو و تقصیر نکند و نسبت با وشماینیز میباشد ممکنہ اکہ از اهمال و مساپد
و بگران مساپد و رسمیت باید العبرت درین باب مساپد نکنید که رعایت طریق جذبہ بے ایں روشن تمام
نمی شود و جمیع که رعایت نہی تو انند کرو و در باب ایشان مسامحہ بکنید لیکن در حدود شرعیہ باشند
اکنکنند که هرچیز از حلال و حرام یا بنده بخوبی و سیچ باک ندارند نعوذ بالله منها - اگر کسے ہم چنیں
باشد ملاحظہ معنی اللہ حاضر می فرمائید تا بآمد و شد و لازمت شما خجل شوو - و ازان معنی باز استیضد و راشنے
آمد و شد و نہ مت لفظ حرام و بے خاصیتہ اک سخن کنید و اگر این چنیں بے باک است لیکن مستعد تیز رو
است می تو ای با وجود آک خرابی طریقہ گفت امید که خود متنبہ شوو - و اگر شود بعد ازان که او بر ایقینی
بایں طریق پیدا شد و فی الجملہ نسبتے بدست آور و سلیب نسبتش کنید تا شامت لفظ را بدر باید العرض
تا تو ایند مظہر رحمت باشید و فائدہ بخلق خدا بر سانید اگر جمیع میخواهند کہ مجرد استناد بایں طریق پیدا کنند
مصطفحہ و معاهدہ کنید - او عهد کند و متابعت شرعیت و حفظ عقیدت از کدو رت ہو اور دعوت و شما
عهد کنید بر ثواب و نجات آخرت - فہمن نکث فانہما ینكث علی نفسہ و من اوفی بما
عاهد علیہ اللہ شیئتیہ اجر اعظمیا - اگر شجرہ طلب کنند نامہ اسے مشترک را تا حضرت
مولانا نوشیز بدیند تا با دیگر نیز دارا از خرابی خود شرم می آید کہ نام ما ور سلک خواهاد را بید کا ہے
برائے توفیق لافات تحریخوا نیز ایں جماعہ که مصافحہ خواہند کرو اگر تو انند و داڑہ رکعت تھی و چہار رکعت
بدو سلام اشراق و دو داڑہ رکعت چاٹشت و چہار رکعت سنت عصر و بعد از سنت مغرب پچھار
رکعت نفل بدوسلام بکنند و دو رکعت تحریخ مسجد ہرگاہ کہ دن سجد و رآشند و بنشینند مگر آنکہ بعد از حلوع
آفتاب و بعد عصر در آئند و داڑہ رکعت شکر و حشو ہرگاہ و ضو کنند الہماں دو وقت - دو و اہم و ضعیت عایت
کنند ایں جملہ آن قدر کہ تو انند بکنند و اگر سہہ را کنند بہتر و کامل تر و اگر حق سبحانہ توفیق زیادہ بدد
ہمیں نماز ہارا خصوصاً نماز شب را بتطویل قرات دراز بکنند اگر سورۃ طویلہ یا دنداشتہ باشد سورۃ
اخلاص را چندان کہ تو انند بکندا اگر فراغ و خفخت باشد استادہ والآن شمشتہ نماز را بدلالت
کسل جمع نکنند و دو رکعت آخر اشراق را بیت استخارہ جمع بکنند و دعا سے استخارہ تا اللہ و ان

كنت لعلم بخواند و بجاءَ آخر دعا اللهم حفاني لا املك لنفسي ضراولاً نفعا ولا موقا ولا
جيوة ولا نشورا ولا استطيع ان اخذ الامااعطيتني ولا ان اتقى الاما او قيتنى
اللهم و فقنى لما ختب و ترصنى من القول والعمل في يسرو عافية الهم خرى
و اخترتى ولا تكلنى إلى اختيارى طرفه عين ولا اقل من ذ لك الله واجعل الخيرة
في كل قول و عمل اريد في هذه اليوم والليلة الى تلك الوقت بخواند او غيره ما ثوره صحيح
كه بعد اذ فرأض و ركتب عصالح مقرر شده آنچه تو اند و هر و عائمه و وقت كتب صحاح مقرر شده
بخواند و از نوافل صيام آنچه پيش علما مستحب است از صوم و شب و شعبان و جمادى و يكين جمادى را
نهانه و از صوم ايام سبع و از صوم سه روز از اول هر ما هي الاشوال آن قادر كه تو اند ببر آنند
و السلام والاكرام

حدیث فان ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي دان ذكرني في ملائكة ذكريه
في صلاة خديو منه البعض اذ علماء وليل جواز جبر وليل خيريت ملائكة برآدمي واسنة انه ما هو الظاهر
ليكين اگر مرا و از ذكره نماز باشد و از ذكر ملائكة قرات جبر باشد كما اشار الشيخ رحمه الله عنه
في صلاة الاستسقاء في الفتوحات المكية لا يلزم شيئاً منها اما الاول فظاهر
ذلك الثاني فان رسول الله صلى الله عليه وسلم له يكين ما موماً اصله ليكين مدرب شيخ
فضل ملائكة است بخصوص بشروه و راجع الى فضل ولائية الخاصة اي الوقت الذي
لا يسع فيه ملك مقرب ولانبي مرسل الى الولاية مع النبوة مع ان الفضل
الجماعية مسلم فالولي المستهلك في زمرة امهات من امهات الارض على والبشر اسام
الجامع المرتanan المراد من الخواص الرسل وعامة العلماء يفضلون خواص البشر
على الخواص من الملائكة وهو رسولهم هذا متفق عليه بين الشيخ والجمهور فاكثر
مقامه نوشته بودنكه رسيدم و مخصوص بحضرت ختم التحالفه يا فتحم مارا دران و شبه استه
در اول خود ران من اصحابه مي ياقتنه بعد ازان بندرین بمحى وقت شده ندوه اين همیان ترقی در
کرامه جهت شده كه سبب وصول شد اگر جهت جذبه رامي گويند خن اين است که جهت پيش اين
مقام مهاجم شده بوصفا و قلبها مشهود سبب رسيدن آن مقام ثبت شد چنانچه خود اشارت کروه انه

کہ آں مقام مجدوب سلوک تمام کروہ است و اگر جہت سلوک راجی گوئند می باہست و ریافت کہ چہ صفت بدست آمد کہ آں مقام پیدا شد۔ شبہ و یگر انکے چوں تو اند کہ آں مقام و یگرے رانباشد اقطاب وقت لاکر درہ وقت سند زمان اندر رجہت چند بہ یا سلوک چوں لفظ باشد بارے رجال آں مقام را و اہل قوام اور اوقرو اور اوتا مناسیاں اور ایہ تمام بنویسند شاید امر می شخص شود۔ می داعم کہ نارامناب نیست پاں مقام بارے بہ نویسند کہ عدم مناسبت چہ نوع است و یگر بکرر توجہ نمائند پیغیزند کہ ترک مشغول ساختن مردم نسبت بامرضی است یا نہ؟

ایضاً ایں جھا عدت کہ مصاحب مائند ایشان رائیز و صحبت و یگر ان فرستہم دخود بخشم مرضی ہست یا نہ اند یئی شہزاد شاہ را در تھاطر نیارند۔ غرض و یگرداریم البتہ مکرر و رادفات نیک توجہ نمائند بدست محمد سے نوشته فرستند۔ اگر شیخ نور بہ نقطہ فوق رسیدہ باشد شیخ نور بیار و دیگر اسرار محفوظ دارند چنانچہ خصوصیت آں مقام را نسبت بحضرت ختم الخلافت اطہار نکنند مردم در غلط می انند سب فساد عقیدہ می شود والسلام

ایں رفعہ بہیکے اذ خاد ماں کہ اور ایملاز مت مجوہ کردہ بخدر جہت و دیدن مشائخ عهد فرستادہ بووند و امر فرمودہ بووند کہ اختیار خدمت ہر کب از مشائخ دیگر کہ خواہ بکنند و ایں درمانہ بمحض ضرورت امر اختیار ایں سفر کردہ بووند بے اجازت بطن اقامت مراجحت نہی تو انتہ نہو و باونو شترے بووند۔

۹۔ بہیکے اذ خاد ماں مجوہ بایزید سلطانی قدس اللہ سره العزیز السامي در براہیت حال ملازمت عزیزی بطلب مقصود حقیقی رقمۃ بود آں عزیز فرمودہ کہ آنچہ تو می طلبی و رقدم اول گزا شترے آمدہ ہماناں کہ حضرت سلطان را بخدر مت والدہ امر کردہ بووند بارے بہر حال العود احمد شمار اینیز میتا بعثت آں قافلہ سالار شطاڑ طریق مراجحت می باید نہو و شاید مشاہد صورت منتج مناسبت معنوی شود حقیقت معیت حق و مشمول وجوہ متعلق آشکارا اگر دے

بیچو نایبینا مبرہر سوئے دیست

با تو درازی مگلم است آنچہ ہست

بیکے از طالبان که بواسطہ شغل کسب با سباب میجشت شغل باطنی بضرمودند و او مستعدی می یو
ایں رفعہ با و نوشته بودند.

۱۰- پر بیکے از طالبان محبت نامہ که درین ولا مرسل بود مطالعہ نموده شد موفق باشد حق تعالیٰ
در خود کرامت فرماید انجیه و رباب طلب مشغولے مرقوم بود بالفعل بیهان چه مقرر شده باشد هفتاد
هزار بار ذکر لاله الا الله محمد رسول الله در مت یک ماه یا کم یا بیش نیک است مدار بر
رابطه و صدق اعتقاد است اشاره اللہ تعالیٰ آثار گستگی و بعلقی روئے نموده مقصود
بحصول پوند و اکا بود فرموده اند که روئے دل از شمن بگیر و سنت طبیدن چه حاجت والسلام

۱۱- در میان شب خواه در تلثیت آخر خواه در نصف آخر خواه در تلثیث آخر خواه در ربیعین هیا نه
از خواب بر خاسته هر دو سنت خود را بر و پشم خود مایده بر ذکرے از او کار مشغول شوند خواه پسخ
خواه تمیل خواه بکیه خواه آیت آیات قرآنی اگر آیت ان فی خلق السموات والارض
و اختلاف اللیل والنهار تا آخر بخواهد به ترجمه سنت است بعد ازان و در کعبه شکر و ضوگزار و
دعائے جامع مثل ربنا آتناف الدینیا حسنة و فی الآخرة حسنة و فی العذاب الناسیا
دعائے ویگراز او عیبه ماثوره بیکن دعا را مسبوق تحمد و ثناء الی وصلوة و درود حضرت مسالت
علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات بکند بعد ازان و واژده رکعت تجد بشمش سلام بگزار و نهیش
این است اقلش و در کعبت یا چهار رکعت اگر کبر سن یا ضعف باشد بکند بعد ازان فراغ نماز کلمه لا اله
الا الله محمد رسول الله را آیت شنیده بخواهیز نشنو و بگوید بیکن در اثناء گفتی حق راجل حلاله
حاضر و اند چنانچه گویای میز رچه حق اذ رک نمودن هر کس با اکس نزو یک است و معنی کلمه لا
متصرف الا الله پاندیشید چند ای که تو اند نکر الا این سبق نماید و چنان اعتقاد کند که در هر فرض
از سراسر ایا اورد قال الله تعالیٰ و قبارک یا ایها الذین آمنوا امْنُ اقْتَال رسول
الله صلی الله علیه وسلم حید دوا ایها نکه بقول لا اله الا الله چوں نماز فخر
بکند باز بیهان تکرار خود مشغول شود تا آفتاب مقدار یک نیزه برآید چهار رکعت اشراق بد و
سلام او کند اگر حق تعالیٰ توفیق بدید که تمام اوقات خود را مصروف این طریق بدارد و باسطه

فِيْوْضِ عَظِيمٍ خَوَابِدُ وَهَنِ قَرْعَ بَابِ الْكَرِيمِ دَلْجُجُ لَجَّ
اَگر تو پاس داری پاس الفاس
بُسْطَانِي رَسَانَدَتِ اَذِينَ پاس
وَالسَّلَامُ عَلَى هُنَّ اَتَيْعُ الْهَدَىٰ .

۱۳- پیر شیخ تاج الدین - دماغ خشک کے شمارا کہ در باب شیخ ایسا بکر نموده بودند - خواندیم - ایں نوع پیزرا مناسب مقام شفقت و کارشناسی نیست - اولیاء از کجا تر محفوظ یعنیستند - نامرا دلیے چارہ کہ روزے چند سلوک طریق تصفیہ کرد - باشد از کجا محفوظ و معصوم شد - تا خلافِ چشم داشت از وظایہ نشود خصوصاً کہ اصل دیوانہ و محرف العقل باشد - استقامت صفات از فئے باید چشم داشت ، اگرچہ بولا یست بوسد - خدا داند در ای وقت پیر نامحقوق معمقول او شده باشد و صورت صواب را از نظرش پوشیده باشد - کار خانہ دیوانہ و یگرست نمی بینید که تکالیف شرعیہ مربوط بعقل است باعجملمہ ہمہ زادر مرتبہ اش معذور می باشد داشت و نظر بر قاعل حقیقی باید کرد بل معیت وجود را باید دید ادب شناخت این است لفوس مختلف اند بعضی امارہ و بعضی مطمئنہ و بعضی در میان کہ آن را لو امہ می گوئند - آن ہم اگر از ذوی العقول باشد مطمئنہ لفوس اولیاء است - ار باب لفوس امارہ را نیز معذور می باشد داشت بل نظر لطفت باید دید در ہر کام سے مطالعہ ہائے جمیل بکار باید رد طعن اہل سنجھل را نیز اسکار نمی باید کرد - بل نظر تو حم در ایشان باید دید کہ از استقامت عقل برآمدہ اند و شیوه لفوس را فراموش کر دہ اگر عاجز نے یک گناہ بکند حکم بیطلان او پھر اکنہ و مجھوں امور اور ای تلبیس چرا حکم فرمائند الجھ لالہ و الملة کہ ملامت نصیب اولیاء است ماخوذ در ظہور ایں امور طریق و یگر داریم ہرگز کام ملا ملتے می دسدار خود می تکریم و یک بد صفتی در خود می یا پیم و ایں اشارت را مواعظی غلبی میدائیم چنانچہ وہیں مادہ نیز در خود نفاق ہا و تلبیسات یا فتنم و التجا بحضرت کو م او برویم الشا اللہ مرتفع شیو و بارے بگوئید کہ از شنیدن ملامت سنبھلیاں چہ ضرر لاحق خواهد شد عبادت را قبول خواهد بود یا صفاتے توجہ بر طرف خواهد شد پار و درگاہ خداوندی خواهد شد چہ خواهد شد -

لما سچ سچانه و تعلیٰ در پیچہ کرم و راه سعادت مفتوح وارد سعادت در القیاد احکام شرعی
است و قوی تویں بیبے در تحریم القیاد محبت خدا و رسول است - وسیله در رسیدن سعادت
محبت خدا و رسول محبت و خدمت و ستار حق است ۷۶

بے عنایات حق و خاصان حق گر ملک باشد سیاہ هستش درق

۷۷- و نقاب اللہ تعالیٰ آنکہ صور موجودات یک موجودی نماید - سهل است لیکن مبشر است
بظہور داللہ من و رائیهم عجیط - الشام اللہ تعالیٰ ظہور کند و آنکہ جز محبت حق تعالیٰ باقی نمی
ماند - یک است، مبشر است بفنا و استہلاک و راوارات رزق الله لیکن دریافت ایں
کہ جز محبت باقی نماید و شوار است و ہرگاہ محقق شد کہ جز محبت حق سچانه یعنی باقی نماید و ایں معنی
غلبہ کرد و بے شعور مطلق ساخت نوعی از فنا است - مبارک است ببشر است بظہور سعادت
وصول - لیکن قسم ایں و تحقیقش بغاۃت و شوار است صور شبیه بسیار وار و بالفعل غائب
اہتمام مرعی باید داشت و بکار باید کوشید - بعد از ملاقات تحقیق خواہم کرد - و یگر بر تقدیر و پر
تقدیر و صول نیز سعی بلیغ باید نمود کہ او از المیہ بے شمار است ہمت را پست نماید داشت -
والسلام علیٰ من اتبع الهدی -

ایں رقعہ بحیاب میاں شیخ احمد سرینہدی نوشتند -

۷۸- اکتابت کہ ارسال داشتہ بو دند رسید و آنچہ اذکشوف مذکور بود طریق آں بغاۃت مرضی و
صحیح مستقیم و مستحسن است - چوں ایں طریقہ شمار برنجے واقع شدہ کہ بے قول وزیاں چیز ہا کشوف
می شود چہ حاجت است کہ بیاں ہمہ وجہ نمودہ شود - الشام اللہ تعالیٰ بعد از ملاقات آنچہ باید
گفت بحضور گفتہ خواہد شد - ہرگاہ استخارہ کنند و ظاہر شود کہ البتہ باید آمد بیاںند والاذلاء - الحمد لله
علی الحسان - و یگر ضعفیت باغایتی قوی است و آنہا جواب مکتوب اول نوشتہ شد بیاراں ایں
جاتے یک نوع بیکار طور می باشند صحیتے نیست کہ وابسطه نگرمی شود -

ایں رُقِّعه بخاب میاں شیخ احمد سریندی نوشید.

۱۶- پیشخ احمد سریندی - ابواب کرم یوماً فیوماً مفتوح باد کتابت کے مشتمل بر و قائم و احوال بود رسید فرصت مطالعه و تحقیق نہ شد انشاء اللہ العزیز بعد از تحقیق چیز می نوشتہ خواهد شد - آنچہ در نظر اچالے و دآمدہ خود نیک است تعبیر جامہ پارہ شخص و پوست الگہ لعین ثابتہ و تعین در مرتبہ و بحیث باشد بسیار نیک است مرتبہ و بحیث ہماں دیگر خاص است تعین حادثہ اذ انکاس ھیں ثابتہ ظاهر وجود بزرخ است بین الوجود والعدم دھما الظاهر والباطن کا الذبة بین الطرفین قابل مکن ہو التعین الخارج الذی هو من المعقولات الثانوية والمعقل الثاني الیضا بزرخ بین الوجود والعدم فان له من وجہ تعلقاً بالوجود ومن وجہ تعلقاً بالعدم .

اما آنچہ خود نوشتہ کہ آں جامہ پارہ راعین ثابتہ خود تعبیر کردہ و آں پوست را کہ آخر خود را ہماں یافته اید و آں جامہ را از خود بیگانہ اشارت بزرخیہ داشتہ اید - حالی از تخلف نیست آرے شما خود بزرخ مذکور کہ غیر آں است کہ ما نوشتہ ایم شدہ اید والصال بآن یافته لیکن بیگانگی آں جامہ پارہ ازال جملہ بعید است - بارے بہ حال نیک است و آنچہ در رسالہ سلسلۃ الاحرار در بزرخ بین الوجود والعدم نوشتہ ایم غیر اینہا است ان شاء اللہ العزیز تفضیل کتابت اول و آخر را جو ایسے خواہم نوشت - سفر وطن را رعایت بسیار بکنید کہ تحصیل مقامات سلوک پُر ضروری است - مولانا عبد الداودی راویں چند روز بجانب خانہ اش بفرسانہ تادالدہ خود را به عینی کہ می گویند بسیار و یگر است بعد از تسبیل دالدہ خود باز پیش برو و محمد صادق باہمہ دوستاں بدعا مخصوص اندر

ایضا بخاب شیخ احمد سریندی لفظ مشکلین رقم ص۳۰ و شد -

کے اما بقاکہ اللہ تعالیٰ - خدمت میاں صدر بجهان استدعا تعلیم ذکر و مراقبہ کر و مرتضی تعلیم ذکر کر و شد - چون مراقبہ خاصہ ایں طبقہ از مقولہ درس و بیان نیست وایشان ارادہ ہماں داشتند مصلحت چنان وید کہ در خدمت شما تصحیح آں نمائند حصول آں بیٹھو تصریح متعدد است انشاء اللہ تعالیٰ وجہ اتم ظاہر شود - دریں اوقات ضعفت کاتب قوی است فرصت صحبت و

سر و بُوگ توجه نماینده شاه نیز بعد از استخاره بیان نیز پیش از این مرقوم بود که اگر البته باید امد
بیانید و الافلا - شاه حسین نیز همان نوع کند و الدعا

۱۸- به شیخ احمد سرمندی - میان شیخ محمد در خدمت شاه خواهند بود و ملتفت باشند و بر آنچه
لائق بحال ایشان است امر نمایند جناب حاجی عبد العزیز و عالقدش بعزم احابت مقرؤں پا د
محمد صادق و محمد سعید و مائور اعزه دعا قبول نمایند - والدعا

مکتوب هر غوب بجناب شیخ المدار رقم فرمودند -

۱۹- به شیخ المدار - جناب مخدومی میان شیخ المدار سالم و غائم در سیر و سلوک باشند سیر فی اللہ
را بحقیقت آنها دارند که بعد از تحریم جذبه واستهلاک در معنی که مستفدا و است از هنن اقرب
بد و فیض الی تزکیه نفس می یابند و از جانب و یگر محل ظهور اعتبارات حقیقت می شوند از حال
اینها جزو هم سبقان نیز هوش و استادان حافظ با تجزیه نیستند اولیاً می تخت قبائی لا یعرفهم
غیری علی روایة من قرع بیاع النسبیة بارے ایں قدر می دانیم که سلطان اهل طریقت
و گنجینه حقیقت قطب ارشاد و پیر آگاه خواجه عبد اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز در فقرات
فرموده اند که اتباع حضرت رسالت علیہ من الصلوات آتما و اعتقاد اهل سنت والجماعت
و نسبتی باطنی خواجگان بهتر از نعم عالم است پھر و تیا و چه آخرت دیدار لشار آخر صورت این نسبت
است چنانچه بخشش صوری صورت اعمال صوری اسرت و اسلام

بیکی از مخدوم زاده ایں سلسلہ شریفیه که بجانب ولایت بود و قلم مشکلین رقم قلمی فرموده
بودند نام او معلوم نیست -

و هم بیکی از مخدوم زاده ایں سلسله حضرت حق سجاده و تعالی از جمیع ثوابیستی ها محفوظ و
مصون و ارو و خاطر مبارک متفرق نباشد - بد و ارواح طیبیه اکابر کلفت روئی خواهد داد - آنچه
می باید آن است که قصد او اختیار آور امکنه خبیثه نمی باید و رآمد باقی تجمعه امور از آفات محفوظ

خواهد بود - ظاہر است که اعتماد کلی به مت حضرات خواجگان خواهد بود - این مکتبین مریدی ایل نیز درین معنی موافق خواهد بود و اذ ایل برگزیدگان التماس لطف خواهد بود و طبیعت خدمت آن بود که در ملازمت مولانا رسول بشرف ملازمت می رسید لیکن خدا علیهم است که ضعف جسمانی سدراه است - اگرچه بعضی از موانع دیگر نیز هست - باری اگر خواست الله باشد و رفع موانع شود بجان و دل متوجه خدمت خواهد شد مخدومزاده بخورد ایل بندگ قبول نمائند - بحث شیخ ابوالحسن نیز والدر مامع الاخلاص -

الم - همان شکسته دل و در و مند و مسکونم

همان جفاکش و سرور کمند و بیه نیم

این بیت محلاً مارا از اطمینان خود نات خاطر فارغ ساخت چه عرض مخدومی از وصول به مقصد المقصود و چه بیان خار خار چهره دل که تفصیل مرتبه روح است و چه از محصوری از مقام انس به صفات جمیل خواه جمال صوری خواه جمال معنوی شاهد دل را وجوه بسیار است بر وجہه مائل مشاهدی است - آن لطیفه روحی است که راه خاص او بجز احادیث صرف نیست زندگی و مزدگی آدمیان منوط و مربوط بهمیں رفتار است از محبو بیان تفصیل بندگان در ویژه نظر بکرم جوئی و آرائشگی و بعرفی مارامشاق خود وارند - دعا شے نیازمندانه قبول نمائند و متوجهه و فاتحه مدد می نموده باشند - مخدومی مولانا محمد صوفی بحقیقت اسم خود برسند والسلام والآلام -

الم - ضيق وقت مانع تمیید مقدمات مخلصانه شد - لا جرم بکوتاہی املا و کمی کاغذ و یک رطی عبارت راضی گشت چه سخن نه رگاه از هر کس خود بآید - بمحصور اسباب آن فتوحی رو و مدعا تیکه از مدر که سرمی زند قطب دائره ملاحظت است خیالی و تکلفی که لائق حال اهل آن است آنها سر انجام آن می توانند دادحال به تمام معلوم شما است که خلوت غانه اندیشه مارا چشم رو و با وجود تفصیل آنرا خود خواهیم کرد الشمار الدلتاعله دریں چند روز بشرف ملاقات خواهیم رسید والسلام

لهم اللہ ولی الٰذین امنوا و نجیبہم من الظلمات الی النور۔ بِحَمْدِ سَالِقِهِ وَرِیاْبِدِ
وَبِسُوْسَاطِتِ تَکَالُّوْتِ صوری و معنوی حجاب نابود مارا از مابر باشد بنده و کمال کرم و عنایت نامه نامی
مملو از جواہر لطافت رسید دل در این راز در دوح در پروانه آمد۔ بیت ۷۶
ز هر نکته حسره کافی و گریافت

ز هر خط خاطر آرامی و گریافت

الحق با ہمه اجمال و کم سخن نسخه تفصیل آدمیت بود مقصود آفرینش را که طلب مقراصلی و تنفس
از اختلاط به وحش صحرا فی بازماندگی باشد با خود داشت حق سجانه و تعالیٰ ایں شکسته پائے زاویه
سیاه دلی و کاہلی طبیعہ را نیز بایں بر ساند

ایں کتابت بجانب ملا ذی امیر گاہی خدمت شیخ تاج نوشته شد۔

۲۴- بیشیخ تاج الدین۔ نیازمند مخلص و محب مختلس دولت خواه و آرزومندی باشد کرم فرموده
در باب رفتگی مشورت کرد و بودند استفت قلبیک و لوافتالک المفتون۔ ہر چیز
خاطر الہام پذیر پر آن فراری گیر و صراط مستقیم است۔ با وجود استخارہ طریقہ مسنونہ است و
آنکہ از خواب ہائے مختلف غریب مرقوم بود بحسب تحریر معلوم شده کہ گاہے منشار آن صحف
قوائے جسمانیہ می باشد خصوصاً کہ مردن شخص و بیده شود گویا کہ طبیعت خود را دیده ایں قدسیت
کہ آن شخص را بحسب طبیعت و ضعف مناسبتے بایں راہ دریں وقت پیدا شده خدا تعالیٰ
در حفظ خود نگهدار و با کے نخواهد بود و ایضاً بعضی از مقامات را مناسبتے موت است ہمانا کہ
در ایام صفت افاؤہ ازان سالک منعدم می شود مَنْ زَارَ حَيَاً وَلَمْ يَرِزِقْ هنہ شیئاً
فکانہما زار میتا شاید بعضی از مناسبت ہا و یگر ہم باشد۔ بارے موت را بآن مقام مناسبتے ہست
و یگر خلا ہرس است کہ بعد از رفتگی جماع واقع شده باشد و دریں میباشد بعضی از ادویہ حارہ نیز خود را
باشد ذکر نیست کہ نسبت بمزاج تشریف ایں معاملہ واسطہ پر لیشانی خواب و فراموش کردن
آل می شود و ہم چنیں واسطہ کیا قسم فرود آمدن از استغراق نیز می شده باشد و ایں ہم سبب خواب
پر لیشانی می باشد الشار اللہ العزیز بخیر باشد ایں مخلص نیز بعثت ضعیف و بیے قوت و فسروه

می باشد۔ طاقت یک ذرہ نیروے نمانده حکیم مطلق کریم و رحیم و وہاب است کارہا پر مزاو خواهد شد۔ بر مرضیات خود بدارد و بہماں بپیراند و درسلک اہل رضا محسنونگرداند عنایت نموده بودند که خبر بسیار است که نوشتگان آں خالی از خلک نیست۔ التماس آں است که بر سر تقدیر یقینے که تو ان نوشتگان بسیارند و یکم بسیار بخاری که او در ترقی دارد چوں در خدمت شما است چہر حاجت که ایں جا بیاید اگر از غیب اشارت تے بر سر دونا چار باید آمد آں پیغز و یکم است۔

ع من کیم لیلے دیلے کیست من

مولانا یعقوب را که فرستاده ایم نیز آں نیت البتہ خبرے بیاردو اگر مرضی است و خبر است بیاردو والا فلا۔ و کان ایں معاملہ چنان گرم نیت نزویک است که سردی تمام رو نماید اما خدا نگهداو و الدعا مخالص اگرچہ تصمیم لع است یکن ہرچہ باشد نوشتگان ارسال دارند۔

ایں رقہ بسیجے از طالبان وقت بہ قلم مشکلیں رقم اصدار نمودند۔ عراد از یکے طالبان وقت نواب مرتضوی انتساب نواب مرتضوی خان است

۵۰۰۰ سجنه و تعالیٰ بمنتها مطالب برساند اہل تحقیق حی گوئند۔ آئینہ مدرک، راد و زو است یکے رویش بخلق دو یکر بخالق۔ ہرگاه کہ روئے بخالق است درمیاں آید مقصود حاصل است و ایں سعادت در ہر کیا آں می تو اند بو د۔ مجدد و پاں سالک باں طوراند الغرض رشته امید ریچ وقتے از دست نہی باید داو۔ بیت ہے

یک پیغم زدن غافل ازان ماہ نباشی
شاید کہ نگاہ ہے کسند آگاہ نباشی

ایں رقہ بجناب شیخ تاج الدین فلی فرمودند۔

۶۰۰۰ پہ شیخ تاج الدین۔ المسلاہ معلیکہ و علی من لد یکم۔ جمیع اہل بیت ان خورد و پندرگ و سایر اعزہ در رفاهیت و عافیت پاشنہ صلی علیہ السلام یسفیل و ہمایع فیل اللہ بآق

استهتمام باید نمود که زندگانی بجز در هر صفاتی اینی صرف نشود و مابقی زاید و بے اعتبار بدل کروه و مُردار است. حیات صوری معلوم است تا چند و ناخواهد کرد. اهل عقل را فکر آن منزل از ضرورتی است زیاده چه گوید والدعا.

لهم - حق سبحانة و تعالی استفهامت در کار نصیب کند. اختیاط در لقمه پر آگذره و احتساب از خبرور صفات نفس مقوی شوق است سخی و کوشش نمائند که لقمه حرام و مشتبه خوردنشود و صفات ذمیمه نفسانیه از غضب و بد خلقی و شهوت غیر ضروریه لظهور نیاید. خلاصه از مملکات بجز بحسر اخْتَصَارِ وَ الْجَابِجَنَابِ حق سبحانة پیشتر نیست و آنما مفترع و نیازه مندمی باید بود و پیش هر ذرّه از ذرات تو اضع و فروتنے باید نمود و

بے عنایات حق و خاصان حق

مکر ملک باشد سیاه هستش ورق

حکمت قلبی هرگاه بروق تحرک ذکرے شود یا بسمع شیال کلمه اللہ مسموع شود عبارت از ذکر آن گوشت پاره صنوبرے است آن دایز و کربلی می گویند و از خبر اعتبار بیرون است و ذکر قلبی عبارت از حضور و شهد است پنجاب حق سبحانه هرگاه این معنی وست دهد ول شمارا از خطوط اغیار برپاند و ذکر را گذاشته محافظت او نمایند و هرگاه فرشتیند باز برسد کرا و بروید تازه نمایکه آن دولت ثباتیه پیدا کنند آن زمان ذکر را با او جمع کروه فنتظر الطافن ابے نهایت باشید بعد ازان رسیدنی است نه گفتئی و هرچه لظهور رسید به تفصیل بابنویسند.

ای رقصه قبل مرض موت که امراض مزمنه غلبه هانموده بود پنجاب ارشاد پناه مقرب آنحضرت شیخ تاج الدین جمیونو شسته بودند پنجاب مشوار^ا الیه بعد از وصال آنحضرت فارس سره رسید.

۲۸- ع نیاز مند تو ایم ای نیاز پر دروده

الحمد لله و المنشئ که درین اوقات در عارضه سردی یک قسم تحقیقی هست لیکن گاه گاه از حرارت و بیوسیست دماغی صورت عجب روئے میدهند که بتقریر را است نی آید انشا اللہ

تعالیٰ واسطہ خیر باشد و در اوقاینکه خوش آید عبودیت و شکستگی و نیازمندی هر چیز میسر شود
از محمد و شنا و استغفار و تیمح و تهییل و صلوٰۃ و تلاوت نیک است مگر در غیر تلاوت و صلوٰۃ
رعایت انفما از طریقہ این خانواده است و السلام والاکرام

خارے بیکے از امرت مخلص مستعد کتابت نوشته بود و این امیر مکر راعی الفض و نیاز خاکا
عالی عرض داشت می نموده بود و فرصت جواب نوشتن نشده . در پیش کتابت همیں خادم
چند کلمہ حسب التماس جمعی از ارباب حاجت قلمی شده بود و باین تقریب در جواب عرا فض
مشارک ایه این چند سطر شرف در دویافت . بعد از رسیدن این دو سه سطر مسموع شد که در اطراف
این مستعدند کور تغیر بسیار راه یافت و اثر کرد امید که سرنشته آزاد باعماں خیر استحکام واده باشد
تابرکات این تصرف سرمدی کرد و با وجود بمقتضی ائمہ رب حاصل فقهه الی من هوافق و
یہ توفیق اللہ تعالیٰ درویش راصحوب نیاز نامه خواهد فرستاد و اشارت بروشے خواهد کرد و انشا اللہ
تعالیٰ موافق افتاد و در مفتوح گردید .

۲۹- بیکے از امرت مخلص حضرت و اہب العطیات از خزانہ عجیب اضیاف آنچہ دخواه
دولت خواهان است بر ساند بمنه و کمال کرده امیدی دارد که رقیقه منابعیت که بچوہر و حائیت
عالی فطرتیان را در حرکت دارد . در عرصه شعور بظهور آمده وست تطاول طبیعت و هوار ابریکار و
کوتاه دارد . این یا همه عبارت آرائی است . اللہ حولا تکلیتی الی نفسی طرفه تعین . تمام
است . بیت ہے کے بود ما زما جسد اماندہ
من تو رفتہ و حشد اماندہ

وانکه در الثفات نامه قلمی بود که این بیهی حاصل متصدی مشرح طریقہ شود که بوصل
بمقصود باشد هر چند که نه در خور حال و مقام من است . بیت ۵

در عشق تو معرف و فم از وصل تو محروم
گوگ دهن آلو و د یوسف ندریده

لهمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِرَأْيُهُ دَارُوكَهُ رَفَعَتْهُ اُولَئِكَهُ دُولَتْهُ مُصْبِحَ كُسْرًا
وَدُورُوزْ بِرْ يَكْ حَالٌ مُّكْرَزَ اشْتَهَرَهُ عَاقِبَتْ اَذْ دُوْسْتَانَ وَنُوْلَيْشَانَ بِرْ بِدَهُ قَطْعَهُ وَنِيَّاتَهُ بَيْهُ مَدَارَ
يَمْبَايدَ كَهُدَ - عَاقِلَ آنَ اَسْتَ كَهْ عَمَرْ حَيْدَرَهُ دُوزَهُ خُودَرَا صَرَفَ طَاعَتْ سُقْ كَهُدَهُ مَتَّوْجَهَ دَارَ
خَلُوْبَاشَدَ - وَالسَّلَامُ وَالاَكْرَامُ

الله توفي مسلمها والحقني بالصالحين مسلماً في نهادن ابنت احكام الـ

لِهْ بَاعْمَى

خواهی که بصوی گری از خود بری
باید که مو او هوس از سر په نهی
آن چیز که داری بکفت اذ کفت به دهی
برستگ بلکه بر تو آید نه بجهی

سخن سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سره است که تصویف آن است که آنچه در درداری
نهی و آنچه در کفت داری بدی و از آنچه بر تو آید نجی مسلمان آن است که اوراده بر دوسرا
جز حق سبحانه مرادی نباشد - و السلام والاکرام

ایں رقمه بجناب عالی مرتبت شیخ تاج الدین در اول حال حضرت خواجه لقلم مشکلین رقم
شرف صد و پیا فت -

لهم - بر شیخ تاج الدین - بدانکه سالک طریق حق را قدم اول توبه بصور حاست و اعتقاد
یصحح درست بر مذهب اهل سنت و جماعت - چون مدار ایں صفت برعلم است پس بر قباد
که ملازمت علماء تمام عمل پاکیزه احتما در ابعد در حاجت از دست نه دهی و حق الامکان تحقیق
وین و ملت خود می کروه باشی مدار ظهور حقیقت بر جذب و شمشیش الہی است و جذب و کشش
موقوف است بر انکه نزاب صفت محبوبی برگزینند و ایں موہبۃ علیا مشروط است بر متابعت
سید الاولین والآخرين ظاہر او باطنًا قال تبارک و تعالی افل ان کُنْتُمْ تَحْسِبُونَ اللَّهَ

فَاتَّعُودُنِي يُخْدِي بَلْكُوْنُ اللَّهُ وَمِنْ تَوْجِهِ تَامَ بَحْضُرَتِ اَذْتُوْبَيْرَهُ بَأْيَدِيْكَهُ نَفْسَهُ اَذْتُوْبَيْرَهُ يَا دَوْا وَنَهُ بَأْيَدِيْكَهُ
بَنَأْكَاهُ خَفْلَتَهُ رُوْدَآزَ أَكَنَاهُ عَظِيمَ شَهْرَدَهُ سَخْنَتَ مَتَالِمَ وَمَحْرُونَ شَوْيَ وَرَوْانَ حَزْنَ بَدْرَكَاهُ حَقَ بَدْرَهُنَبَالِي
كَهُ لَوَازِمَ بَشَرَتِهِ اَذْتُوْبَيْرَهُ بَأْيَدِيْكَهُ بَهْدِيشَهُ بَصْفَتَ بَعْزَهُ وَاضْطَرَارَ بَرَآئِيَ تَامَجِيبَ مَضْطَرِيْنَ كَارَتَهُ
سَازَهُ وَيَگَرْ بَرَتَهُ بَادَهُ كَهُ بَرَكَسَهُ اَعْتَراْضَهُ نَكْنَيَ دَآزَهُ خَاطِرَ بَخْنَسَهُ وَمَجْبَتَهُ دَوْسَانَ حَقَ سَعَادَتَهُ عَظِيمَيِ
شَهَارِيَ - اَمَا اَذْرَاحَلَاطَ بَصَوْفِيَانَ جَاهِلَ اَحْزَانَهُنَافِيَ - وَيَگَرَ اَذْغَيْرَهُ خَدَاطَلَبَ نَكْنَيَ كَهُ جَاهَبَ بَزَرَگَ
وَسَرْقَيِ طَلَبَ اَذْغَيْرَهُ دَسَتَ - هَرَكَاهُ كَلْمَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبِّ الْكَوْنَى وَرَوْانَ بَنَيْرَيْشَيَ كَهُ نَيْدَتَهُ مَعْبُودَهُ
غَيْرَهُ - بَدَانَكَهُ هَرَجَيْهُ مَجْبُوبَهُ وَقَصْوَدَلَسَتَهُ بَهَانَ مَعْبُودَلَسَتَهُ وَهَرَجَيْهُ بَهَائَهُ لَسَتَهُ خَدَاءَهُ لَسَتَهُ
اَفْرَأَيْتَ مَنْ اَخْنَنَ الْهَهَهُ هُوَاهُ لَهُ پَسَهُ بَأْيَدِيْكَهُ وَرَكْفَتَنَ آلَ كَلْمَهُ صَادَقَهُ باشَيَ وَمَجْبَتَهُ غَيْرَهُ
رَاهِهِ تَامَ اَذْوَلَ بَرَآئِي وَقَبْلَهُ تَوْجِهِ خَوَدَهُ دَارَهُ ذَاتَهُ الْهَيَ حَصَرَكَنَيَ -

يَا رَبَ زَوَّلَهُنَچَهَهُ مَنْ كَدَامِي خَوَاهِمَ

اَفْزُونَ زَهْزَارَ پَادَشَاهَهُ مَيْخَوَاهِمَ

هَرَکَسَ زَورَ تَوْحِلَجَتَهُ مَيْخَوَاهِمَ

مَنْ آمَدَهُ اَمَ اَذْتُوْتَرَامِي خَوَاهِمَ

سَخْنَ خَوَاجَهَ اَحْرَارَ اَسَتَ كَهُ هَرَجَيْهُ دَيْدَهُ شَدَوَ وَالْسَّتَهُ شَدَهُهُ غَيْرَهُ اَسَتَ بَلْكَمَهُ لَا اَهْزَانَقَيَهُ بَأْيَادِيْكَهُ
بَدَانَكَهُ بَأْيَسَ تَنْزَهَهُ وَتَلَهَّسَهُ هَرَكَجاً مَوْجُودَهُ اَسَتَهُ بَهَرَهُ دَرَعَالِمَ مَعَانِيَهُ وَآهَهُ دَاهَهُ وَچَهَهُ دَرَغَيْرَهُ آلَ مَثَالَهُ وَ
اَشْبَاهَ اَوْسَتَهُ اَذْ اَطْلَاقَ تَنْزَهَلَهُ نَمُودَهُ - پَسَهُ بَرَتَهُ بَادَهُ كَهُ سَعَيَهُ كَنَيَهُ كَهُ اَوْلَاهُ حَصَرَتَهُ خَوَدَهُ دَارَتَهُ تَوَيْهُ
عَلَاهُرَسَازَهُ تَاهُولَهُ دَرَالَ مَقَامَ اَسْتَقَامَتَهُ بَيَانِيَهُ - هَمَمَ تَفَصِيلَهُ اوْ دَرَهُمَهُ بَهْمَهُهُ اوْ دَرَایَانِيَهُ وَحَقَ رَاهَزَ
بَاطِلَ اَمْتِيَازَهُی نَهَآهُكَهُ چَوَوَنَ نَابِنَیَانَ بَيَهُ تَفْرَقَهُ وَتَمِيزَهُهُ رَاهَدَادَانِيَهُ وَخَدَأَگَوَنِيَهُ

رُبَاعِي

سَوْفَنَطَانِيَهُ كَهُ اَذْخَرَوَ بَيَهُ خَبَرَهُ اَسَتَ

گَوَيدَعَالِمَ خَيَالَهُ بَيَهُ اَنْدَرَ نَطَرَهُ اَسَتَ

آهَمِيَعَالِمَهُمَهُنَ خَيَالَهُ اَسَتَ وَلَهُ

پَيَوَسَتَهُ دَرَوَ حَقِيقَتَهُ جَلَوَهُ گَرَاسَتَ

لیس کمثلاً شئٌ و هو السیح البصیر والسلام علی من
اتبع الهدی -

بیکے از مریداں که خیلے از عمر صرف خدمتِ ماؤک کروه بوده اور انواع گرفتاریهای میستی ہے
پوصلان او درین دیده بودند که بخلافت وصفت قدر تربیت و پرورش فرمائند۔ مدتها در ذلت
بیکے اعتباری از هرچیچ تمام ترمی و اشتیادش و بظاہر نادر بود که با واتفاقه فرمائید بآنکه در تربیت
اکثر مریداں بلکہ بھرہ صفتِ جمال و عنایت غالب بود و ہمیں مخلص بدین فتحم تربیت اختصاص یافت
اما بعد سیمہ چار سال کما بیش صحابہ اللہ که از رحونت ہاوسستی ہاکہ غایت الغایت قوی بود و ایں مخلص
از سعی خود و سنت شعسته بود و برکت الطاف حضرت پیر و شیخ علیہ الرحمۃ حق سبحانہ خلاصی خشنید
و آں مهر ہا بالا نوع الطاف تبدیل یافت چنانکہ و رجیز بیان نیاید ایں رقصہ بآن مخلص نوشته شد۔
للہ علیم۔ بیکے از مریداں حق تعالیٰ از قید ہستی و حجاب خود پرستی برہاند۔ قوی ترین اسباب
وصول احتراء و احتناب از آزاد خاطر ارباب قلوب است۔ بزرگان فرموده اند کہ اگر کسے از عرش
بیفتد آں قدر نیست کہ از دلے بینیت القصہ خوں می باید خور و تمام ادب باید شد تا طفل نیاز و عجز
بظہور آید۔ از پستان مکرمت شیر تربیت و رجوش شود۔ بخود پیری و خود مرادی و قلمدری کارے
پیش نمی رو۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَةُ غُچُون خاطر دلی نعمت شما بسیار متوجہ مراجعت شماست
البنتہ عنان بعزمیت بگردانید تا خواہید آمد ما را خواہند گذاشت ہمیشہ و زنگیف طلب شما خواہم بود
مع بیا و ازول من کوہ ہائے غم بودار
زیادہ میبا غفر نرفت۔ والدعا۔

ای رقصہ و فقر و نیستی و تغییر بعلو ہمت و بندگی نمودن بر و فق شرع مشریقت و از حال سکر
که مانع رفاقت شرع باشد حسب تن مناسب حال طلبی قلمی فرموده اند۔
بهم۔ بمناسبت حال طلبی چندان کہ می خواہم که خود را در خلوت خانہ فقر و نیستی افگنده با بود
نابود خود پسازم و شرکایت گرفتاری و خرابی خود در میان نیارم عیسیٰ نمی شود۔

ع. ولی ہمی گوئید کہ من تنگ آدم فرماد کن

شیرین ترا نکھ مطلبے کہ گریباں گیر طلب و قلق گشته از جائے در آرد بدبست نمی آید۔ پیر جام علیہ الرحمۃ می گوید کہ آسودہ تریں خلق در ہر دوسرا غافل چند ند که در نفس آخر تائب و موفق نہیں نہ خوش گفته است۔ اگر طلب حقیقی دراں وقت دامنگیر شان نشو و من کان فی هذن لا اعْسَمی ف هو فی الْخُرْدَةِ اعْسَمی۔ بارے بہ حال الحمد لله علی ما الغشم

ع. بلا و محنت شیرین کہ جزو با او نیاساتی

حضرت حق سچانہ با درخود بدارد و بہماں درد برد و بہماں در و محسور کند ہر چند کہ در نظر یا ریک بیناں و عالی ہمتاں حقیقت شناس بود و نابود امور یکسان است حقیقت سر را با فقر آرامی است۔ ہر چند کہ نفس و دل را بحکم بعد و غفلت گاه گاہ حرکتے بہت مقاصد خود می شود و آں حرکت سبتوت تجلیٰ ذاتی و ظہور غیب ہو بیت فرود فتنہ ناچیز می شوند۔

ع. صفت مغلوب را ہوتے بسند است

عائمه الامر بہت امتنال بعضی از عبادات مامورہ و اخلاص در آں بلکہ بہت تحصیل فقر و حقیقت بندگی آدمی محتاج است یا نکریک و فخر ادو با بالیست او در سبتوت تجلیٰ ذاتی تمامی سبوزند چوں اثرے از آثار شعور نماند و قضا و غیبت بکمال خود بسند دراں مقام استادون نقش و تعظیل است کار بندگی و بجز و مظہر شیون لامتناہی شدن دار و البته بہ حملہ خود را و مقام شعور می باید و اشت پشتر انکہ شعور وہ الگا ہی محفوظ باشند میری اللہ یے نہایت است بیچ و جہ نیقصان راضی نباید شد کہ خلاف مرضی حق است حق تعالیٰ عالی ہمتاں را و دست می دار و والقصہ عین الدوہاب می باید شد عبادت بے غرض و بے عوض می باید کر د۔ قل ان سکنتم تسبون اللہ فناستی عومنی بحسبکو اللہ۔

امرو اجب الامتنال است ہر جائے فکما یکہ ہست والبستہ بمنابعہت سید الاولین والآخرین است صلی اللہ علیہ وسلم سید الطائف چنید بعد ادمی علیہ الرحمۃ می گفت کہ پیش مون شراب خود دن بر از حائل که مانع رکنے ازہار کاں شرعاً یعنی باشد رضوان اللہ تعالیٰ علیہ این است حق صریح و علم صحیح زیادہ چچ گستاخی کند۔ والسلام والکرام۔

در اینتاب از آنچه نباید و ترجم بخلق بودجه که مرضی شرع است بیکے از سپاهیاں که ائمہ رأ اخلاص می نمود صادر شده بود.

۵۷- بیکے از سپاهیاں - حق جل جلاله و عَمَّ تَوَالَّهُ بِعَيْنِي فضل و کرم معامله نماید و محتاجاً را در پرتو پراغ افزونه خود را هم قصود کشاید اِرْحَمْ شُرُحَمْ کلمه محقق است فهم بیمهل مشقال ذرۃ خیدگار کا - ہر چیز بکاری بدر و بی مشهور است ہے
آسائش دو گیتی تفسیر ایں و حروف است
باد و سماں تلطیف با و شمعت ایں مدارا

سیاست کہ بحکم شریعت غرر و ملت بیهینا می محمدیہ علی مصدر بآصله والتحیہ مقرر شده خارج ایں حروف امریست باد و سمت و دشمن و نفس و غیر کردی آں سیاست بحقیقت مرود است بیکے از حضرت عالیہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پرسید کہ خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حق سچانہ در قرآن مجید است ایش آں نموده کہ إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ چہ بود آں صدیقہ عارفہ فرمود کہ کان خلقوه القرآن یعنی ہر کجا کہ بحسب قرآن لطف باسته نمود لطف می نمود و ہر کجا قهر قهر، او بنام اخلاق الہیہ بود ہے
بود آنلئیہ کہ عکس خورشید وجود

جا وید و رو بصورتِ حصل نمود

با الجملہ مسلمان می باشد و تجاه منقاد فرمان المی
ع ایں مشوار مشوش میان شو

والدعا مع الاخلاص

طالب علی مسافر التماں نصیحت نموده بود اذ برائے او ایں چند کلمہ را نوشتم و ایں طلحہ متوجه زیارت حرمین شریفین زادھما العذر شرافاً و کرامۃ بود. در همان سفر در راه حضرت مدینہ رحلت نمود. وقت مصحوب بر قفا نے خود نیازمندی که لسبیت بخادمان ایں درگاه نموده بود ازان عبارات چنان مفہوم بود کہ برکت نورانیت ایں سفر مبارک و نذکار محمد علیہا حضرت ارشاد پنای

طالب علم مذکور را رابطہ عظیم پائیں درگاہ حاصل شدہ یو دَاللَّهُمَّ مَتَّعْنَا
بِاللَّمَاءِ طالب علیکے۔ نعوذ بالله من عله لاینفع عاقل عاقبت شناس رالازم است کہ تحصیل علوم
را کہ عمل مقتضاتے آں ہا فرض است اختیار کر وہ عمر صرف تصفیہ ول و تزکیۃ نفس کند کہ جحاب میان
بندہ و آفرینیدگار عزم شناخت بجز و سادوس و خطرات و توجہات بصور اکوان دگرفتاری یہ ہو ائے نفس و
آرزوئے لا طائل بیچ نیست حضرت حق عز و اعلیٰ اذ ہمہ پیغمبر یہ سہمہ پیغمبر نزدیک تراست ہے
او بہما از ما بسے نزدیک تر

داندہ آنکس کو نہ خود دار و بھر

بازماندگی و دوری از اندیشه هائے گوناں گوں است و سرمایہ اندیشہ صفات بشریہ
دقیقی قریں سببے و تخلیص و تفریغ باطن ازیں ظلمات التفات خاطر برگزیدہ از خود رستہ مظہر
رو و قبول گشتہ قبول او قبول ورد او رد باید کہ و رویزہ دلہائے کنی و بصد عجز و نیاز و رو دلی
پیش آدی ہے گروہ در دلیش می گرد از گزارف

چوں نشان یا بی بج د میکن طواف

چوں ترا آں حشیم باطن بیں نبود

گنج مے پسند ادار اند رہ وجود

و صیحت دیگر آنکہ باہر کہ در باطن او طلب معرفت الہی نیست صحبت نداری از علماء دنیا
کہ علم را و سیلہ جاہ و تفاخر و زبان آوری ساختہ اند چنان اجتناب نمائی کہ آدمی از شیر ہموارہ
تو سل لفربات و عبادات نبودہ و صلوات بر سید کائنات فرستادہ از خدا بخواہی کہ آرزوئے غیر
خود را از دل تو بر آ در وہ صورت لہیں الملک الیوم لله الواحد الفهار بظهور رہ ساند۔

سے کاریکہ در و منفعت نیست مکن

یار سے کہ در و معرفت نیست تکیر

والسلام والکرام

رُباعی

۷۴۳-۷ افضل دیدی که هرچه دیدی بیچ است
و آن حمله که گفتی و شنیدی بیچ است

سر نام سر آفاق دیدی بیچ است
دال نیز که در کنج خردیدی بیچ است

این رُباعی از فطرت عالیه و استعداد و لطیف بظهور رسیده، نشان تقریبی از باطن شعله می‌زند شاعر درین معنی اصیل بوده یا مرتبه باصیل چون ظهور کلام الهی در باطن کاتب و حی ببرحال طوبی‌له - تقریبی دید جمال اقدس از نعمت جمال است و الا از نسبت دید چیز نمی‌بینیم بلطفی کنه ذات صورت منی بند در هاں تا هر زه برخود نه بندی علامت این سعادت تبرید دل است از مجموع نعم و نیوی و آخر وی و گرشنگی و بے نیازی از مجموع احوال مشاهدات و انجذاب و قلق و ائمّی بجانب احادیث - آرے وجود تعطش مشاهدات با وجود نسبت آفرید از ساده لوحی بجهت ظلم و جمل السایر بظهور حی رسید که مورث بک و مکراست یعنی شامد مراد من اینی در برآید و در بسته من ازان جانب کشاید یا از نظر تلطیق محبوب و احاطه ای او یا از حرم اطلاع بحقائق رسید - پاچمه منفرد را از آنچه در ای است ازان تنزیه و انقطاع شرط است اکنون آمدیم بظریت تحصیل این سعادت عظمی اقرب طرق نیازمندی و دوام ملازمت و رعایت ادب باقصی العیاشت نسبت یکسی که باطن شنی توجه راست بجانب الهی پیدا کرده باشد و خود را در ای توجیه بر ماد داده و از توجه نیز مفلس گشته باشد و بعد ازان تعلم و کریما راقبه ازان ممکن عزیز الوجود

والسلام والاکرام

این رفته بیکه از مردان مخصوص که در کسوت تماباں خوارامی گرفت از روئے لطف نوشتہ بودند -

۸۴۳- به بیکه از مردان مخصوص - از کار رفته محمد الباقی عرضه اشت می‌کند که خاطر پر لیشان را هموار

مقبول گردد و امید که فضلاً و کرم آزادی طرف نیز این معنی به ظهور رسد و تا هنگام شرف دریافت آگاهان
گوشش خاطر درین بنا شد مخلص پنایا لغتی وجود و بدل روندگان را دوباری است که با مدار آن دفعه
نیستی طیران کرد و بسوار اعظم فقری رسند خوش وقت آنکه توفیق قبول این دو مسافر غیبی پیدا کند
والسلام على من اتبع المهدى

ایں رقصه در صیحت پرسی بیکے از آشنایاں قدیم نوشتہ بودند.

۵۷۴- حق سچانه و تعالیٰ بآخودار و از آندیشه غیر خود رهائی کرامت فرماید الا حکم شی
ما خلا الله باطل هے خدا است آنکه نه مُر و است و جاوداں جامی
و ما سوا خیال مزخرفت باطل

حقیقت ایمان کندن و پیوستن است داع

لیعنی از غیر کنی ول بحمد پیوندی

در ویشی ہمان این معنی را از پرسخود سوال کرده وجواب بقطع ماسوی شنیده سکر حال سایہ
را برآان آورده که در برابر گفته که پیش از این اگر ایں حقیقت را می شنیدم بتونیز نے پیویتم العرض
ه تعلق حجاب است و بے حاصلی
پھر پیوند ہا بگسلی و احصالی

زیاده چھ گستاخی کرده شود عذر لقصیر ہر چند که در چیز قبول نیفتد ناچار اشارت کے باشان میباشد کرو
خدمت طغیتی که از بے قوتی و صنعت ما با خبر آند و از شیوه تکلیف مبررا اند بیان عذر بآخوند
کرد حق علیهم است که کبر و هستی و کاملی و خویشتن داری و عدم اخلاص و حقیقت نا آندیشه
مانع غایبت - والدعا

بیکے از علماء مخلص که بنا بر ضرورت معیشت بلشکریان ہمراہی اختیاره نموده بودند و دیگر
عصر دیگر ملک ہند تجھیں میعیشت بے ایں چنین صورتے مشکل بود و ترک ایں علاقہ و رنظر
عقلی زمانیاں مستبعد بی محل جی متوجه عالم نہ کو رخواست که ترک اسباب میعیشت نہاید و بایں

آستان را استان رجوع کند و آن سپا ہے کہ ہر اہ بودند نزد ایشان سبق می خواهد نہ۔ بیکے از مخلصان درگاہ که در ان شہر بود رجوع منود کہ سعی باید منود کہ حضرت ارشاد پناہی منع مشاہد الیہ اذیں خیال کنند و تجویز فرمائند کہ ماہم باشیم و درس هم برپا باشد آن مخلص عرضدا شست لوشت متفضمن آنکہ ایں ولو لہ ترک ایں عالم مسطور خوب معلوم غیست کہ مستحکم باشد یا نہ مباود اتفرقہ بار عیال سبب عدم حصول جمیعت مطلوبہ گرد و بلکہ ایں مخلص گمان غالب داشت کہ ایں عالم طاقت محنت نہیں آردو درسے کہ منعقد است بر سهم می خودو۔ اگر ایں عزیز مدرس را از ترکِ معیشت و آمدن منع فرمائید صورتے دارو۔ درجواب آن مخلص ایں رقعتہ لوشته شد۔

۲۰۔ بیکے از علماء مخلص۔ ان بعض الظن اثر حسن ظن بدانایاں آخرت پیں آنست کہ طاعم فناے دنیا و پیے حاصلی اہل آن و جمال توجہ مطلب علیا اریاب بہت از خود و مراد خود گزشنٹ و از نگ مطلب قاصر و پیے حاصل بودن و از دائرہ وجود رستن خبر کرده باشد انکوں صاحب ایں دید اگر در ہر اسی شکر کہ بچے نیت صحیحہ شرعیہ مجوزہ نیست فتویے در اسباب تحقیقی مقصود مذکورہ بلیند چوں تو اند خود را بودن لشکر قرار و ادھم رزق فرزندان لا تلق بحال تو کل نیست اگر در خود ایں حال را بیاند فهو المراد والابصر درست با مور مجوزہ شرعاً چنگ می باید ز و بالجملہ سر کجا کہ عبادت حق سبحانہ بوجہ اتم بیهور می رسد و یہم تفرقہ نیست آنچرا ازاد است نہی باید داد و شک نیست کہ تعلیم علوم دین از عبادت است خصوصاً وقت کہ متعلم منقاد احکام ویں شود و بصیراً بید عالم در امور شرعیہ عمل نماید باقی علم خدمت مولوی نسبت بفقراً اتم است

درجواب مخدومی ملا ذی اسٹادی میاں شیخ احمد سلمہ اللہ کہ متفضمن احوال میاں محمد صادق و میاں مسعود ہم بود صادر شدہ و چنان بجا طراست کہ اول کتابتے کہ حضرت ارشاد پناہی باسٹادی مشاہد الیہ لوشته اند این است و محمد صادق مذکور کہ ولد استادی مشاہد الیہ است از طفویلیت بعض آثار و احوال عظیم او ظاہر است و در زمان نوشتن ایں عنایت نامہ بغاہیت خود سال بود بنابر حکمتے و مصلحتے ابتداء و کتابت بنام ایں ولد شریف ایشان لوشته شد۔

۲۱۔ ب محمد صادق و شیخ احمد سرنہدی۔ قرۃ العین محمد صادق برخورد از ظاہر و باطن گرد و احوال

چنانچه ظاهر است مستوجب حمد است بہمان حضور خود باشد از غیبت و استغراق اندیشه نیست
 انتشار اللہ العزیز سکر بصحو آید و فنا در شوران دراج یا بد مولینا محمد مسحود از کشف قبور اعتبارے
 نگیر و کشوف صوری محل خطای لغرض است سعی کند که حضور مع اللہ ظهور یا بد و دام پذیرد.
 هر چند که عالم صاف شده باشد و معلمی نور آنیت نیز از نظر بصیرت استقاطی افته در کار سعی باشد
 که جذب خواجہ و حضور ایشان دیگر است. در این موطن از ماسوی نامم و لشانی نیست و گاهی با کلیه
 و اکثر بالاصالت توجیحی است. اکثراً جمیعت همراه گاهی بجهت وقت بجهت خصوصیت که عرش مجید است
 در وهم می آید و گاهی بجهت را فرمی گیرد و معنی دال اللہ من و رائهم هیچ طبیعت ظهور می رسد.
 اگر صور مصنوب و اشکال صوری محول شده اند و بمحض خیال و سراب بجهت اعتبار اتفاق و در همین وقت
 نزد دریافت خیالیه صوره هو الاول والآخر نیز در میان می آید و اگر در وقت فروگرفتن آن توجه
 همبه جهات را یا اکثر را صور و اشکال بالکلیه محو شود و صفات ائم ظهور رسید و معنی لیس فی الدیار
 غیره دیار و جلوه آید بوش یا بد که کسوت محنوب در میان است لا اقل صفت حیوة
 و هستی اکنون یک واقعیت دیگر بشناسد که در وقت ظهور دال اللہ من و رائهم هیچ طبیعت نیز می تواند بود
 که همچین کسوتی در میان باشد بارے تحقیقت هنفی مقصود در دریافت و ادرأک نمی آید آنچه عشق و
 محبت است و تصفیه سراز ماسوی و آن تحقیقات که در رساله سلسلة الاحرار نوشته شد. بعایت
 عامل ض است درین محبت آن را بگزارند و مدار نبرادر اک متعارف به نهند حضرت خواجہ نقش بندی
 خواجہ پاک نقش و پاک نفس

قدس اللہ ناصرہ القدس

می فرموده اند که هر چند بیده شدو و انتہ شد آن همہ غیر است بکلمه لا آنرا نفی باید کرد و میان
 شیخ احمد نیز حال خود را درین صحیفه مطالعه نمایند و بدآنند که نا استغراق و استهلاک و حضور ذاتی و
 وحدت اصرف ظهور می رسد. اصل ای سلسله اسم فنا برای نمی نهند و آنکه ما بپوییم که یک دلجه
 دیگر در میان است این است تحقیقت این سخنان مشنا فهمه معلوم می شود با وجود برائے
 خاطر شما تو شیتم و السلام والاکرام

اين رقصه بسيكے از مخلصان درابتداء نوشته گوئند.

لامم۔ به يكى از مخلصان درابتداء بعبارت تيکه ترجمان حال اين بىے حاصل تو اند پود۔ مرغم تکلف است بنار عليه ازان مقوله اغماض عين نواده بدعا کے سلامت قلب واستقامت عمل می کوشد حق سچا و تعالیٰ طاہر را معتقد فنا کے شرعیت و باطن رادر استیلاست حقیقت دارد۔ فوق همه سعادت اين است قبول دعا و ظهور تصرف لازم کمال نیست۔ ۴

تمیاش اصول کمال اين است و ليس

چوں در عمل تمام انقیاد و متابعت شدی و در علم بتعین دیے نہایت وجود تو اذمیال بخا
بعد ازاں اگر تعین نمود هم تو اند ۵

رو در وکم شو وصال اين است و ليس

بعد از ظهور حقیقت وصال صحبت و اصل کبریت احمر است و مفید کامل گو منظر تصرف
نباش۔ بار سے آنچه از سخنان اکابر دین فهمیده ايم و مطلب باطن ما آن است حصول اين چنین
سعادت است رزقنا اللہ تعالیٰ و ایا کھو چوں از عنایت نامه اشرفت بُتے آن می آيد
که قبول دعا و افاده تصرف را داخل مطالب و اشتره باشد پفع آن قلم جریان یافت۔ اميد
گاهایمت بران گداريد که خاطر اهل حقوق خصوصاً والده از شخاور بار تباشد و الله العظیم
که نشرط اعظم در وزو و موهبت الہی ایں خلق است باقی حاکم اند و دان رجدیہ الہی و قوت حال گیفتنی
که اختیار از دست رو دیگر است ما بران اطلاع نداریم اگر پیدا شدہ غذر رامی خواهد القصہ
مدار این راه بر تیز سو شی دنیز گوشی است تقلق و اضطراب و دید بعد و نقصان و مضطرب پودان دل
احکام الہی بتوسط خاطر جوئی و سلیم ولی مقصود افرینش است مشاهده خود در عالم ار واخ رحم بود خواه
ابوالمنظفر که معاصر شیخ ابوسعید ابوالجیر نو و می گفت که هشل ما باشیخ ابوسعید چوں کاسه از زان است
که یک دانه شیخ است و باقی من و چوں شیخ شنیدند تو اضع نمودند و فرمودند که آن یک دانه تیز
ایشانند مایرج نه ایم می گفته اند که آنچه مردم در قطع بوادی و مقادی یافته اند ما و چار بالش صدات
یافتدیم۔ فی الواقع این معنی رایج پیغیر حالی نیست۔ نیازمندی و شکسته ولی می باید آن نیز در اغلب
بار سے از برائے خدا خاطر ضعیفان را بیه ضرورت شرعی شکسته نسازند۔ در جمیع سخنان اول اذمیان الین

مُهُود کی نگرانی شدہ اندکہ مولانا علاؤ الدین مکتب دار می فرمودند کہ یک بار خاطر پر فقیر از فقیر دربار پود و حسب شریعت حق در جانب ہیں پوچھ دیکھ فطرہ درگردان انداختہ سر بر زمین نہادم و عذرخواستہ با وجود سی سال است کہ زیان آنرا در خود بخیم در نفخات در ذکر بعضی از اکابر مذکور است کہ در نصیحت بعضی از طالبیاں کہ خدمت والدہ را گزاشتہ نجح می رفتند۔ فرمودہ اندکہ من سی رج پیادہ بے زاد و راحله کر دوہ اصم بتوی دھم تو اضافے خاطر والدہ ہیں دہ۔ زیادہ چھ گوئم۔ والسلام۔

ایں رقصہ بیکے از مریداں شرف صدر یا فتح
۳۴۳۔ بیکے از مریداں۔ عرضہ اشتہ دو تریں مخلصاں محمد الباقی می و اندکہ چھ تو بیدندے دلے کہ
مرات شیون وحوال خود شدہ محتملے بدست آرو ورنہ بالی کہ بقوت فضاحت تمثالي از شکست و
ریخت باطن بوعصہ ظہور بزگارو۔ العقصہ ہماں طفلم کہ نہ از مرض انکا حرم و نہ از بیان ایں کہ بور سر آنم
و باطلہار وجوہ بسی طریق ترقی می کنہم نیز از قوئی تریں مرضہما است ہے
ہر جہ پر گیر و علٹے علٹت شود

ایں ہاہمہ یک طرف خود را بر شاہراہ فضل و کرم انداختہ امام۔

تو بعلم ازل مرا دیدی

و دیدی آنکہ بعیب بخربیدی

تو بعلم آں و من بعیب ہمال

رو مکن آنچہ خود پسندیدی

عروہ و شفیعیں قبول است حق سبحانہ و تعالیٰ آثار و برماست آں بظہور رساند۔

مخلصی بعائست الہی و برکت صحبت عالی حضرتی الشیان اندکسب و معیشتیں کی کہ داشت
قطع نظر مودہ پوچھ وریں وقت بحسب ضرورت و حکم سلطان وقت از شرف صحبت دور افادہ
پوچھ۔ ایں رقصہ ہوائے او لوشنا پوچند۔

۳۴۴۔ پر مخلصے۔ الحدیث۔ انہا الاعمال بالثیات ولکل امر عزم ماذوی فیں کانت

هجرت الی الله والی رسوله فهجرتہ الی الله والی رسوله (الحدیث) مبارک باشد
 هر که تهنی کبیسه تر آسوده تر خصوصاً درین وقت که ونیا طلبی و عزت جوئی غمین بیه وینی و پشم از آخرت
 پوشیدن است آنچه ساقاً مرقوم بود ن باختیار ما بود شکسته ولی هاین خلق بیک باز خاطر ندارد
 و رلود و رتحت سلطان شفقت علم التعظیم لامر الله جمال خود را اذما پوشیده قلب الموسمن
 بین الانصیعین من اصلاح الروحین دیقت بهایکیف دیشاد با این تکریم خان بر سر آنهم که
 تعظیم امر والده در اموریکه علماء دین پور فرار واده اند اهم امور است تحقیق و تقوییم بلخ نموده
 ساخته و چیزی اخذ مدت باشند مرضی ولی لغت است آنست که خود را بجانب کامل بکشند و بجهت شکامد و
 معاشی با مداوایشایی در این جانب بگیرند چنانچه بزرگ که و والده ایشان و بعضی از عورات
 دیگر این معنی را ظاهر ساخته اند انشاء اللہ العزیز آنچه مرضی حق باشد بر آن قرار باید سخن خواجہ عبد اللہ
 انعامی است که اگر خواستی داده و دادمی خواست غاییش درین میان نازه و محبوی های رود.

ایں نیزه لائیشی است - مثنوی -

چه خوش نازمی است ناز خوب رویاں

زدیده راندہ و زدیده جویاں

پچشی نان بے اندازه کردان

بدیگر چشم عذرے نازه کروان

اگر نیک و نگری از تو همیں طلب و نیاز مندی دلیله آرامی مقصود المرت نهایت محبت
 آن است که چون محبت طلبی نماند مثنوی -

عشق عاشق چو سرکشد بجمال

باشد از غیر عشق و تارغ بال

عشق را تبدیل خود سازو

ول ز محشوق هم به پرواژه

ایں جا است که در عین هرا و از مراد نامراد شوی -

درین مشهد که انوار تخلی است سخن دالم ملے ناگفت اول

دریں روز باراً واعیہ سیر و لایت قوی گستاخ امید است که بعد از چند روز دیگر متوجه شویم
خدمت میان شیخ الہزاد خویشتن دادی کرد و خود را بپولن و ماندن قرارداده از طوبی ملن
یکون معه فیغور فی راعظیها.

بیت ۵

و اغ بے یاری و درد بے دلی

ایں ہمہ بونخود پسندیدیم و رفت

باوے ہر کراہ لازم است الشان عیسر شود غنیمت است حقاد بحر نت اللہ کہ نہ تکلیف همیگویم
و اویم نشان دُن گنج مقصود تو

گران سیدیم تو شاید برسی

۲۵- حق سبحانہ و تعالیٰ الطیفہ السائیہ رابر صراطِ مستقیم وارو۔ توجہ راست کہ گرفتار عجیب
ذات بودن و از حقائق توحیدیہ و فروع آں پر ہیز نمودن است بالآخریں ہمہ سعادتہماست
انشار اللہ العزیز صفاتے آں واستقامت و راں روزے گردد۔

ایں رفعہ بجا تب کیے از امراء کہ اطمینان اخلاص می ممود بالتماس و مہماں نہ ملخصے کہ خود را در
لباسِ حملہ امی گرفت فلمے فرمودہ بودند و آں مخلص را دریں التماس میا خرت بود۔

۲۶- به کیپے از امراء حق سبحانہ بمعنیہما تے مقاصد کہ ہمگی امر و فرمان شدن است رساند اعتماد
جز بیان نیست کہ ما و بایست ما پر خیزد و شرع و بایست آں بجا تے ما پہ نشیند تحقیقتاً آدمی
کہ بہ نزدِ اہل تحقیق رویح مجدد است مجال مخالفت پہ جمود خود ندارد۔ چہ از عالم امر است۔ و
عالی امر علی را گوئید کہ بجهت عدم قدرت بونافرمانی تھی اذ فعل نامرضی و راں عالم واقع
نشدہ۔ اما چوں تعلق جستی بایں پیکو ہیو لافی پیدا کرد خود را در و گم ساخت و با حکام اوتحقیق شد۔
تاب خدر یکہ بسیار سے منکرو وجود خود نشدند و ہمکل محسوس را بخودی برداشتند۔ فانی از خود و باقی بھیو ای
زیستند و بعثے پیشتر فرورد نہیں و نہیں و افر کسب کر وند ہوا تے نفس را خدل کئے خود والستند

بتمام منقاد فرمان او شدند القصره مقصود آدم شدن است که از لوازم آن است انقیاد و سلیم نام
دایی جز به فنا تے نفس دروح پرست بیا پیدا ایں فنا اگرچه موہبہت محض است شرائط دارد و آن
سبق که درخانواده عالیه بعثتی از بزرگان است بجمله شامل شرائط است و بی آنها حصول مقصود
بطريق سلوک متعدد و محال است و آنچه گفته شده همگی مقصود آدمی شدن است بجهت آن است که
ویگیره هرچه از احوال و مقامات است از نتائج است. اگر وریں نشان بظهور نرسد درنشا آخر که محل
ظهور نتائج است بوجه اتم و اکمل بظهور خواهد رسید. سبحان اللہ چشم جاتے احوال و مقامات است
وصاحب دوستی که بفنان تے نفس دروح مشرف شده لاید استیلا تے شهود و چهره مطلق و صفت
لازم باطنی شریعت است. رباعی بزرگوار این است به رباعی

امر و زوریں خانه بیکے رقصان است

که کل و کوں پیش اویسان است

گرد تو ز الفعاف رگه جنبان است

آن ماہ دران کار تو هم نیابان است

غذل تے روحش شده من جیش الباطن نه خبر از خود وار و نه از ماسوی اگرچه من جیش انتظار
حاضر است بر آنچه می رو و کما تقریب عنی الدنا اهیین الی الله والسلام علی من اتبع الهدی
از جمله فنان تے روح آنست که دنیا و آخرت در نظر همت چیز در آید و در کشف عظمت و کبریا تی
حق کرامات و مقامات از خاطر محو گردو. طالیبان و سالمکان راه حق را قدم اول و طريق توبه بصور
است چه چو هراول را که آئینه جمال نمای مقصود است بقدر معصیت و نافرمانی و خفخت و پریشانی
ظلمت و زنگار فرمی گیرد و بقدر ظلمت نابینایی و ترد و ظهور می کند. همه خوابی ها ازین جاست.

مقاصد را بچراغ دودنگ آلو و ده بمعاصی می جوئند. لا جرم بدلالت مظلوم هر اسم المصل در باوریه
جهت و هاویه بطالت می افتد سخن آن عارف رباني ابوالحسن خرقانی است که راه و وسیت بیکے از
بنده حق و دیگرے از حق په بنده. اول همه ضلالت بر ضلالت است. دو هم په بایت په بایت است
آدمی چوں آئینه دل بکمال صفات رسید و نور ظهور ہستی حق نایاب شد محنی یکدی اللہ نورہ من پیشا
روشن می مشود و حقیقت ایمان روئی می نماید. اکنون و هرچیز رجوع پدری می کند حق می کند

قلب الْمُوْمِن عَرْش الرَّحْمَنِ اَيْسِنْ جَاسِتْ يَاْسِ دَلْ خَرْمِنْ اَسْرَار وَصَدْفَ چَنْدِیں هَزَار دُوْر
 شَاهِوارِ اَسْتْ بَخْطَابِ حَضْرَتْ نُبُوْيِ عَلِيْ صَاحِبِهَا الْمُصْلُوْة وَالْتَّحْمِيْة كَه اَسْتْعَنْتْ قَلْبَكَ بَاْسِنْ
 چَنْدِیں صَاحِبِ دَولَتِ اَسْتْ اَغْرِيْضْ چُونْ بَتَائِيْرَ كَسْمِ الْهَادِيِ اَرَادَه وَصَوْلِ مَقْصُودِ حَقِيقِيِ دَ
 مَشْرُفَ شَدَنْ بَاْيَان تَحْتِيْقِيِ دَرِصَاحِبِ دَولَتِيِ پَيْدَا شَدَنْ قَدْمِ اَدَلْ آنِ اَسْتْ كَه دَرِپُوتِ تَورِ
 مَعْرِفَتِ وَاْيَان بَه بَلْنِيدِ كَه گَنَاهِ زَهْرَ قَاتِلِ اَسْتْ وَدَسِے يَاْسِ زَهْرَ لِبِسِيَارِ خَوْرَوْه وَبَهْلَكِ نَزَدِيْكِ
 رَسِيدِه بَصَرْوَرَتِ پَشِيَانِ شَوْدِ وَهَرَاسِے دَرِلَشِ پَدِيدِ آيِدِ دَرِمَقَامِ تَدارَكِ آيِدِ چُونْ كَسِے
 زَهْرَ قَاتِلِ خَوْرَوْه وَپَشِيَانِ شَدَه وَازَانِ هَرَاسِ اَنْكَشَتِ بَلْكُو فَرِوْهِيِ بَرِدِ وَتَدِبِيرِ دَارِ دَهِيِ كَنْدَنْ آنِ
 اَثَرِسِے كَه اَزِ زَهْرِ حَاصِلِ آمَدِه اَزْخَوْلِيْشِ بَيْرُونِ كَنْدِهِمْ چَنْدِيں چُونْ بَه بَلْنِيدِ تَماَنِبِ كَه هَرَشَوْتِ كَه رَانِه
 اَسْتِ چُونِ اَنْكَبِيِں بُوْدِه كَه دَرِزَهِ تَعْجِيْهِ بُوْدِه اَسْتِ دَرِحَالِيِ اَكْرِجِهِ شِيرِسِ بُوْدِه بَاخْرَا تَزِيْرِ پَيْدَا كَنْدِ
 دَمِوْسِے پَشِيَانِيِ پَدِيدِ آيِدِ بَرِگَزِشَتِه وَآتِشِ خَوْتِ وَپَشِيَانِيِ شَرِه شَهَوْتِ گَنَاهِ رَابِسُوزِ دَآلِ شَرِه بَحْرَتِ
 بَدَلِ شَوْدِعِرِمِ كَنْدِكَه گَزِشَتِه رَاتِدارَكِ كَنْدِ دَرِمَسْتِقَبِيلِ بَرِسَرَآنِ نَشَوْدِه هَمَهِ حَمَّهَ كَاتِ وَسَكَنَاتِ بَدَلِ كَنْدِ
 پَيْشِ اَيِّسِ اَكْرِبَا اَهِلِ شَادِيِ دَرِنِخِ بُوْدِا کَنْوُنِ بَا اَهِلِ مَعْرِفَتِ باَشَدِ پِسِ لَفَسِ تو بَه پَشِيَانِيِ آمَدِ وَاصِلِ
 آنِ نُورِ مَعْرِفَتِ وَاِيَانِ وَفَرِغِ آنِ بَدَلِ كَه دَلِ اَهَوالِ وَنَقْلِ كَرِونِ جَمِيلِه اَندَامِ ہَا اَزِ مَعْصِيَتِ وَ
 مَخَالِفَتِ دُرِوْسِے آَوِرِدَنِ بَطَاعَتِ وَمَوَافِقَتِ۔ پِسِ صَاحِبِ هَرَلَفَسِے رَاكِه اَيِّسِ مَعْنِي لَظِيْهُورِ نَسِدِ
 هَرَنِجِيِکِيِ كَشَدِ ضَارِعِ اَسْتِ وَبِيْوَدِه بَايِدِكَه آَكَاهِ بَاشَدِكَه ہِنْوَزِ اَذْطَالِيَانِ نَشَدَه طَلَبِ چَنِ حَقِيقِيِ تَدَبَّعِ
 اَزِ مَعْرِفَتِ وَاِيَانِ اَسْتِ وَنُورِ اَيِّسِ نَأْچَارَ آنِ مَعْنِي رَاظِيَهِرِيِ سَازِدِ وَاَكْرِصَورِتِ طَلَبِيِ دَرِنَظَرِشِ
 مِيِ آيِدِ مَشَائِيَه اَهِلِ طَبِيِ اَسْتِ كَه بَخْلُوطِ لَفَسَانِيِ خَوَگَرِ فَتَهِ چَهِ دَرِشَنِيدَنِ مَقَامَاتِ وَاهَوالِ اَيِّلَافَهِ
 وَبَرَادِگِيِ شَالِ اَيِّشَانِ خَوْدَرِ دَاهَوْهِ اَهَوالِ خَوْدَرِ اَنَاقَصِ وَنَأْچِيزِ مِيِ بَا بَدِ حَبِّتِ جَاهِ عَنِ النَّاسِ وَيَا عَنِ الدِّينِ
 وَدَحْرَكَتِ مِيِ آيِدِ وَخَلَقَتِ دَرِپِيدِاِمِيِ شَوْدِ اَمَاثِرَهِ نَهَارِ دَاهَرِيَهِ اَهَوالِ دَهِمِ وَبَدِكَه بَيْقَيِينِ بَدَانِدِ كَه اَيِّسِ اَهَوالِ
 مَقَامَاتِ بَوْزِرِشِ شَرِيعَتِ حَقَّهِ بَهِمِ دَسِيدِه بَاشَدِ دَرِمَقَامِ دَرِزِشِ اَفَتَنِ نَأْچَارِ اَزِمَّالِفَاتِ، رَوَگَزِانِدِ
 وَبَوَا فَعَاتِ بَيَارِ اَمِدِ صَورَتِ تَوِيهِ بَدِسِتِ آَرِدِ بَلِيَهِ صَورَتِ طَلَبِ جَزِ صَورَتِ تَوِيهِ بَرِنِدِهِتِ تَماَنِ آنِكَبِيِ اَيِّسِ
 نَيِزِ جَزِ بَنْوَرِ اَيَانِ بَشَرِيعَتِ بَدِسِتِ نَيَا بِيَا زِيِسِ مَقَدَمَاتِ رَوَشَنِ شَدَه كَه تَوِيهِ نَيِزِ اَهَوالِ جَانِبِ
 اَسْتِ چَهِ ظَهُورِ نُورِ مَعْرِفَتِ وَاِيَانِ اَهَوالِ جَانِبِ اَسْتِ اَيِّسِ جَاسِخِنِ قَطْبِ وَقَتِ خَوْدِيَشِ اَبوِالْحَسَنِ

خرقانی رحمۃ اللہ علیہ را معنی دیگر بدست آمد مخفی نماند که توبہ را درجات است. درجه اول توبه اند کفر است بعد از این اذایمان تقییه‌ی بعد از این از صفائی که تحرم این معااصی است چون شره طعام و شره سخن و دوستی مال و جاه و خدر کرد ریا و امثال این مهملات بعد از این از دسواس و حدیث نفس و اندیشهاست ناکردنی بعد از این از غفلت از ذکر حق و اگرچه ساعتی باشد چون درجات ذکر را که عبارت از حضور و آنکا هی است نهایت توبه را نیز نهایت نخواهد بود چه توبه از هرچه ناقص است واجب ولازم است پس در قدم اول پیشیجان شدن از هرچه گزشت و عزم بر انکه در آئندہ آنچه قدرت و اشته باشد بوسراں نیاید از لوازم طلب است این پیش توبه اگرچه در قدم اول ظاهر می شود هیچ وقت از سالک منفک نیست سخن سهل تسری رضی اللہ عنہ که توبه آن است که گناه فراموش نکنی. نظر سے برای معنی هم وارد چه توبه هرگا پیشیجان از جمیع حجایات و منازل باشد هرگز با آخر نمی رسد امریک هوالرامی با دل قدرنامی اللہ چون انجذاب از مبد و حقیقی شده نظر باطنی شد برانجا افتاده هرچه ورمیان است گناه و اشته بھی نظر جمیع مشاہده را بر مجاہد هقدم و اشته اند و آن نصوح که صفت توبه افتاده فحولی است معنی فاعل یعنی کثیر النصح و کثرة النصح بھی اعتبار می تواند بو و اگرچه معانی دیگر تبریز وارد و بعضی از آنها این است که حضرت پیشیجان توبه چنان لازم تائب گرد و که قدرت براراده اقدام بر گناه نماند و آنچه آن بزرگ گفته که توبه آن است که گناه فراموش نکند مطابق این است و آنچه از سید الطافه چنیده روی است که توبه آن است که گناه را فراموش کنی هم از روی این است آنچاید و اشت حضرت و این جا فراموشی حلاوت فالتصویح مبالغة الناصح بمعنی قوى النصح غایة اذکر شرة النصح بمعنی انهاینصح التائب لحظة بعد لحظة فيحفظ عن استماع حديث النفس و تلبیس الختام فی اظهار المعااصی المهمکة فی صورة الحسنة —

ای رفعه بکیه از خلفاء و رجواب عرضیه که رسیده بو و قلمی فرموده اند
۷۴- بکیه از خلفاء حق سبحانه و تعالیٰ یو ما فیو ما آثار عنایت و انوار بهایت را در تنز ابد

واد دو سخنی ور باب در دیشی که بطريق را بطریق مشغول بود و در سطوت آن مغلوب و غائب گشته نوشته بودند. این نوع پیزیز با چه لازم است که از ما پسند و را اوقات صاف از اکابر با هم از رو عالیت فقیر تحقیق نمایند و اگر بنام کاه تحقیق نشو دلیل بطريق خفیه بیه و قوت طالبیان بنویسند باز می مصی ما مصی اکنون علاج آن نوع مشغول آن است که روزی چند کار را نیز دنبیوی را بگوش بگزار و بجد و اهتمام تمام اوقات خود را مصروف آن شغل ساز و نا از هر انتبه صور و اشکال عجده نموده بشرف حضور پرسد و در این ممکن یا بد و در اوقات شخصی را متعین کنند تا اورا حاضر باز و اگر در اثنا شغل او توجهات متعدد پر و پرسد امید است که ز و تر عبور نماید اما بشرط طبیعی حقوق عیال دامن گیر او نباشد والا همان توجه اولی کافی است لیکن در اثنا شغل اگر در واژه کشف را بر و بکشند و بپرسیش بعلم مثال افتاد اصلاح و اولی آن است که اورا بگوئند که نقی آن وقارع بگند و نظر خود را از دائره وجود خود بپرسیل نیند از و بهمیشه سعی در صفا و فنا شے خود حی کرده باشد نگر آنکه غمیت دست و بده آن زمان خود را باز بی شور نیز و بگرد و اگر در اثنا شے بی شوری باز صور مثالیه ظهور کنند همان نقی را از دست نماید کلمه بازگشت را که خداوند امقصود من توی و رضایت تو در نقی و قارع دخل تمام است اگر پیش از فنا از دل این بیار و خواص اولیا مر ظهور کند محل اعتبار نساز و که اکثر لطف لطف ایشان است نه ایشان محقق شده که در انسان کامل هفت لطیفه است لطیفه قلبی و لطیفه نفسی و لطیفه قلبی و لطیفه روحی و لطیفه سری و لطیفه خنی و لطیفه انفی و محبر روح مظہر انسان است که جمیع لطف است و آثار ہر لطیفه علیحدہ چندان معنی نسبت آرچه ظہور ایشان مبشر سعادت است والدعا

بیکے از مخلصان مستعد بود که سر رشته و قافق ارادت و حقوق خدمت رانی داشت و ازین سبب متضرر می گشت این کتابت بر اساسه او نوشته بودند هنوز قاصد نبرده بود که لقریب غیر بپیش آمد و این وعده توجیه قریب عظیمه که درین کتابت است بدیگری از اصحاب کبار که حاضر بود ظهور رسید و همین کتابت را بایں عزیز و اند و افوارع ابواب ہدایت و ارشاد برو شاده شد.

۳۸- بیکے از محلصاں مستعد

کاری مکن که وحشت آشکم فزوں شود

صیدی چوں من ز دام و فائیت بردن شود

مرغ دست آموز شما مزار ناز کے دارد واللہ کم بدست ایں همسکین نیز نیست کم پڑانی
است گرم و سرد ایں بیایاں ندیده بالجملہ بناش می باید داشت بستت اللہ تعالیٰ بین چاری
است که اعزاز و اسطمہ و تعظیم او محترم فیض لا یتناہی است ۵

چوں ز مای بغير ما منگر

الحد ر الحذر ز غیرت ما

زیادہ گستاخی است الشمار اللہ تعالیٰ دریں پنج شمش رو ز متوجه شما خواہیم شد پیش
ایں بیک روزیک نوع اشارت شد با آنکہ اهمال در توجہ سجانب شما نکنیم و از همین جانعاتبانه
نیز همت بر ترقی شما بپندریم تقویق اللہ تعالیٰ تقصیر نخواهیم کرد و یکجا ظاهر شد که شمارانی الجملہ
بنگ و زل عده در میان است اینها در چین و قته چه مناسب انتقامے نمایند که از چین الیقتین
بحتی الیقتین رسیده در اونج بقا باشند تزول فرماند نا آثار پیش مشوق در عاشق مشاهده افتد معنی
مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رہی ذوق شود و سه کل ششی هالاٹ اکا وجہه
تحقیق رسید خلافت الیہ جز دریں موطن صورت نمی بند و سلطان مملکت تحقیق خواجه احرار
می فرموده اند که تا پر تو مارمیت اذ رمیت در باطن نیقتند واصل نمی توں گفت کسے را مگاں
نشود که این معنی در ظهور اوار توجہ بدست می آید ہمہ را بتعت ہمگی ویدن و یکجا است و ہمہ را بتعت
یکجا ہمگی ویدن فهمہ این معنی ظهور کان اللہ ولہ یکن معه شی است چنانچہ در اذل
بو و باز مر آلت کیا کان و یکجا است و یقین است گنجائش تحریر و تقریب ندارد
والسلام والا کرام

ایں رفعہ بیکے از خلفا صادر شدہ

۳۹- بیکے از خلفا مجتہت نامہ آں خلاصہ محشر گاتہ مشیر از احوال و آثار رسید حق سچانہ و تعالیٰ

با علاس درجات و مفهوم ای مقصود بوساند کشوف ضمیر هیچ پذیر خواهد بود و که وقت بعایت نازک است زیرا همه جهات را نیای منسیاً می باشد که دو بنام قوی و مشاعر آن را بطره مقصود را بقلب صنوبر می باشد رسانید تا کمال حق ایقین ظهور رسید مانیز و بین پنج شش روز متوجه شما خواهیم شد . اشارت خواجه بزرگ برای این است که شمارا و بین وقت تنهائی نگزاریم . هر چند که از بین جانیز غافل نیستم چه تو ای کرد وارا خادم شما ساخته اند یاد او داد اذ اس آیت لی طاری بیان کن که خادیها
الحمد لله والمنة

۵۰- زادکم اللہ تعالیٰ شہود او صورۃ صورت و افعہ چمیل است انشاء اللہ تعالیٰ آن را که فنا سوخته شدن تعینات و ظهور آتش تحلى است بروجہ اتمم ظاہرگر و اندیمی باشد که متفرس و متحبس باشید که توحید وجوه و نسبت سابق چه زنگ پیدا کرده و چه تفاوت یافته اگر زنگ دیگر است و ترقی در درجات ہست پس صورت معنی جدید است والا صورت حال سابق مطلع افتاده بارے بعد از ملاقات متحقق "خواهد شد ایضاً
او بما اذ ما پسے نزدیک تر

این اشارت بکمال قرب است که از صفات سلبیه است و عبارت از عدم بعد است یا تفرقه با عنبار صورت و حقیقت است یا اثاب عبارت از صورت اصرت و یا اول عبارت از حقیقت و قرب مطلق است نسبت بمقید از صفات سلبیه است و قرب مقید بمقدار صفات بتوتیه بلکه قرب مخصوص تو سهی بشیش نیست العالم و عیب لا یظهر قط . اصل است محقق و السلام

۵۱- ان اللہ یحول بین المرء و قلبه - کا ایسیت جامع مرظهور امور بخلاف ارادت را و ظور حق و فنا مطلق را که شعور بشور نیز نماند خواه مرء را عبارت از اندیشه بگیرد خواه قلب را یعنی لدفع شعور بالکلیه جزو شهود ذات اللہ عیسیٰ نیست و اگرچه ضعیف الحال و رابطه با محبی مطلع نباشد همچنین خواه مرء را عبارت از تعین اول گیری خواه تعین و اگر قلب را عبارت از احقيقیت جامعه که عرش الرحمن است گیری نیز تمام است چه مانع از ظهور آن

حقیقت مراوات و خواطر پر اگنده است و مجموع این ہا صورت تجلیات حق از من لحیلک عینہ
فلہ قلب لہ صاحب دل کسے است کہ بر تپہ عین رسیدہ است و مقرر است کہ ارادہ وجہ باقی
مسخر است چہ ارادہ بے شعور بھرا و مقصود نہیں و ہمیں شعور عبارت از عین است پوشیدہ نہاند
کہ تو چہ کہ نز و فقد ان شعور بعد از ظہور شش صالح راجی باشد با وجود که مطلقًا بے شعور نہیں است
و آسی نیز حاملے است مندرج در علم بے اوبا اوست فی الحقیقت ارادہ وجہ باقی نہیں بلکہ
ارادہ حصول اوست پس آنرا کہ منتظر فات الہیہ باطلہ نظر منصرف باشد ہلاک اوست چہ آدمی
بوجود دل نسبتے بآدم وارد ہے

ہرگز کہ بصورت آدمی شد خاصیت آمش نداوند
ایں بہمنہ زہر سری توں یافت تا نوبی قیم کجناہ نہادند

از اگر کیا ہے۔ از سهل تشریی پر سید نہ کہ مالیقین گفت اليقین هو اللہ اکابر طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس
شیرازی تعلیم ادا و احمد فرمودہ اند کہ طریقہ مادہ و امام حضور و آگاہی است بے آنکہ پر اگنڈ کی عمریت و فتوی
تدبریت مختل شو و نواہ در لباس ذکر و نواہ در صورت توجہ و نواہ بت و سطرا بسط کیف ما کان مقصود حضور
مع اللہ است۔ ہرگاہ حضور یکیفیتی شد کہ شعور بوجود وغیرے مراجم اول شد آن حضور را وجود عدم
می گویند و ہرگاہ کہ ایں معنی ملکہ صالح شدہ مشاہدہ می گویند و ہرگاہ لغت حضور را نیز اذ غو و ندید
بننا سے تحققی مشرف شد ایں جامعی لا یعرف الا اللہ الا اللہ متحقق می شود۔ و دیں موطن نہ
ارواح است ز اشباح شہود بجانب مشاہدہ افتاد ہرگاہ لباس وجود حقانی پوشیدہ بظاہر آید

لے پڑھیں حق ناگاہ زسد اما بر دل آگاہ رسد۔ و داہم بر دل آگاہ رسد۔ و داہم مرافقہ و دلستہ است
بس بزرگ سبب قبول دلہما است و قبول دلہما تپہ قبول الہی است القصہ چوں حال بیں ہنوال است
روزے چند خود را بر قبیلہ وجود و ختن فرض راہ است۔ دیں طریق اور ادا ذکار مختلف نہیں است کہ بعد از فراغ
آنہا بر کارہائے دیگر بردازند۔ و ز دیہما ہوش در دم است سخن حضرت مولوی خجستہ فرجامی مولانا عبد الرحمن جامی
است کہ اول چوانغ روشن می باید کرو بعد ازاں بطالعہ مشغول می باید شدیہ دل چہ رامے کہ داری دل درود بند
و دل چہ رامے کہ داری دل درود بند

ومجموع صفات خود را چوں چنور دخود نیاید تو اند بود که فضل الله مد و نماید و فضول و اجناس احیام را اعراض پر بینید و بودان اعراض را از معموقات ثالث نماید و دریابید و سرالاتحیان مانع شد را نجعه الوجود در آشنا کار اشود و بربان حال پایی ترا به مرتفع آید. - تباعی هـ

ما حق بد و حشم سرنه بشیم هر دم

از پائے طلب نمی شیم هر دم

گوئند که بچشم سرنوای دید

آں ایشانند من چشم هر دم

و آنکه در راه مسلوک تجلیاتِ الله را بعضی سه قسم نماده اند و قسم اول را که تجلی صوری است نسبت بمنتهیان و اشتبه اند و قسم ثالث را که تجلی ذاتی است نسبت بمنتهیان و اشتبه اند و همچنین آنکه بعضی پهار قسم و اشتبه اند پایی طریق که قسم اول را و دشتم کرد و آندر تجلی صوری و تجلی نوری نام نماده اند و طریقی اکابر صریح آن نیست از همکار الحاد و حلول و تشبیه خارغ از غایت الاهر در ظهور وجود عدم اسرار غامضه است بعد از اینکه در سیدان نهایت بعضی از آن اسرار متشکفت می شود و تجلی صوری و نوری و معنوی را در آن مشهد مندرج می نماید. اکابر در کتب تصریح پایی معنی تکرده اند مانیز طریق متابعت پسپده قلم را از کسر از این تحریر آن نگهداری شوند.

بیکری از طالبان نوشته بودند

این کتابت را بتقریب بزرگ زاده مخلصه بر وفق استعداد او و نوشته شده که مائل بر انتساب علیاً فی قویید بود نوشته بودند. و چوں نسبت این سلسله نشر لفیه جامع نسبت است

له ادل در آمد اینها در فنا است که محل انوار تجلی ذات است. اینها رفع تعیینات از وجد ذات احمد می کنند: چوں مبد و مرجع همه ایمت حقیقت به یکیا متشکفت می شود مشاهده و منظر است امام نظر در میان نه نیم چوں شوی فای احمد بنی همہ منه قدس سرہ

از راه توحید مقصود حقیقی را هم بری نموده اند و اگر نه تقید توحید را با شیوه ایں بگزید گان جمع نمودن صورت پذیر نیست.

رسالت - به بزرگ زاده مخلصه بحضرت حق جل جلاله و حم نواهه اذ اطلاق تنزیل نموده درلباس روزگار افراد ارواح متحلی شده ارواح را از غایت لطافت قوت آن داده بهرچه متوجه می شوند حکم آن می گیرند و زنگ آن می پریند و از غایت امتزاج خود را ازا نمی شناسند چنانچه عامره ناس خود را از پیکره هبوبیانی امیازه نمی کنند و ایضاً هر مخلوقه بجهت عخلوقات را مندرج ساخته چوں ایں چند مقدمه معلوم شد بدانکه هرگاه روح تقید گر فشار می را بخواهند کهلباس تقید و تعلق از پر یکشند و بوطن اصلی خود بود بعضی از اذکار را که حکم بزخ دارد من حيث الوضع مناسب اطلاق است و من حيث التلفظ والتخیل مناسب تقید موش او می گردانند سرعائیاً او بطيئائیاً علیه احسب الاستفادة رُوئے باش جانب می آردو چوں رشته تعلقش ببدن عمنصری محکم است و معنده کس تو پر قلب صنوبی که معظم از کان اوست می فرمائند در همین شاهراه می در آید تا مشاغل بیرونی رو بانداز نهایات مخطل شود قوت الامسه که مدار علیبه دریافت صورت بدان است از هم فروع ریز و چوں

له و رفات قدسی آیات خواجه ما مسطور است که و اذ کر ربک اذ انسیت یعنی اذ انسیت غیره ثم انسیت نفسک ثم انسیت ذکرک ثم انسیت فی ذکر الحن ایاک کمل ذکر غایبه بازگشتوان طریقی را در مقدمه سخه و بخودی می فرمودند که مرامان خود را به آن بخودی درده ده در راه خود اول خدمت بخود کن دانگه بخود لخود بخود راهنم ده

در اشتغال بفتراض و سدن مؤکده چاره نیست صاحب لمعات وی میگوید ترک محظوظ غالباً بعد فراق محب می طلبیده هجرے که بود مراد مجتبی ازوصل هزار بار خوشنز کار بخود را نمی باید کرد بسی و اهتمام می باید کرد که ملکه یاد داشت حاصل شود آن زمان هر میباشد که خوش آید بگندم اهستا و تو عشق است پوآنج برسی او خود بزه باین حال گوید که چه کن من قدس هذلا الدلائل فضل عن الوصول منه قدس سرمه فضل الدلائل مغنى عن الوصول منه قدس سرمه

معیت دُوح بادن ثابت است وجود حقیقی پرداز که پر توصیف حیات است تجلی نماید و پوچل
تبس ظاهر وجود با حکام حقائق الٰی موجب تعدد وجود بی نیست حقیقت منکشافت شود و فنا
و سنت و بدیچه تجلی معنوی معیت است و بقائے مترتب بآن مردم شریعی یبصرو لیں یعنی
و کمال ایں آنکہ سے رہا عین

عشق آمد و شد چون خشم اندر رگ و پوست
تاکہ در مراتبی و پر کرد ز دوست
اجزاء وجود من همه و سنت گرفت
نامی است ز من بمن و باقی همه اوست

واز انجا که المکن یین درج فی المکن است و رحالت شور بانقیار خود ممکن و ریس مفت هم
پر تجلی نوری که عبارت از تجلی بصیرت نور برینگ ایشیز بی شکل است می توائد مشرق شد چه ایں
فرود منزل است این است و قائم منزل وجود عدم اما وجود فنا در مقام لا یعرف اللہ الا
اللہ است و ایں فنا را فناست اتم می گویند جناب ارشاد مائب محمد و می و قبله کاہی مولانا خواجی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ در اشارت بفنایت اتم ایں بیت می خواندند که
در حوزه تقدیم کرد

بُشِّرَ كَمْ بَشَّرَ بَشَّرَ كَمْ بَشَّرَ بَشَّرَ
می فرمودند که تاثیر مرح و ذمم باید که آن توجه و شکستگی را که بجانب حق سبحانه است
مزاحم نشود تا فناست اتم کویند ازین جامعی آن سخن که از خواجه بزرگ قدس سرہ مردی است که
وجود عدم بوجود بشیرت عو و کن را مأذود وجود فنا هرگز عو و نکند معلوم می شود والسلام والاکرام

له ایں جا حقیقت روحا نیت که منظہر تجلی حق سبحانه بنهت احادیث است خلور کند خواجه ما قدسی آیات خود می فرمائید
که بپیده شدن و تھی گشتن دل از ماسوئے حق سبحانه دلیل است برمنظہریت مرتجی حق سبحانه را بنهت احادیث
که تسلیم معارف بحقائق اسماء و صفات ایں معنی تغذیه راست واضح باشد که گرفتار مشاهده نیز گرفتار غیر است ایشان
و رعین مردانه از نامه زاند - منه قدس سرہ

۲۵- دعا گو محمد الباقی در آگرہ گستاخی مفوده ایں کتابت سرمهبر امفوتوح ساخت و تیاز خود را در ضمن عرض مرسل کتابت اندراج مفود الشایع اللہ العزیز مقبول افتاده بہ جنید که ایں پروانجات جمیعیم بر محل و کثیر الاجراست و دخل در قبول و چهاریاں او مورثه ثواب لیکن چچوں سابقه محبت و معرفت واشیدت بیان شیخ رفع الدین واقع است در باب پروانه ایشان زیادتی التماس اطماد می کند حسن امید آن است که در محل قبول افتاده ثانیاً گستاخی می نماید که مردمی است و جوہ احتقاد از صلاح علم و معنی در ویشان و ارتباط نسبتی با کابر ایشان دارد و بعلت اختیار و بعضی حوادث ضروریه مبلغ دویست روپیه محتاج الیه او شده آن در ویشی در باب ایں اختیار بغاوت مفضله و متفرق است - ایں نیز راجح راجح انتیکه بجانب خواجه حسام الدین مستور ساخته اند جمع مفوده در محل لائق سهل الحصول تحواه فرماید موجب سرور دلها تے مومنان خواهد شد -

ایں رقمه بیشخ نظام تھائیسری که یکی از مشائخ وقت است و بمقتضانه آنچه اذ نبان ہر کب شنوده می شود درین زمان سلوک یتیم یک از در ویشان ہند با وہی رسید تخصیص چشتیاں و چوں خود تحقیق عقائد اہل دین و شخص طرق اہل طریق نہ مفوده و با ایں اذ قوت فهم در وشنی باطن در اور اک سخنان طریقہ که باصطلاحی والبستہ نباشد فهم و ذوقی وار و واژ تصنیفات اکابر در مجلس خود حاضر مفوده ترجیح عربی و یا فارسی را از بعضی طالب علماء و علماء زبان دان شنوده قیاس با اور اک سلوک و منشر بخود تحقیق آن مسجدت می نماید و چوں علما مذکور در بیان ترجیحه و اصطلاح مردم غلطہ امی زند پھر فهم سخنان بزرگان از مشکلات است و تحقیقات و تصنیفات شیخ مذکور بدینی ترجیح مسطوره است درین تضادیف لقصانہا و غلطہ اطلاع مردمی شود و بواسطہ گرمی وقت دامدنیار شیخ مذکور از اقران خود مرجع فعلی است و نیز بحسب ایں ترجیحات غلطہ اول قسمها به بعضی اکابر و گوشتیگان اسناد می مفود حضرت ایشان نور مرقدہ بواسطہ اطماد حق بالمشافہ کلمات الحق بظهور رسانید و نیز ایں کتابت دران باب بشائر الیه نوشته فرستادند و بعد از آن دران سائل مسحوت عنده از بعضی یاران ایں عزیز و پدیده شد تغیرات تقریر می کند لیکن یقین نہ شد که شیخ مذکور که در اصل جو هر عالی وارد پر مقصود برده یا نہ حق سبحانہ مشاہد الیه را وہمہ طالبان خود را در شاہراه

شریعت دار و بکو و دبود جیلیہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۵۔ حق سبحانہ و تعالیٰ امیتھا سے مقاصد رساند مقصود ازیں ہمگستاخی جزو راج مذہب فرقہ
ناجیریہ کہ متولی اکابر ایں فرقہ کہ طائفہ عالیہ صوفیہ اند منظور است۔ تاہباد اسادہ دلے بغلط افتاد
و طعن ایں برگزیدہ گان را درول جائے وہ دیا خوش در ورطہ بداعتقاوی افتادہ ہلاک شوو۔
الغرض آں روز در خدمت ایشان بیان کردیم کہ کشف هنوت و جبروت داخل در تخلی صوری
است و کشف لاموت شایر بطور صاحب المفاتیح داخل در تخلی صوری است۔ چہ تخلی صوری
نزد آں برگزیدہ عبارت از ظہور حق است۔ در صورت ممکنہ از مکنات موجودہ فی الخارج خواه
از عالم حس شہادت باشد و خواه از عالم مثال خواه ایں صورت نور بے رنگ بے شکل بے حیز
باشد و خواه امر و گیر باشد۔ و زد ابو البرکات شیخ علام الدّولہ سمنافی تخلی نوری است د آں
متسطان ملوک را در بدایت تو سط دست می دهد۔ شما خود عنایت کردہ فرمودہ بودند کہ تخلی
در صورت نور بے رنگ بے شکل بے حیز تخلی ذات مطلق و دیگر در بیان مشہد اثبات رویت و
دریافت پلصیرت می کند و ایں دریں نشأۃ الانوار از خواص تخلی صوری است مذہب ثانی قطب المحققین
و برهان الموحدین خواجه محمد پارسا در کتاب تحقیقات مفصل بیان لفی رویت دریں نشأۃ کردہ اند
از جملہ عبارات قدسی سمات ایشان در اکتاب ایں است ہمہ مشائخ الفاق کردہ اند۔ تضییل
ہمکہ ایں سخن گوید و تکذیب آنکہ ایں دعویٰ کند۔ و برآند کہ ہر کس ایں دعویٰ کند حق سبحانہ و تعالیٰ
رامنی شناسد و ابوسعید خراز و چنید و دیگر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ و تکذیب و تضییل مدعی ایں معنی
سخن بسیار راندہ اند و کتب درسائل بسیار ساختہ اند و کتب درسائل ایشان شاہد است
بریں معنی۔ تم کلامہ۔ مخفی نماند کہ تخلی معنوی در صورت علوم و معارف و اذواق می باشد و فرق
عظیم است۔ بیان علم و صورت مثالی۔ و مراد ایں علم علیم سالک است و تخلی ذاتی عبارت از
ظہور ذات است در صورت است کہ مبدہ تعین صاحب تخلی است و مشاہدہ جمال مطلق کہ
در فنا فی العذر می گویند معنی دیگر دراد۔ د آں عبارت از انجداب روح است۔ بچمال ہستی
حقیقی کہ عبارت از حقیقتی از حقیقتیات ذات است۔ پہ کیفیتی کہ شور بے ایں انجداب نیز نماند

بعور متوجهان بوجه خاص و مشاهده جمال ذات است و پرده همای آن بطور سالگان طریق تربیت
برگاه منتهی به آن اسم شود و مطلق گفتن باعتبار اطلاق اوست از تعینات گویند و تعین عبارت
از آن معنی است که از معقولات ثانویه است زام امر مشکل . داشت آن است و بگیر صور مشابه را
که عالم جبروت می گویند صفات حق ندانند صفات تحقیقیه علم و قدرت صفات اضافیه عبارت
از خالقیت و رزاقیت و امثال آنها است دیگر کشف ملکوت وجبروت که با صدراحت شما است
و عبارت از کشف در عالم حس و مثال است بکشف در عالمی است که تحقیقت موجود است
دو بزواد عین وجود حق است نزد صوفیه موحده وغیره بوجود حق است نزد علماء و بعضه از صوفیه و
اگر به ناگاه کسے نه عین و نه غیر گفته باشد نه با آن معنی است که شمامی گوئید آن معنی مخالف عقل است
به آن معنیست که نه عینست من حيث الاطلاق و نه غیر است من حيث الوجود . و آنچه بزرگان در
صفات الهی گفته اند معنی آن در کتب مبین است . القصه اگر شمارادرین سخنان توافق باشد اکنون
تاچند سے از علمان محقق بلکه بعضه از صوفیه را نیز جمع کرده بیان ایں امور نمایم بنده و کمال کرم

در سفارش عالمیکه دولتمرے طلب نموده بود کلمه فرموده اند و ایں دولتمرد و رعایت
پیغامت موقن و وزیر مصلحابود بحسب ضرورت بخدمت سلاطین مبتلا شد و تا وقت تخریب آنچه شنود
محی شو و میوز او صاعش بخیر مائل است و کثیر العبادات است .

۴۵ - پیکے از ولت منداں حق تعالیٰ و سبحانه عافیت امور را درستخنات و مرضیات
فرود آردانت دلیلی فی الدنیا والآخرة توفی مصلحہ والحقیقی بالصالحین ہے

بس گبر که اذ کرم مسلمان کروی

پیک گبر گر کرنی مسلمان پر شود

با الجملہ مقصد عین است ایں کہ ہمیتے بندید و فاتحہ بخوانید کہ حق سر و علی ایں فرود افتادہ عاجز
رامنگناست ایں مطلب بر ساری بقیہ المقصود خدمت مخدومی اخوندی بحسب ارادہ شما ایں ہمہ
ساخت قطع کرده رضا و خوشنووی شمارا برقرار نمود و آرام تحو و اختیار کردن پاداش ایں عمل نیت
مگر آنکہ شما نیز خوشنووی و رضائے الشان را بر مرا خود بگزینید احسن کیا احسن اللہ الکیم

اصلی محقق است دال الدعا مع الاخلاص -

۷۵- من از محیط محبت همیں نشان دیدم
که استخوان عزیزان بساحت افتد و است

بعون العبد تعالیٰ بولایت بمحض رسیدم از جماعت که در مسند ارشاد و مقرر آن عدم عدم مناسبت
ذاتی تاثیری نیافرمت بشمرغان بقصد طازمت طاکه رفتیم . بحمد اللہ تعالیٰ بر منزل خود و بصفا و نظر آمد
خدمت مولوی بكمال تحریر باطن آن آثار معرفت ازویان شعر ایشان که درین ایام در اهمام آنند
ظاهر و مهود است و سه روز آنجا بودم زیارت هزار فان المحققین و مجتهدین علماء
حضرت خواجه احوال قدس سره در غاطر متمكن بود آنجا تیر نتوں استیم قرار گرفت شیکسته و مایوس طی منازل
می کنم تا بعد ازین چیز روئے و بدینجا تجاه اهداف می نموده باشند بمنتهای مقاصد بر سند ناظم مناظم طریقه
در ویش نظر مجذوب الاطوار بندگی قبول نمائند فریاد از لفسمانی از کشف برخاسته وایشان از
حال ماغافل نباشند والسلام

صالحه از منتسبان آستانه پدایت نشان بود و تجویز آمدن بحضور شریف نبی فرمودند به تصرییه
از شوهرش حال صالحه مذکوره را پرسیدند و این نوشته را فرمودند که شوهرش نزد او بوده بخواند
و لفهایند شوهر حیران بماند که عورت نه هندی نامرا داشت که فارسی خوب نبی و اند این مضمون را چه طور
توانند فهمیده لیکن حسب الامر ذقت نزد او خواند و معنی را هندی گفت ظاہر شد که خوب فهمیده و این
صورت در نظر شوهر مذکور از خوارق عظمی می نماید

۷۶- به یکی از ازنان صالحه ملاحظه گلنید که در وقت صفائحه دل هر اقرب نفی و اثبات آنده یا
اثبات تنهای و بر تقدیر یکی نفی و اثبات باشد تحقیق نمائند که نفی معلوم و اثبات مجهول است یا
نفی معلومی و اثبات معلومی است یا نفی مجهول و اثبات معلوم است و بر تقدیر یکی و اثبات معلومی
است یا نفی مجهول و اثبات معلوم است تقدیر یکی اثبات تنهای باشد نیز تفمیش کنند که اثبات
معلوم است یا اثبات مجهول است در صورت اول معلوم جدید است یا قدیم بازی بر تقدیر
له شاید نیز سودت هندی نزاده هوگا (زید آنی)

اثبات تہا کوشش نمائندتا اثبات بھول شو و سه
واند اعمی کہ مادرے دارے دارد

لیک چونے بو ہم در نار و
العجمہ سعی و اہتمام در نفی می باید کرد و یعنی معلوم در خاطر نبی باید گزشت۔

۹۵- حق بسحانہ و تعالیٰ مارج کرامت و لباس معرفت و محبت خود را بروجہ اکم عطا نمودہ
مسئیم دارو۔ ایں از پاور افتادہ گرفتار را پر تو سے ازان مشروف گرداند و رعنایت نامہ جناب
خواجہ حسام الدین مرقوم بود کہ واسطہ نا تو شتن کتاب بفلانے عدم ظہور احوال و مقامات است
چہ حکایت رسیے را چہ نویسم عجب است نسبت محبت و واد طالب ز داید اخبار نیست مجرد
صحت و استقامت شریعت و صفائی توجہ بحضرت یحییٰ و علوم محبت و گستنگی از ماسو می
مطلوب است اللهم ارزقنا بحرمة النبي و آله

۹۶- پرشیخ احمد مرندی۔ براور عزیز میاں شیخ احمد و محمد صادق دعائے مخلصانہ قبول نمائندگانہ تبیہ
کہ مشتعل بر شرح احوال مشاہد ایہما بود رسید۔ الحمد للہ و المنشیہ کہ وسائل را باخوبی دارو در خاطر بود
کہ جواب ہر قدرہ راعی تقدیر تفصیل بنویسم غایبۃ الامر را مشافہہ مذکور لشوف و ثقاہے تمام حاصل ہی
شود بنابر علیہ ترک مخصوص بارے محمل آنکہ حال محمد صادق بنیافت اصلی است و حال شیخ احمد کہ گاہے
تو یہدا است و عبارت غائب شاہد است از علم بعین آمد و اذ گوش با غوش در اس مقام فوشنہ محل تفتیش
است کہ پا رب مطلعہ احادیث و رکثرت یا تو یہ صوری اگر اول است مبارک است و کمال و
اگر دوم است بر تقدیریے اصلی است و بر تقدیریے معلول اکنہ محل تفصیل تقادیر نیست اگر
سوم است خود الہمہ معلول است لیکن ظاہر عبارت مشاہد ایہما ناظر و دوسرا است الشارع اللہ تعالیٰ
کہ از قسم اصلی باشد و یگر آں دیا علی ملحدانہ کہ فوشنہ بُوند و رغائب سفاہت است حاشا کہ قائل
لے مباحی ملحدانہ ہیں است آے و ریغایکیں شریعت ملت اغمائی است ملت ماکافری و ملت ترسانی است
کفر و ایمان ہر روز لطف و روتے آں نیاپی است کفر و ایمان برو و اندر یہ نیکیتی است

آل مقبویے باشند زنہار اوپ تکہ دارید کہ کارخانہ الی محل استغفار وغیرت است والسلام

ایں رقہ درجوب بعرصہ مخدومی ملادی میاں شیخ احمد سلمہ رہب نوشہ شدہ۔

۱۴۔ پہ شیخ احمد سرمندی بحق بسحابہ و تعالیٰ در مدارج کمال و تکمیل ترقیات بجهہ نہایت کرامت
نمائذ کتابتے کہ قاضی زادہ آدرودہ بومنہ بشرف مطالمہ آں رسید بخاطر واشست کہ مفضل جوابیے
بنویسید و روئیت کہ برسر آں آمد آں کتابت رانیافت الخیوفیہ ماصنع اللہ الحق تحقیق و تشخیص
ایں نوع سخنان جز بمشافہہ و حضور بدست می آید۔ چنانچہ مکرہ ابھریہ کردہ باشدہ بارے آں قدہ کہ مجبید
نوشت آنست کہ حضرت خواجہ احرار نہایت رافیا و فیضی و اشته اند و از خواستے قدسی انتظام الشیوال
چنان علوم می شود کہ تاسالک بحقیقت تخلیق ذاتی می رسایں معنی بدست می آید تا و مشاہدات کہ در
مراتب تنزل است بند ایت گرفتار آں مشاہدہ است اگرچہ بد و اهم شہود استفهامت لے آنکہ
عبارت از اتحاد مشاہدہ و مشاہدہ است۔ و فناستے آنکہ عبارت از استئثار آنست ذریعوت
و حدت آں گرفتار در نظر نمی آید ہمانا کشف بقاء صفت ارادہ و فناستے هروات دین مقام
است فاذ اکشف الاستاراًی ظهرست تھاظھوراً حیینیاً و اند رج العسلہ
بین المآثر والمستند تحصل ما اشارا لیه الشیخون الکامل سید الاسترار ف
وقتہ فطوبی لمن ادرکہ۔ ایضاً مشرب شیخ حلا و الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ وحدت و چود
نیست آرے شہو والیشاں شہو و اکمل است۔ فرق آنست کہ جماعتی از علماء اشیاء رامع و حم
خانچے میداند و ظہور الیشاں را در خارج پھوں ظہور در مرآت می گویند و ذوقاً موجود چنیکی
لامنی داند و حضرت شیخ با وجود وقت شہود و ارتقاء ع آں اشیاء راموجو و خارجی می گوئند و پیر فرق
و مگر و رحقیقت اشیاء است کہ جماعتی اوی منظاہر شیوں اصل می دانند والیشاں نیز و آنکہ بجهت وقت
حال اشیاء نسیماً محسیاً شدہ باشدہ امر دیگر است با وجود صفات و افعال را باصل خواهد دا و عملکار
مقام لا تبعی دلائل راجحہ احوال است و آنچہ شیخ بکیر محی الدین ابن عربی فرمودہ از علوم است
حال را باعلم نزلعے مہست اما علم را باحال نزلعے نیست ۷

من اذ شہر کلام نہ ازال وہ کہ توئی باہمہ خلق جہاں دار مدارے دا م

لے باقاعدہ انوار کے استعمال سے اسے لمسے مشاہدہ و مشاہدہ پڑھا جائے۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اذ ادباً یئے تھکنیں است۔ حق شناسی است در مرتبہ بحق آن قیام
می نہایت و آنچہ شیخ مہمنہ قدس سرہ فرمودہ در جواب سائل است چوں سائل از حال سوال کرو
بودا یشان تیراز حال جواب گفتہ۔ والدعا

ایں رسالہ به المحتاس یکیے از محلصلان مخصوص الارشاط عظیم الفدر شروع فرمودہ پو دند چوں
آن عزیز از خدمت حضور په وطن خود رخصت شد و یکوئے به المحتاس گستاخی نتو است نہ و دایشل
ناخود تقيید یہ ایں امور نبود بل احترام تمام ظاهری شود بہ ایں سبب ایں رسالہ ناتمام ماند۔
لہا۔ رسالہ ناتمام و رسولک۔ بدان ابیک اللہ تعالیٰ لے بنو القدم کہ طریق وصول بفنائے حقیقی و
است یکیے طریق نفی و دیگر طریق اثبات۔ اگرچہ طریق اثبات مطابق طریق نفی مندرج و لازم است و
از اصناف طریق نفی یکیے طریق غبیت و بخودی است از لوازم وجوه جسمانی خود و صفات او چوں
پہ کمال ایں غبیت می رسنڈ خلدت حادثہ روئے بہ نور اغیت می ہند و مشاعر آگاہی بجانب الٹی ظہور
می کند چوں جذب باطن بجمال آن نور قوت می یا بدی بے شعوری از لوازم وجود روحمانی نیز وست
می دهد و حجاب بالکلیہ مرتفع می گرد و شجرہ سر در ان آتش حقیقی بتمام و کمال می سوزد۔ انہوں
ویں خلوت می تو آند کہ کسوت معرفت پوشاںند و بعد از سربر آورد ان ازان گرداب دید آب
لائیز باب دہد مَنْ أَمْلَأَ إِيمَانَهُ لَيْلَةَ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ این وجہ خاص است اقرب طرق
است واسطہ وادوم۔ رعایت وقوف قلبی کہ عمارت از توجہ است بقلب صنوبری موصول ایں
طریق است و ہم چنیں رعایت باز گشت نیز دذکر بوجدان مذکور ہمہ ایں طریق است و ہم چنیں
بردن رابطہ از فضائے سیدنہ بجانب قلب صنوبری بتمام ہمت مُحَمَّد ایں طریق است و ہم چنیں مجرد
صجت و شست و بر خاست باہم کنان اذار باب وصول نیز موصول بہ ایں طریق است و محسنی
اندرج نہایت دربدایت ویں طریق است خلوت در انہیں کہیکے از اساس طریقہ نقشبندیہ است
بحقیقت ویں طریقہ است چہ ابتدابجہت معینے کہ حق را بسوانہ بہ او است متوجہ حق صرف می شود

لہ یعنی حضرت ابو سعید ابوالیجر رحمۃ اللہ علیہ بوجہ شیخ مہمنہ سے مشہور ہیں۔

و در طرق دیگر چنانچه بیان خواهیم کرد خلوت با حق صرف نیست خلوت به انوار مکشوف و صور تجلیات و امثال آن است. و همچنین نظر بر قدم پیه طهور انوار وار و لوح کم است که بیه پا گندگی نظر باشد.

درین طریق چوں سیر ش مستدی است نظرش تمام بر قدم است بدل بر قدم چوں قدم سالک است همان نظر است هر دلیکے است و همچنین سفر در وطن چه سیر ش مستدی است. دوشن ایشت که ابتدائی توجه ایں سالک بوجه ایشت که منبع شیون و منتشر انسان است و سیر ش بهم اهم مرابت طهور نور او است دیگر همچنین سیر اصل صفات ذمیمه از زمین باطن کندہ می شود بیه آنکه سالک خود را در مقام قلع آنها بیار و خاطر را پر گنده و متفرق گرداند پس بحقیقت همان سیر حاصل است بیه حرکت اقدام و همچنین هوش و ردم که عبارت از و ام توجہ است بجهاب حق سبحانه و تعالیٰ آن غنیمتی که ابتداء ایں طریق است آن نیز اذ مقوله توجہ است هر چند که بجهت فضفعت باطن سالک باخبر نباشد. مخفی نهاند که از جمله امور که مناسب این طریق نیست. یکی مطالعه کتب صوفیه و شنیدن سخنان بلند ایشان است چه جمال آن مواجید که بفهم سالک می آید خاطر اور اجود می کشد.

و در دردش ایں طریقی علیه فتوح می افتد جمال ایں نسبت رانی بلند مگو منشی. ازین مقدمه بدر یا ب سلحشور کلات و اشعار توحید آمیز و امثال آن چه نسبت دارد. ایں هم وقتیکه در لباس نغمه نباشد والا خارج مجده است. سلحشور مقبول سماع رُوحانی است که سماع معانی نباشد اما سماع طبیعی که سلحشور نغمه است محل اختلاف است. عامره علماء حرامش میدانند و جمع مشائخ در مقام علاج تجویزش کرده اند نه آنکه اور اذ قربات و اند واللئی گویند و چه دیگر چیز تزویج و تزیین مستحسن شمرده اند.

لیکن معتقدی را اهل آن نمی دانند چه چنوز از رباب قلوب و اهل محبت نشده طبیعتش برسهای نغمه می اند اذ و اذ معانی کلمات و ذوق آن بیه بره می ماند و چه دیگر هر چند که مباحث می دانند اولی ترکش راجی گویند چنانچه از قطب طریق خواجه بهام الحنف والدین مشهور است که می فرموند. نه این کار می کنم و نه آنکار می کنم این مذهب صاحب فتوحات یکی است رضی المدعنه نزد ایں نور انهم سماع نغمه قطعاً روحانی نیست رفت حاصله ایں سماع را رفت طبیعت میگوید و حرکت اور احرکت طبیعیه و میاں حمل هترک سماع نغمه و میاں سالک هترک بحرکت دوریه از استعمال نغمه یعنی فرق نمی نهاد. سجد را ای کتاب اذ پیوند بسطامی که اذ مشائخ ایں سلسه عالیه است می گوید که او کروه میداشت. استعمال

نغمہ را۔ وہ مدد راں کتاب از اقتدا بہ نیاب کہ اکبر ایشان صدیق اکبر رارضی اللہ تعالیٰ اعنة می گوید
 و منتهیا تے مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ می نویسید کہ ایشان قائل سماج نغمہ نیستند و سماج مقید نہیں
 راوین خالص می گویند و بر حکم آللہ الدین علی الخالص ترک او منوده اند مدد ریں کتاب حضرت
 صدیق و سلمان فارسی و ابویزید بسطامی را کہ وافل شجرہ پیران ما انداز کیہ اسے ملام مقید می نویسید و ملامتی
 جماعتے رامی گوید کہ در کسوت عامہ مسلمانان اند در ظراہر بہ عکھے اذ عامرہ نہ تاز نیستند و در تمام مقام شریعت
 اند و منابع سنت پنچھہ سر ایں جماعت حضرت رسالت پناہ راصلی اللہ علیہ وعلی آله وسلم می نویسید
 چهل آنکہ سملع نغمہ قطعاً مناسب طریق مانیست۔ و آنکہ جمعیت بہت علاج تجویز کردہ اند ویں طریق
 شدنی شود و چہ آل علاج عباد و ذوی الاحوال و ذوی الاشتغال راستہ مزانج شرب اہل ایں
 طریق از چشمہ مقریں است عباد و ارباب احوال را اذین مشرب نیست۔ و چوں ایشان در مفت م
 لَهُ تَلِهِيْهُمْ تِجَارَةً وَ لَا يَمْعَنُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ مِنْ دِرَآئِنْد وَ صَبَرْ مَعَ اللَّهِ رَأْعَيْتَ مِنْ كُنْدَ اَذ
 ذوی الاشتغال نیز نیستند سخن بہ طول انجامید و از خلاصہ مقصود باز ماندیم۔ اکنون بر سر مقصود
 بیا نیم۔ و گیرا ز اصناد طریق نفی طریق بے شعوری از صور اجسام عالم است۔ صاحب ایں طریق علم
 را خالی محض می باید۔ سلطان وحدت از درائے کثرت بصیرت را بخود کشیدہ و ظلمت طبدیت غبار
 دیدش شدہ۔ لاجرم در بر زخم بیرون مقصود می مطلع ماندہ چوں آل کشعش قوت باید و صورت خود را
 نیز بپرداز و بہداز نظر از غرائب مقام بپرداز عروس مقصود در کسوت نور صفات جلوہ گرد آید در تمام عالم حق
 را پاید معری از نقوش و اشکال والوان و تعداد۔ بعد ازین ہر چند کشمش قومی ترجیح سیستی مکث آں
 نور لطیف تر دیشم ساکن روشن تر۔ در مقام فنا می جسمانی کہ بعد از کمال لطافت بظہور میر سید بہت
 معینت کہ میان روح و بدنه ثابت است بنیندہ نیز حق رامی پاید لیکن بہت وجود روحانی جحب مخفیہ
 باقی اند چوں در بھیں طریق عروج نماید جہات و معنی نورانیت بلکہ ایں دید را نیز گم کنند بیرون صرف شود
 نہ عالم و نہ خلاستے متوہم و نہ نور و نہ حضور چوں ایں حیرت غلبہ نماید فنا بر ارتیب وجود روحانی نیز بیسد
 بعد از اتفاق اگر مر اتنے بقار حضور ش بندریج شود و تفاوت ہا در خود باید کہ جزا اوس نداند ایں
 زماں حاصل معرفت ش آنکہ و رعصرہ وجود بجز یک ذات نہ بیند این را ای ریا کے المعنی غالباً این
 است کہ صاحب ایں دید صور عالم را وہم و خیال و اند و منود بے بو و شناسد و اگر از ہمار طریق

اول برايں ويد برسد متغير شود و هي تو حميد المحبة و كشف الغيبة يعني از غلبه مجت و در
اظر کشفش جز يك ذات نماند. غالب بريں سالک ساچيرت استانه آنکه صور عالم را وهم و خيال
گويد. مخفی نماند که صاحب طريق دوم از طريق نقی اغلب آن است که سراور راه را بطریق بسر
خرشید و اصل اتصالیه است میده و ازان اتصال نور را گاهی کسب میکند و متوجه طريق اول
می شود لیکن پیش از آنکه آن نور مکتب قوت گیر وهم به تبعیت از ظاهر شد از ظالب بهجت عالم می افتد
چون آشناست نور وحدت شده بوسے مقصود از ورامی صور رفے ارادتش را بخودی انگنه فیظه هر
ما یظهر و می سلکت من مرادیت التکییه لیکن این چنین طالب را بشارت است بوسعت
دازه اگر فضل حق و عسکیری کند و در بجهه تحقیق بر رویش یکشایند بعد ازان که میتمانست چند پرسیده
باشد سر بیان وحدت را در کثرت در باید و مستغرق وحدت صرف شود فا تھذ الشاہد
ذ الشهود دا المشهود ده

کجا غیر کو عنیست کو نقش غیره سوی اللہ واللہ ما فی الوجود
این تخلی ذات است و مخصوص است به بعضی از کمل افراد الشانیت. اینجا از تعیین اول خط
بگیر و چون تنزل نماید و تا پر تبة شهادت برسد تمام موجودات عینک حشم بصیرت شوند و آینه
صفات اصل گردند. تعیین ثانی نیز علی حسب عینیتیه الشانیت و راحاطه اش در آید. تو اند بو
که عین شانیت اش مشوف شود و خود را عین تمام موجودات باید و در ظاهر نزی تمام موجودات را
مرأت خود به بیند و بینیں تو اند بو که اسم آنها بطن از بجهت فوق وحدت تخلی نماید و سر رشته مقصود
لا گم کند

سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ فِي ذَارِتِهِ سِوَاهُ
فَهُمْ وَحْدَهُوَ كُلُّهُ كَمَا شَرِشَ نَهْ بِرَوْهِ رَاهِ

این مقدمه تخلی احادیث است. و تخلی احادیث اسم ایضاً بزرگ و به ظاهر علم می نهد. فهُو الْعَزِيزُ
کَمَا كَانَ فَظَهَرَ حَاقِلًا أَهْلُ الْأَسْلَمَةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي الْأُولَاهِيَاتِ مِنْ هَرَادِ التَّذْرِيَهِ
وَالْتَّقْرِيَهِ عَيْنَ آنَ التَّذْرِيَهَ قَدْ عَلَدَ وَأَسْقَطَ الشَّرِكَهَ فِي الْوُجُودِ فَالْتَّوْحِيدُ إِثْبَاتُ
الْقِدَرِ وَإِثْقَاطُ الْمُحَدَّثِ - اینجا در رویش بیچاره عاجز محسن و مفلس صرف است. بعد از این این
راه را نهایت نیست اللّٰهُمَّ لَا تُحْرِمُنَا. مخفی نماند که در آشناست این سیر و سلوک بعضه را وقایع و

کشوف وست میدهد چنانچه خود را دنیم اتمام آب می باید. یا باو یا آتش. علی حسب اللطافت. و همچنین آنکه
 آب را مثلاً خشک می بینید و مطلق از شعور میرود. این کشف در اول قدم است. مرقد مهندس گم کردن صور
 دنیم است تو آنند بود که در آنکه چهیں کشف حق در صور مثالیه بخوبی کنند بل در صور جسمیه نیز و توحید صور لیش
 دست دهد. چنانچه خود را در عرض جهان بینید و در نور عرش محو و ناچیز گرد و داد. این مرقد مهندس احاطه شود و است مرطعه
 وحدت در کثرت. چون سخن بعرض رسانید سخن واقعه و کشف راقطع کنیم و طریق دیگر را از طرق نفی بیان نمایم
 بدآن اسعدک اللہ تعالیٰ که طریق دیگر از طرق نفی طریق معراج تخلیل است. و درین طریق نفی صفات پشت
 می شود. و بقدر آن نفی سالک را مناسبت بر اتاب طوبیات از سعادیات و فکلیات دست می دهد. چنانچه
 در آنکه کار خود را در عرض جهان بینید و بقدر ذهنیت بطبقات سعادیات می رسد و بعضی را از ایشان عجائب ملکوت
 کشوف می شود و بهشت و دوزخ و لوح محفوظ و غیرها در نظر می آید تا آنکه بعرض المخلق می رسد و در اواز
 ذی العرش محو و ناچیز می گردند. چون درین مقام تملکی می بایند و جذبات قویه دست می دهد از ما و طبیعت باطلیه
 می بایند. تولد ثانیه بظهور میرسد و نور محیط و اللہ من و رَأَيْهِمْ مُّجْهِدِينَ کشوف می شود و بقیه و بودی
 متحقق می گردند. مخفی نماند که این طریق کا ہے در درجات طریق ثانی مندرج می گرد ولیکن چون بعضی را
 خالص بھیں طریق پیش می آید طریق دیگر ساختیم تحقیق آن است که الطریق الی اللہ بعد دالناس
 الخَلَدَةِ عَقِیْمَ هر کس را چیزی دیگر پیش می آید لیکن بحسب توجیه سالک منقسم به سه قسم شد. پہلیم کہ توهش
 پوجہ خاص است یا بنوی محیط یا بغلو ق العرش. الْأَوَّلُ هُوَ الْأَوَّلُ. کَذَّ الثَّانِيُّ وَالثَّالِثُ. اینجا است
 که طریق اثبات را طریق رابع ساختیم چه توجیه سالک در بر اسم الظاهر است اول قدم توحید صوری
 چی افتخار میان او و مقصود یا هیچ نیست که نفی کنند و مقصود برسد. این معنی بحسب نظر اوست نه فی الواقع
 و لمندا از توجیه مرنند و از اثبات اقبالی سالک انجذا بش مقصود قوت می گیرد و فی الجمله از حس غائب می شود
 و نکسته در اقیاز صور می افتخار دنیم دنیم عالم بصور از این مجموعه الالوان از کدورت و محبت و بیاض و صرفت
 سواد و بیرنگی درجه بعده درجه علی حسب فراتب اللہ سریعه ترتیب السالکی ظهور همیکند
 لیکن در هر مرتبه نظر پرهاں بند است و همان راحت میداند. چون خلیفتش قوت باید و حق در کسر است. قدر
 بیرنگ مشاهده نماید لیکن عالم شهادت اذ میان تمام بخشید. وجود عدم اور نظرش نه باشد این زمان
 بطریق ثانی در آید. اگر کشمکش هم چنان در قوت باشد از طریق ثانی هم عرض نماید و به طریق اولی اقتدار لیکن

نزویکا بہ اون خدمتازل اوچوں دریں وقت رسوئے پیدا کند و سر بر آرد۔ باز نظر ش به طریق اول آفتہ
ہمہ راحت یابد سچوں ذبیح چکوں نہ نزد و نہ بیرنگی۔ و تو انکہ درہماں طریق ثانی پا خزر سد۔ اگرچہ در آخر
نظر سالک طریق ثانی و رقبہ حضور بالنظر سالک اول یکے است چہ سلوک سالک اول و مرتبہ مراد است
دور جاتِ غیبت و حضور و حیرت و بقا و تنزل اور درہماں مرتبہ هنڑا طاو صراطِ مستقیم است چوں سالک
طریقِ ثانی را ہم نظر دامت و صراطِ مستقیم وست می وہد ہر دو نظر کیے می شود فرق بہ وسعت و عینیق
می ماند اگر پھنساں و رضیق خود بماند و اگر ترقی کند و وسعت یابد ہر دو یکے است۔ مخفی مماند کہ اذ اقسام
ترقی ترقی بطریق کشف است کہ عالم مثال۔ ان

۳۴۔

من یسیح و کم زیسیح ہم بسیارے
از زیسیح و کم از زیسیح نیسا یاد کارے

من بے سعادت بے دولت عمر ضائع کر دہ راشرم می آید کہ نام عزیزان خود برم چو جائے
اگکہ اذیشان سخن گوئم اما چوں بعضے از برادران مومن را بایں حقیر حسن خلنت شدہ اذیں جہت کہ
بزرگان را خدمت و ملائحت کر دہ وزیارات مزارات کے خانوادہ حضرت خواجہان قدس اللہ تعالیٰ
سرہ می فرمائند۔ غیر حق ہر ذرہ کا مقصود است

زین لا بر کش کہ آں معبو و تست

ہمگی ہمت براں دار کہ ترا یسیح بائیستے در دل غیر حق سبحانہ نباشد ہر چہ غیر حق سبحانہ در دل ترا بخود
مشغول گرواند بہ اَللّٰهُ اَللّٰهُ لَمَّا كفتن آں چیز را از دل خود دور کر دہ چنان کن کہ آں چیز را دشمن خود
دانی ہمیشہ از حق سبحانہ بد نیاز آں خواہی کہ بغیر خود بہ، یسیح چیز گرفتار نگرداںدے
قرایکا ہون بس در ہر دو عالم

کہ بہ ناید ز جانت بے سنت دادم

پس اگر معبتدی خواهد کہ مشغول شود پاید کہ اہل را کوتاہ گرواند و حصر کند حیات خود را پیغامیک
وے و دا آن است دریں نقییکہ آخر انفاس خود و انتہ است پیدا کر لے اَللّٰهُ اَللّٰهُ بایں طریق شغول
شود کہ در اَللّٰهُ ہر چہ غیر حق است از دل دُور کند و در اَللّٰهُ اَللّٰهُ حق عز و جل دا مبعودی و محبوبی ملا جعله

کند چنانچہ ہر را سے کہ لَإِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ كو یہ بدل گوید کہ نبیت یعنی مجموعہ مکرحت و چنان کند کہ یعنی
ترک نہ کند بہمہ حال باسی مشغول باشد قدم اول در توبہ نصوح است و اعتماد و رحمت بطریقہ اہلسنت
والجماعت و عمل ہو جب کتاب و سنت و بازداشت اذہر چیز شریعت ازاں نہی کردہ بعد اذ اقصدار
برادر بع برا دارے فرائض و سنن و بعضے نوافل اذ شکر و ضود و اشراق و چاشت و نماز تجد رامشغول شود چنانچہ مسطو
از کلمہ است حضرت ایشان می فرمود کہ تحقیق سبحانہ و تعالیٰ بریندہ بصفت ارادہ تجلی کند آں بنہ و سلوک
اہل اللہ منی کند و مرید کسے منی شود و در رسائل اہل اللہ ہمیں سخن است و چوں ارادت از پیش
حق سبحانہ و تعالیٰ باشد بس امر عظیم است و ازار و اوح طیبہ ایں بزرگوار ان ہمت و استفامت
نہ کر بخوبی کے میں شود و در رسائل اہل اللہ ہمیں سخن است و چوں ارادت از پیش

طلب نمایدہ بے عنایات حق و خاصان حق

گر ماں باشد سیاہ مستش ورق

و ایم نشاں ز گنج مقصود ترا

گر ماں رسمیدیم تو شاید برسی

بالصراب

۲۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ عاقبت امور را در مرضیات خود فرو دارد۔ آنکہ نبیت قرابت خود را ذکر
نام و نشان مسٹور نہ فتیم۔ اندیشہ جزو آں بود کہ طلب بجهت اقرباً ہموماً ایں نوع قرابت نزدیک خود
است و نفس امارہ مارا خوش نہی آید کہ تندل طلب بکشند۔ کار را به خدا بگذراند یم کہ از پرده غیب چیز نہ بود
می کند۔ حق عرشانہ کافی مہمات است۔ علیہ تو کلت والیہ ایندہ۔

۲۸۔ در علوی استعداد شیخ احمد سرہندی بہ کسے۔ شیخ احمد نام مردے است و در سرہند کثیر العالم
وقومی العمل۔ روزے چند فقیر پاونشست و بخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار و اوقات است او
مشاهدہ کرد یاں می ماند کہ چراغے شود کہ عالم ہا از در وشن کر وند۔ محمد اللہ احوال کاملہ او مرا بھین پیوستہ
ایں شیخ مشاہد الیہ براوران و اقربا وارد۔ ہمدردم صالح و از طبقہ علماء چند سے را و عاگو ملازمت کردہ ایجواہ
عالیہ والستہ استعداد ہائے عجب دارند۔ فرزندان آں شیخ کہ اطفال و اسرار الہی انبال بچہ شجرہ طیبہ اند۔
البته اللہ نیاتاً حستاً الغرض بجهت کثرت عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقات آں جماعت

است. اگر از وجہ چیل کیک ہر سال قدرے معین بآں خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے درمیاں ایشان قرار دهد. بعاثت مسخن است مورث نیر بسیار ہر چند کہ اند کے باشد رکن عظیم اذیرات خواهد بود.
فقراباب اللہ اند ذہماۓ عجب دارند زیادہ جرأت است۔

۶۴- حق سبحانہ و تعالیٰ الفضل خاص کہ دل بیار و دست بکار و اشتن است بر ساند ہر چند کہ درجات ایں دو گنجینہ بے شمار است و بکمال آں متحقق شدن بس و شوار یکن بقدر وسع و سست از ایشان باز و اشتن زیادتی ظاہر است. بشرح کلمتین راعلماء طریقت و تشریعت متعددی شده و از چندہ آں بآمدہ اند محمل بیان ایں کلمہ آخری کہ تعلق بشریعت دار و مدار علیہما کلمہ اولی است و اصل ہمہ سعادت و ناگزیر تمام ارباب عقل است تکلیفت ترویج یحوز لا یحوز نمودن و بظهور آوردن آں نسبت بخود و بغیر خود حکمت و بصیرت قُلْ إِنْ كُنْتُ ثُمَّ تُحْبِبُونَ اللَّهَ فَأَتَيْعُونِي وَيُخْبِبُكُمُ اللَّهُ

وز حاشیہ کتابتے کہ یکے ازیار اس حاضر بحباب مخدومی میاں شیخ تاج الدین نوشتہ بودند ایں سطور مرقوم قدم مشکلین رقم کروند۔

۶۵- پیشیخ تاج الدین - حاطرِ حبیب و مخلصان مگر ان ملاقات فاپنحہ البرکات می باشد باحسن و جوہ میسر گرد و کتابت علیحدہ کہ نتوشم بواسطہ سستی و صحفت بود روزے چند عارضہ و اشتمم ہنوز بتعایا تے آں ماندہ فرمادا زگر فتاری خلق وغیرت حق سبحانہ و تعالیٰ صورت شفقتے از باطن بند پائے خود ظاہر ساختہ بحکم بندگی باز آں می باید کشید و بین نشانہ آپنے یوں کس است ہمیں است الشفقة علی خلق اللہ والمعظیم لامر اللہ زیادہ چہ نوبیم۔

۶۶- مَلَأَهُمْ عَلَيْنِ كُفُرًا عَلَى مَنْ لَئِنْ يَكُوْنُ دَوْسًا وَيُكَوْنُ خَوَاهِي مَانِدُو بعد ازاں مختاری حکایت بسیار در صبب تعبیر استمام سابق می کند بادے ارادہ ما آن است کہ تاسی ما توقف کنیم بعد ازاں ہر چچہ ظہور درسد۔

۶۷- تادرمیاں خواستہ کرو گارچہت

اما شما بعد از مختار عبوری با این جانب بکنند و آن جواں طیار را نیز با خود بیانند و در اثنا نمایند
سپر و طیرو از دل او خبردار باشند فعلاً وقتیکه آن صورت را بر کسری دیده بود بعد از شعور حمال دل او بود
او لایقین بکدام صفت حق سچانه پیدا شده بود از حاضری و ظاهری و غیر سچانه هم چنین در کشفه از احوال فی
شیرخانه پیانند الشاند اللہ تعالیٰ افتدی کرد و دیگر مستعدان راه پر هر راه از دست ندهند آن جوان الفشاری را
نیاییست گذاشت که او ولطفاً و قدر آنچه داشت ادمی باید کوشید الشاند کجا خواهد رفت این زمان
فاطر متوجه آمدن او بگفیند.

ب) به شیخ تاج الدین براورد شد شیخ تاج الدین دعا می خواهد وسلام مشائخ قبول نموده ملقت
و متوجه حال فرمادگان با دیر تعلق دگرفتاری باشند

صد طلب دل به نیم نظرمی تو اخ خرد
خوبال دلیں معامله تقصیرمی کنند

والسلام علی من اتبع الهدی عزیز من ہدایت مطلق در پرتوهای اذاع البصر و ما طغی
است که باطن ساکن گرفتار ذات بحث باشد نشانش آنکه با وجود درود و دری چیز مقامات و مشاهدات
و دراتب ظهور و نظر میگش حقیر نماید

رندی چند ند کس نداند چند ند

پر نسیمه و نقد ہر دو عالم خندند

صاحب این حالت پشرط گسترش از این حالت بر مقام بندگی رسیده مظہر اسم الغنی شود
نقش بنهایت رسد۔ الفقر اذ اتم هو الله۔ این است این معنی بے استغراق کشش الهی و دریافت
آنکه این کشش از دست با و صور کائنات و اشیا حالم بر ایشی نیست میترنیست والدعا۔

بیکی سادات عالی فطرت که از مقبولان ارشاد پناه بود بواسطه کثرت جاه و دستگاه در زمرة
خادمال دخانیاً همیار داخل نشد اما از نشست و برخاست که او را میگیر شده بود و فائدہ ہائے عظیم
با و رسیده اگر خود ازان و قوت چندان ندارد و بعضی از این فائدگرچه احتمال دارد که بواسطه صحبت کر

پاگندہ برعهم زند آماد بعض و یک مرست قیم ماند سفر خود کے باوجود گرفتاری دنیا استحق نصیحت و محبت بود ایں رفعہ با ذنو شستہ بودند.

۰۔ بے یکے از سادات حق بسحانہ و تعالیٰ بیراث کامل بہرہ مند گرداند۔ هیراث ائمہ اخضرت علیہ السلام افضل الصلوٽ و اکمل الحیات علم و حال و مقام است اکتوں شمار است علم برگانگی و حضور قدرت تامہ و کیل بندگان بودن و لطیف و روّوت نسبت بطبعیان و قیار و بخار نسبت بجیار و عاصیان و غفور و حیم نسبت بشکستگان دنادمان و عذر خواهان و علم برائی خدار سعادت و رطیع شریعت و متابعت سنت و احوال مجبت خدا و رسول و متابعان و پیازمندان و مجبت آنچہ مرضی خدا و رسول است از متابعت شریعت و تعظیم اہل او و از مقامات مقام رضا و جو شفقت و ترویج شریعت لطفاً و قهر القدر و سع و امکان و آنچہ از لوازم است عمل متعتضداً من آتا فی دیشی آتیده هر دلۃ علوم و حوالہ مقامات بے نہایت پیشگرد و انشاء اللہ العزیز۔

الیضاً بے یکے از امراء عالمیشان کہ بیرکت الطاف مغفرت پناہی ارشاد و سندگانی از صفت خود بعض صفات دیگر بہرہ تمام یافتہ بود.

۱۔ بے یکے از امراء حق بسحانہ و تعالیٰ اذعنایت بے علت خود نصیب کامل عطا بکند۔ اصل ہمین است ہرگاه وریچہ عنایت فرا فتاوہ مفتوح شود ہم سرشنگران عظمت ہم روحش مصیقل مجبت ہم دش تسلیم احکام کتاب و سنت ہم نش و مقام استقامت فائم خواهد بود و مقصود آفرینش ہمیں است باقی از معارف و کمالات اگر و جھی روئے نماید کہ دریں اصول محل نیقتہ نور علی نور والاهباء منتشر ا پس طلب پظہور غامت را متعضداً من ا کنتم تخیون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ نامکن است در مقام متابعت میباشد بود اگر بحسب پیشتریت نقصانے دریں سعادت پیدا شود ہمیشہ نیازمند بودہ دریوزہ از دلہامی پاید کرد شاید کہ یک دعا دریں میان کار کے افتاح مد للہ و الملة کہ ایں طریقہ رانیک می درزند و بے راز دلہامی سالم رانیک خواه خود می گرداند اللہم زد و حال کا تب عظیم شوریہ و بے سر انجام است سختنے کہ از و تراوش کند بہیچ مصلحتے نمی شاید متعضداً منے علم خود کہ ایمان برائی دارو سختنے می تو بیسند چپ تو ای کرد چوں اشارتے بتحری ایں نوع سخنان بود ناچار جرأت نمود والہم دائم

ک من کیا ایں موعظہ ام مرامی باید کہ از ہر چہ پکان نیک و بد برائے بوده ام تو بکنم و ہمیشہ تکمیل لَدَاللهِ
اللَّهُمَّ حُمَّدُكَ رَسُولُكَ اللَّهُ بِرَبِّنِي عَارِمَ مُسْلِمًا مَا تَحْدِيدُ ایمان خود می کنم تا نفس پا خر سد و ائمیں
و امرگاہ شیطان صورت ایماں بدربم فریاد کہ از صنعت جسمانی و بد فرمائی نفس صرکش از عده ایں کار
ہم نی تو اتم برآمد تا عاقبت چہ شود۔ ایں قدر ہست کہ کاربہ ارحم الرّاحمین است

کس با توزیاں نہ کرو من هم نہ کنم
الحمد لله اولاً و آخرًا و ظاهرًا وباطنًا

۲۷۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا رہا چنانچہ باید سراج نام نماید ہے
من از تو، سیخ مرادے دگر نی خواہم
بھیں متدریکنی کو خودم جُدرا نکنی
حاصل آنکہ دل بایار و تن و رکار می باید بُود تصوّف یکسو نگریستن دیکیاں زلستن است
انشار اللہ تعالیٰ توفیق کامل رفیق باد۔

ایضاً بھیں امر لئے مذکور قلمی یافتہ
لهم ۱۔ ایضاً بھیے از امر لئے مذکور۔ حق سبحانہ و تعالیٰ المحتوظ وار و خاہر بکرم و باطن بنور دل شکستہ د
جان مشتاق و عطا فرماید بالجملہ مجموع اطائف وجود را در صراط مستقیم پندگی حکم دار دو ایں گرفتار را در
سلک ایں آزادگاں محسوس گرداند۔ بمنہ و کرہ۔

ایضاً بھیں امر اسعادت یار نوشہ شدہ بود۔

۲۸۔ ایضاً بھیے از امر لئے مذکور۔ خدام ذوی احترام شیخ حیدر کہ عمر صرف خدمت در ولیشاں و
مقتنہ ایماں طریقت کر دے و در طریقہ مشارع ترک عظم شاہنشہم مجاز و متعین انہ متوجہ زیارت حرمین شریفین
زا وہما اللہ تعالیٰ کرامۃ گستہ انہ بجهت غربت و ناشناختن او صناع ایں دیار و بعد موسم فی الجملہ تفکر و ناٹے
وار دندپوں بمحاب غرباً و مشق فقراء و مضطربین بالفعل جزو درگاہ نعمات و سیادت طہر اللہ تطہیر و ایست

رُو بَانِجَا آور وہ اندِ الشارع تعالیٰ پر وجوہ احسن تلافی فرمودہ از انوارِ عکرمت مخطوط گردانند۔

۵۷- حق سچانہ و تعالیٰ کے بمنتهائے مطالب برساند ہے

یکے لحطہ از دُوری نشاید کہ از دُوری حسداں بی ہا فزايد
بہر عالیکہ باشی با خدا باشی! کہ از نزدیک بُون مسرا زاید
لَيْتَ إِلَى الْعَبْدِ يَتَقْرَبَ أَلَّا بِالنِّوافِلِ حَتَّى أَحْبَبَتْهُ فَإِذَا أَنْجَبَتْهُ كَفَتْ سَمْعَهُ
وَبَصْرَهُ إِلَى آخِرِ الْمُحْدِيثِ يَعْنِي هَمِيشَةً بَنْدَه بِزَوَادِي عَبَادَاتٍ كَعِيرٌ فِي الْأَنْفِ اسْتَمْنَدَه
می‌بُوئَد و می‌خواهد مرضی و قبول من شود ما انکه بوسطہ ایں سعی و کوشش من او را دوست دارم
چوں بد وستیش برگزینیم جذب عنایت من او را از دلستاں من عین قوی و جواہر او شوم من بنید
و من گیرد و من رو و الغرض حتی الامکان مراقب حق می باید بود اور اجل ثنا نہ حاضر و ناظر خود در جمیع
امور می باید دانست و در مجموع خیرات و میراث مقصود لعائے او و رضاۓ او می باید واشت تا بمنتهی
عالی ہمتاں رسیده شود۔ حق سچانہ و تعالیٰ آں عاجز فرواندہ را براوش برساند بالبنی و آلہ الامجاد۔

بُشْنَخْسَه از مخلصاں فو شتہ بود۔

۵۸- بُشْنَخْسَه از مخلصاں - وفقکم اللہ فیما یحبہ و یرضیہ امیوب و مرضی حضرت حق سچانہ و
تعالیٰ در کتب کارشناسان حقيقة بین مبین است۔ خلاصہ تطبیق عقائد عقايد سلف صالح مذومن
عمل بروفتح مذهب امامی از آئمہ حقیقت است از فروع ولوازم ایں سعادت مجتبی منتسبان حضرت
نبی می است از سعادات و علماء دین و فقراء صادق معاشر از بدعت و الحاد و قول و دغدغہ تکمیر مخالفان
و عقائد ایشان مفدوں است و تم چنیں فروع بآں نور است وستگیری نظلوں ایں درفع حاجت محتاجان
و غفو و مجرمان و مسابلہ و رحساب زیر وستان مگر انکہ امری از حقیقت شرعیہ فوت شود آں قادر که ازین جملہ
یک شود۔ سعادت است بتیرک بعض ترک کل نتوان کرد۔ وَ لَا شَرَّمَ عَلَیْهِ مَنْ اتَّبعَ الْهَدْنَیْ.

۵۹- حق سچانہ و تعالیٰ آں نخل سیادت و طمارت را اثرات اصلیہ بود مندرجہ و اند بمنہ و کرم ان

بَدْتِ عِينَ مِنَ الْكَرْمِ الْحَقِيقَيْنِ بِالسَّابِقَيْنِ خَدَاؤُنْدَ اسْتَأْنَجَ خَوَاهَدَ كَنْدَ بَهْرَيْنِ
وَسَائِلَ بَاهِي سَعَادَتِ نِيَازِ وَفَرْوَتِنِي وَلَجْوَنِي بَانِيَكَانِ بَلْ عَامَهَ اهْلَ ايمَانِ اسْتَأْنَجَ تُوشَقَنِ امْثَالَ ايسِ امورِ
صُورَتِ تَحْصِيلِ حَاصِلَ دَارَ وَلَكِنْ ازْعَالِمِ تَذَكِيرَ امْرَهَ بَظْهُورِهِ رَسَدَ۔

مستورہ کے داعیہ طلب در باطنش پر تو اندانختہ بود۔ چون شرف صحبت میسر ش نبو و از عورات
مشغولہ مستغیرہ نبی تو السنت شدچہ ایں چینیں عورات کہ لیا قت صحبت داشتن و فائدہ رسانیدن بستورہ
ور آنہا پیدا شدہ بود و راں شہر، بیچ کیے نبو دندہ از رُوئے شفقت ایں صحیفہ برائے مستورہ مذکور لطف فرموند
۸۔ پیستورہ حق تعلیمے وجہ و علیٰ توفیق کامل رفیق گرواند۔ سرمایہ سعادات متابع فرمان اللہی و
پیردی سنت رسول او بودن است و خود را از هرچہ نباید کرد از عضت پ راندن و بدی مسلمانی اندیشیدن
و بتایع یے مدار و بینوی نظر انداختن و خود را از سائر مخلوقات بزرگ ویدن و سفر آخرت را فراموش کردن
نگاہ داشتن است بعد از عزمیت تحصیل ایں صفات اگر قبول خدادندی و رسکلمہ لا إله إلا الله محمد مُحَمَّدٌ
رسُولُ الله را آہستہ تکراری کروہ باشد و در وقت تکرار بفراغ خاطر عالم و عالمیاں را از نظر اعتبار انداختن
شرط خہر علیجہ است حق سبحانہ و تعالیٰ و رہمہ حال ظاہر و باطن ہمیشہ ناظراست و خلیفہ طالب صادق آنکہ
چشم از مخلوقات پوشیدہ ہمیشہ منتظر نظر رحمتے باشد۔

یک پشم زدن فائل ازان ماہ نباشی

شايد کہ نگاہ ہے کند آگاہ نباشی

باید کہ بد ای کہ اصل فرعان ول لقمہ پاک حلال بقدر حاجت خوردن و ترک اخلاق بیوہ گویاں و
و نیاطیماں کردن است اگر ہزار سال ذکر گوئی و لقمہ ات از وجہ حلال نباشد مقصودت جمال نخواهد مٹو دہ

صمت دجوع و تہر و عزلت و ذکر بد و ام

نامنا مان جہاں را بجند کار متمام

والسلام والاکرام

۹۔ سرمایہ ہمہ سعادات پا مجست ذاتی حق سبحانہ است انشاء اللہ العزیز بوجہ اتم علیسٹر گرد و ان

بَلْتَ عَيْنَ مِنَ الْكَرْمِ الْحَقِيقَيْنِ بِالصَّابِقَيْنِ -

تُوْمُوكُوا رَا بِرَا دَرِيَارِ تَلِيسْتَ

بِرْ كَرِيمَا كَارِهِ بَا دُشْنُوا رِتِيسْتَ

الْفِصِّيْهِ سَهْدِيشَهِ اَمِيدِ وَارِونْگَرَايِهِ مِنْ بَأْيِدِ لَبُودِ وَتِيجَ كَارِسَےِ رَامَانْعِ اِيْنِ تِنْگَرَايِهِ نَهْنِي بَأْيِدِ سَاحِرَتِ بَالْجَلَهِه
غَمْتِيجَ پَيْزِيَهِ مَنْيِ بَأْيِدِ خُورَدِ - هَرِ زِيَادَتَهِ كَهْ دَرِهِرِ كَارِشُودِ كَوْشُوكْفَتَهِ اَنْدِجَمِيَّتَهِ آَنِ اَسْتَ كَهْ اَذْهَمَهِ بَلِشَادَهِ
وَاحِدِ پَيْوَدَهِيِهِ وَرَكَمَاتِ قَدِ سَيِّهِ خَواجَهِ بَارِسَا اَسْتَ كَهْ جَمِيعَهُمَايِهِ بَرِونَدِ كَهْ جَمِيعَتِهِ دَرِجَمَعِ اَسْبَابِ اَسْرَتِ دَرِ
لَفَرَقَهِ اَبَدِ مَانَذَنِدِ وَفَرَقَهِ بَيْقَيْنِ دَانِسَقَنَدِ كَهْ جَمِيعَتِ اَسْبَابِ اَذِ اَسْبَابِ لَفَرَقَهِ اَسْتَ دَسَتِ اَذْهَمَهِ اَفْتَانَذَنِدِ
خَدَا تَعَلَّهِ يَحْمَرَتِ مُحَمَّدِ مَصْطَفَى وَمَنْتَسِيَانِ آَنْخَضَرَتِ عَلَيْهِ دَعْلَهِ آَلَهِ اَفْضَلِ الْعَصَلَاتِ وَاَكْمَلِ التَّحْيَاتِ اِيْنِ
گَرْفَارِ رَا بِكَالِ اِيْنِ جَمِيعَتِ بَرِسَانَدِ حَقِيقَتِ اِيْمَانِ كَنَدَنِ دَپِيَسْتَنِ اَسْتَ -

بَصَرَعَهِ - يَعْنِي اَذْغَيْرَكَنِي دَلِ بَجَنِ دَپِيَونَدِي

عَاقِبَتِ كَارِبَا اوْسَتَهِ -

گَرِ بَرِوَهِ عَذَرِ بَزِيَّيَتَهِ بَرِندَ

وَرَنَهِ خَوَهِ آَنَدَهِ دَاسِيرَتَ بَرِندَ

۸۰- حق سُجَانَهُ وَتَعَالَى بَاعْلَى مَرْتَبَهِ الْقِيَادَهِ مَشْرُوفَهِ كَرِدَانَهُ - عَرْغَيْزِيَهِ بَهْ بَيْكَهِ اَذْوَسَتَانِ خَوَهُ
مِيْ گَفَتِ صَوْنِي مَشْوُعَلَّا مَشْتَوَاهِيْ مَشْوُعَاهِيْ مَشْوُعَهِ مَلَمَاهِ شَوَّتِونَهِيْ مَسْلَهَا وَالْحَقْنَيِهِ بَالْصَّالَهَيِهِ
الغَرْضُ كَاهِيَهِ بَجَهَتِ حَسُولِ اِيْنِ مَطْلَبِ بَوَائِيَهِ مَا فَاتِحَهِ مِنْ خَوَانَدَهِ بَاشِيدِ اِيْنِ رَا بِرِ تَكْلُفَهِ جَمِيلَهِ تَكْنَهِهِ ، كَهِ
مَسْلَهَيِهِ كَارِبَزِرَگَهِ اَسْتَ - بَيِهِ مُوْهَبَتِ الْهَيَّهِ بَدِسَتِهِ مَنِيْ اَيِيدِ دَائَرَهِ كَسِيَهِ اِزاَنِ خَالِيِهِ اَسْتَ حَقِيقَتِ
لَعْوَيِهِ نَيْرَهِيَهِ مَسْلَهَانِ شَدَنِ اَسْتَ تَصْوِيْتَهِ يَكِسُونَگَرِيَسْتَنِ وَيَكِسَانِ زَلِيَسْتَنِ - دَالِسَلَامِ عَلَى
مَنِ اَتَيَعَ الْهَبَدَنِيِهِ .

ایں رَقَهِ بَيْكَهِ اَذْوَرِيَشَانِ عَمَدَنُوسَهَهِ شَدَهِ -

۸۱- بَهْ بَيْكَهِ اَذْوَرِيَشَانِ عَمَدَنُوسَهَهِ سُجَانَ اللَّهِيَّهِ وَانَمِ كَهْ چَلُوْسِمِ بَارِيَهِ كَالِ آَنْخَضَرَتِ اِزاَنِ دَفَعَ تَرَاسَتِ

که نظر و انش ہر سپت رسمے ازاں دریا بد تا الحضرۃ البشائرش و بیان چکونگی آں وقت خود را معمور وارو
لا حصی ثناء علیک خود بزبان حال در خلوت خانہ وجود خود با خود و استان زیبائی خود در میان داری
بلے ترامی سرزو که مستور قباب عرقت را نظر اره کنی لا یحمل عطا یا هم الاعطا یا هم و اگر فضل
از ازاں کوتاه نظر ازاں در میان آورده و خود را لقدر استعد او ایشان پایشان منوده آں رانیز با تو نی تو اند
شروع در اظهار آس عاجز آمده چاره جزو آن منی بلند که بکلمہ جامعہ انت کما آثینیت هنی تقسیم
اکتفا نمایند چیز آں منودن که اظهار جمال خود کردن است حقیقت شمار است الحق ایں خوشتر چوں تو
راز سے را که در خور ندت با خود واری ما نیز راز یکم در خور ماست در میان منی آریم سے

هر که رو ہرنگ یار خوش نیست

عشق رو جوز نگ دبوئے مش نیست

پیغمات چکوئم ایں امانت است که از تو بدار سیده ایں رانیاً مفسیاً ساخته حق را پوشید بداع
ظلومی و یحولی می باید مبتلا شد لا ایمان ملن لا امانة له مگر از نیجا است ها عرفنا لحق معرفت ک
درین مستشهد جمع است زیباتر آنکه از نگ کذب نیز مبر است سے

آزا که فنا شیوه و فقر آهیں است

نه کشف و یقین نه معرفت نه دین است

اگر صاحب ایں مقام شمار شارا ازاں شبیت مائے و منے سلب نماید یعنی از شایئے جمالی مسوی
نیست عجیب نیست ہر چند که ایں کلمہ نخیر از مقصود فی الجملہ بیکانگی واشت اما چوں سرداشتہ سخن باں جا
کشید و در تحقیق معنی حدیث و خلی واثت عنان قلم و سرت رفت اکنوں وقت رجوع و بازگشت است

ع از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوب است

لَا إِلَهَ إِلَّا آذْتَ سُبْحَانَكَ رَبِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ورین صحیحہ حدیث لا حصی
ثناء علیک انت کما آثینیت علی نفسک از راه تادیل بہ پنج صورت تمیین گشت چنانچہ به تأمل
شافی معلوم می گرد و مجموعہ ہلتے مکارم اخلاق مخدوم زاوہتے آفاق بندگی قبول نمایند بھاں سخن است

سے زبان سیرت ہر سر شناگر است اور ا

چہر احتیاج بدماح دیگر است اور ا

۸ - بداینیکہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی بو پاک زاد تریں آدمیاں ہیچ خواندہ بود و اہل آں ولایت کے اور آنجاز ایڈہ شدہ دکلاں شدہ نیز خواندہ بودند آرے پدران پیشین ایشان بھمہ پھر کہ آدمیاں رامی پایید داناتر بودند وہترین روئے زمین بودند اما رفتہ رفتہ علم درالیشان نماندہ بود ناگاہ خداۓ تعالیٰ مجدد علیہ وسلم را بیا فرید و ایشانے خود کرد خدار اچھا نچہ پہ ازاں نتواند صورت بست شناخت و فرشتہ رافتاد کہ پا محمدؐ بگو کہ صفات مرا بآدمیاں و جنیاں بگوید و اذ ہر جیہ رضاۓ من دراں نبیت ایشان را منع کند و مذاہ و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ باکافراں بایشان تعلیم کند اول فرشتہ آنہار اچھا نچہ خدا گفتہ بود پھر مسیح صلی اللہ علیہ وسلم رسانید بعد ازاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجا عتے کہ پدیدار پاک او مشرف بوند رسانید بایں تقریب خدا تعالیٰ کتابے کہ نام شریف او قرآن است بواطہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بفرزندان آدم و بفرزندان جن فرستاد انکنوں بندہ مومن رامی پایید کہ بدلتین کند کہ ہرچہ دراں کتاب است و ہرچہ محمدؐ کہ فرستادہ و بگزیدہ خدا است گفتہ است ہمہ راست است و بزبان نیز بگوید کہ خدا یکے است و محمدؐ فرستادہ بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ چوں ایں قدر و انسنت می پایید کہ ازو ایاں تحقیق کند کہ ما را دراں کتاب چہ فرمودہ است چہ پھر می پایید و انسنت و چہ کار می پایید کرو دراں کتاب فرمودہ کہ من زندہ ام کہ ہمیشہ بودہ ام و ہمیشہ خواہم بود و بھمہ پھر و ایاں کنم و بی بھمہ پھر قدرت و ادم و ہرچہ خواہم می کنم و ہمہ پھر می شنودم و ہمہ پھر می بیشم برس از رگ گردن او تزدیک ام قمار و جبار م با وجود از ہمہ کس رحیم ترم و تمام عالم را آدم و پیری و فرشتہ وزمین و آسمان و میگ و چوب و ہرچہ دراں ہمہ رامن ساختہ ام و می سازم ہرچہ پسیدا می شوو — من پدیدامی کنم و ہرچہ نابود می شوو من نابود می کنم لیکن رسیدن آتش را بہانہ ساختہ است تا ورنیا ہر کس اور ایشنا سد و کار او را نہ پنید بداینید کہ او یگانہ است دریں کار ہائیج شریک و وزیر و کارکن دیار می دہندار و ہرچہ بغیر اوست ہمہ را ساختہ و آفریدہ است و یگر دراں کتاب فرمودہ کہ پنڈگی من بکنید و آں بندگی نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و جنگ باکافراں است و دیگر حق خدار ان نگہدارید از ما و روپہ وغیرہ و بیچ کس خلکم نہ کنید علم ایں ہا بسیار است آہستہ آہستہ ازو ایاں تحقیق کنید و مگر بداینید کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نوش رو تریں و خوش خلق تریں آدمیاں بود ذات او از ذا اہم پاک تر، دل او از ہمہ دلها روشن تمہام اولیاء گدا بیان درگاہ اوئند ہرچہ درآدمی باشد ہمہ را از ہمہ کس بیشتر و اشت دہم چنیں لہ بداینیکہ کے بعد کہ "quam bazar" ماند ہے۔

خدا تعالیٰ ولی او را خانم نخواسته بود و هر چیزی گفت از خدامی گفت و هر چیزی داشت از خدامی داشت و هر چیزی کرد بقدر است خدامی کرد و الحال نیز هم چنین است و آنرا بد بود و هم چنین خواهد بود چنانچه کسے را هن می گیرد و زین وقت هر چیزی گوید و هر چیزی کند چن می کند ایں مثال بعینه نیست ایں مثال از برائے آنست که بد انید که قرب او برای سچ قرب نمی ماند.

بعد از آنکه جناب مخدومی استادی میباشد شیخ احمد سرمندی بدرجه کمال و تکمیل بلوغ نمودند و از پس فید عظمت و بیهی نهایت حضرت مقصود عز قدره و مزید طلب کرد آن خنفس حضرت ارشاد پنلی بخود را مدبندی می گذارد و نظر در حاصل خود نمی اند احتدند. مکاتبات بروش نذکوره بخندو می نذکور شرف صدور می یافت و در خلاء و ملا بروفت این مضمون ناطق بودند و کمالات جناب مشاور الیه راز یاده از انجی سلیمانی کاتب و دفلم آرد از حضرت ایشان شنوده و رضیان اوقات به ایں نهایت نامه نوازش فرمودند.

۸۳- پرشیخ احمد سرمندی حق سپحانه و تعالیٰ باعلیٰ مرتبه کمال و اکمال برساند

دلارض من کاس الحکرام نصیدیك

^{لسان مجدر} تکلف نیست آنچه حقیقت حال است نوشتند می شود. پیر الصار قدس سره می فرمودند که من مرید خرقانی ام لیکن اگر خرقانی و زین وقت می بود با وجود پیریش مریدی من می کرد هرگاه صفت آن بیصفتان ایں پاشدگرفتاران آثار صفات چراچان فدا شد نو ازم طلبگاری نکند و از هر کجا بپونه بمشام ایشان برسد در پی آن نه روند. اکنون توقف و اهمال مانند از استغفار و بی نیازی است موقوف اشارت است.

سے چوں طمع خواهد ز من سلطان دیں

خاک پر فرق قناعت بعد از زین

بارے نسخه حال و اراده ما این ایت خدا برآ آنچه می یابید همتگرداند و از عجب و پندار مخلص بخشد. بقیه المقصود جناب سیادت آباب امیر صلح سلمه اللہ اطهار طلب نمودند چوں وقت فیر مقتضی آن بنود تفاسع اوقات ایشان وادن لازم مسلمانی نه نمود لاجرم بصیرت شما فرستاده شد انشاء اللہ بقدر است بعد از هر چند گزند و توجہ لطف کامل بیایند. والدعا

بعد از ترک مشیخت و شروع در هزید انزواج سوائے پند لفظ مخصوص بهمہ حاضران را در اوّل فرموده بودند که بخدمت استادی میان شیخ احمد سلمہ اللہ برند چوں گیشتن ایں چنین مخلصان بیکت بازگی ازین درگاه بعایت امر و شوار بود ملول شدند. آخر جمیع را بالطاف و ترغیب راضی کرد و فرستادند و آنها که بیه رضامحصن امر عالی فی رفتار منع کردند و دران وقت ایں عنایت نامه تو شده شدہ بود.

۸۲- بیشیخ احمد سرمندی - حق سبحانہ و تعالیٰ بکمال صفا بر ساند. جمیع ازوستان کہ گرفتار بار وجود مابودند. چوں ماوراء میقیق وَمَا هِئَتِ الْأَدْلَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ وَرَبِّنَدِ مَصْلُحَتِ فَنَكِرُ وَعَقْلُ ما اتفقاً ہے آن کرد که درین پوشکال از مقابله ایں بوقلمونی دور افتاده در تحت اشتعه آفتاب شہو و زندگانی مانند انشاء اللہ العزیز بہ نیکی و پاکی آخر رسید فوائد جماعت و صحبت محقق است و روشن چہ حاجت اطمینان ہے

ما گرفتار بیم بہ مانو کب بیداریز
سنبل و گل بیکنار مردم آزاد ریز

اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللَّهُ - دیگر دیری است که اذ احوال شریف خود پھریزے دستے لفرموده اند انشاء اللہ العزیز نہیں مانع باشد بعد از پوشکال اگر راه استخارہ باشد خواهد آمد والافتاد لیکن آپنے در استخارہ ظاہر شود بما ینویسند اگر تعبیر خود نیز تو یند نور علی نور. والدعا

۸۳- اللہ تعالیٰ فقرات مساکین و رماندہ را از برکات بیگزیدگان بدرمان نہ برساند. مذکور است که نیازے بد رگاہ ولایت عرض نکروه ایم آرے ایں پاک کلمہ راقصداں عادق عامل می توانند شد بحمد اللہ ایں قسم خود صورت می بندو. دیگر چہ تو سیم سخن درویشان بحضرت شما تو شمن بعایت بیشتر می است و حکایت او صراع صوریہ بسیار بے جا الغرض ماراحد نهود می پاید و است و از فضول احترانه می باید کرد.

در ایامیکه ترک مشیخت فرموده اند. افزوا و تهائی بازیادتے می پذیرفت نیز مایاں مشایعت ہا و تعظیم ہا بروش سابق می نمودند اذ خانہ باہل مسجد و رترک تعظیم ہا نئے عمر بدانہ ایں رقص را نوشته مسجد فرستادند.

۸۶- به اہل مسجد. معروض مخادیم می گرداند کہ روزے چند مصلحت خود و راں می بنیند کہ بمقتضی کلمہ قدسیہ حضرت خواجه عبد الحنفی غجدوانی کہ در شیخ را بربند و دو ریار می را بکشانے تھمل نموده آید اکنوں التماں آں است کہ ہم چنان کہ کرم نموده مشایعت را ترک نموده اند تو اضع و تعظیم را در مسجد نیز ترک نمایند و رنشست و برخاست و آمد و شد مسجد ہاں معاملہ کہ پرزا حسام الدین و خدمت مولیانا یوسف و امثال الشیان می نمایند بعفیق نیز نمایند خود و بزرگ ازو لہ تا میاں شیخ المهداد بپیں عمل نمایند اشارۃ اللہ مشاب شوند.

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدًى

مستعد روزے چند گاہ گاہ بدین آستان آمد و شد می کرد و بواسطہ کمی اختلاط بخادمان ایں درگاہ و مصاہیان قاصر ہمت و کثرت امیدواران و فرزندان نتوانست کہ تحمل فقر نماید و صلاح در سعی معيشت او ہم ندیدند اصطرار ارجحتے گرفته برائے کسب معيشت رفتہ بود عزیزے از علماء کہ از را و معنی نہ رہا وارند. چوں مستعد مذکور قرابتے واشنند کہ مشاہد ایله ازال سفر مراجحت نموده بکسب کمال اشتغال نماید بعض رسائیں نہ که در تر غیب آمدن او چیزے قلمی فرمایند بواسطہ رعایت خاطر آں عزیز کتابتے کہ مشاہد ایله مستعد مسطور نوشته بود طلب و اشتبه و رظہ آں ایں چند سطر را نوشند.

۸۷- به مستعدی - آللہ ولی الدین امنوا بخراجهم من الظلمات الی النور ہر چہ نوشتنی بود در صحیفہ بندگان مخدومی مندرج است زیاده چہ نویسم بارے فرصت وقت بلکہ وقت و نفس راغبیت شروعہ بمقتضیاً آں زندگی می باید کرد. در لغت کہ ایں عاجز گرفتار را وقت کار ناندہ و اگر نہ بتوفیق اللہ تعالیٰ وریں در روزہ عمر دیوانہ وار ما تم بازماندگی

خود می داشت و در حستجوئے کیمیا تے مقصود تگ و دوستے می نمود وزندگانی فدلئے ایں راه
می کر د جت تعلائے وریں افتاب دگی نیز دردے و آشوبے کرامت فرماید کہ کارِ د و جہاں خود را
در قبضہ اقتدار نہاده از مجموع گرفتاری ہافراغے بیا یم آیین یارب العالمین - امید اذان
برادر آن است که روئے برخاک بہ نہند ویراستے حصول ایں آرزوئے فقیر از خدا بخواہند کہ
دعاء الغائب للغائب سرع رجابة آمدہ والدعا.

رسائل

دربيان حقائق نماز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد ایام آفتابِ الله تعالیٰ و آفتابِ کا

کہ نمازِ حقائق است و صورت است و ظهورِ حقائق است او موقوف است بشرف
شدن بیوتِ ختمیاری و طلوعِ این شرف لذراہ سلوک بنی بروده اصل است اول توبہ دوم
دَه سوم تو کل چهارم فاعل پنجم عزلت ششم ذکر هفتم توجہ هشتم صبر نهم مرافقہ
دهم رضا و طالب حمله حقیقی اگر مستعد نزول جذب الہی باشد و قابلیت تقدیم جذبه پرسلوک
داشته باشد وظیفہ او آنکہ بعد از طهارت باطن بتوابع نصوح و حناتی کردن دل از آرد و
ہائے نفسانی و روحمانی کہ مقرر ہر است و توجہ بحضرت حق بجانہ نماید توجہ بجملہ بیویانی الوصف
پاک از اختیارات متخن و مستنکرو کلمہ ائمہ و جہت و جھی للذی فطر المیمُونَ و الاَمْرُ حنیفًا
را شعار باطن خود ز دیکن کر کشش غلبی در رسید و اور از و بستان و معنی و ما انما من
المشرکین بے او در دجلوہ گر شو و چیل اور ای زیاد بدیند تعطیش زیادہ شو و تعلقش فوت
گیرد و حقیقت مرافقہ کہ نماز اس حصول مقصود است بظهور آید طہارت راصنعاً و گیر پیدا
شود پر توجیل ذاتی بزبان حال با او بے علتی دیے نیازے مطلب را درمیان نہ مصنی تو کل را
کہ بپریں آمدن از رویت اسباب است در یا بد اگر لطف حق مد نماید بسیند کہ توجہ بز ازو
است خود را از بیں صفت خالی شناسد الله اکبر من ان یت توجہ له الیہ - ایں جا
رو نماید ایں زمان توجہ و گیر پیشیش آید و ما انما من المشرکین را بزبان و گیر بخرا ند
حوال و قوال بیش تجاهم از عمل معزول شوند صفت عزلت تحقیق شود و بوارثت قبول خطاب
فتحہ بحدل بخلاف لکھا پیدا کند از عمدہ امر فاذکر سر بلک اذ انسیت بر کا پر تشریبہ حق

له الیہ پیرے فخریں بھی یہ لفظ الیہ لکھا ٹھاہے میکن از روئے عربیت درست جنہیں بلکہ یوں پڑنا چاہیے ،
الله اکبر من ان یت توجہ له الی غیرہ (توجہ) : افسد بہت بڑا ہے اس سے کہ لفظ جان
کے غیر کی طرف کی جائے)

کند و سخا نکم اللہم و محمد کنگفتی گیر و قدم در مقام تسبیح و اتحاد بنه ازین
 جایان زرقی کند که کل کائنات را مُضْمَحِل و ناچیز نیاید کلمه لا الہ غیر ک سراز قتاب نواری
 برآرد این جا خلاصه قاعده درست ام نیتی اش بینگند. باز تو اند بود که واذکر مرابتک
 اذا نسیت لباس دیگر پوشیده کار فرانے او شود خود را بعده قرار داده بمیشتقت عالم صبر
 نماید و را بمن موطن حکمت ارسال رسیل دنیا گنج تکلیف پوشش سازند تغوز نموده بته تکلف شروع
 بقرأت نماز کند فتح دیگر ش او و هر دیصراط هست دشود و بسعادت رضی الله عنهم و
 عنده برسد چون در این وقت ام ملکت شود همد فیصلوت هم داشمون صفت
 حال او شود این است صلواۃ حقیقی - اگر کنه ذات پر او تجلی کند خلاه درین مندل و
 خواه بپیش ازین در منزل فنا حقیقی باطنیش از مجموع امور سر و شود در دنایا فنت گریبان گیر
 باقیش شود د معنی اشتهای سعد ها لا عود له دلنشیش گردو.

رباعی سه

جانا بسته مار خانه زندے چندند	بامومن کم عیار کم پویندند
زندے چندند کس زنداند چندند	برزیه و نهند برد و عالم خندند
تو اند بود که فقرش په نهایت رسید و منظر آن الغنی شود هنوز در دمنه باشد این درد	
است که مقصود آفرینش است عبادت روحیه همیں در داشت	
۱- در و تو تا بد دلم را درد تو	
۲- در و چند انس که میسد ای فرست	
۳- ذره درد از بهد آفتابی به	

خدمت مولانا قاضی در کتاب سلسلة العارفین از حضرت قطب المحققین خوش الاسلام و مسلمین
 خواجه حسداز نقل کرد و اند که ایشان می فرمودند که از خدمت مولانا جلال الدین رومی پرسیدند
 که عقل چیزیست ا فرمودند که عقل آنست که پر بیچ چیزی کرام نیگرد و بجز حق سبحانه و حق آفتاب
 که پر بیچ و چه مدرک نشود و هم چنین رسم وین حروف از جانب ارشاد کاب مولانا خواجه
 امکنگی فتد و امشد سره و سهاریخ دارد که از والد بزرگوار خود و ایضاً بیک و اسطه از مولانا اسکانی

شیر و افی نقل می کردند که تخلی در ذات بحث نمی باشد و
دولا بستان پارگاه است

بیش از بیش پر نبرده اند که هست

بلکه اتفاق محققین است که ذات مطلق محاط علم نمی شود سواد اضیفه ای اخلق
او افی الحق جا به گوید که محاط علم ناشدن نبایی معلم میست نه می رساند چه حقیقت علم
احاطه است جناب دلایت آب شیخ اللہ بخش علیہ الرحمۃ که مرید مجبوس حق و مجدوب و
مطلق میر سید علی قوام جونپوری بودند بر مشرب تفسیر و گزنشگی نام بودند و نهایت همی را می
دانستند الحق ایں چنین است ایں مصنی اثر گرفتاری بذات بحث است و حقیقت کلمه
لا الہ الا الله حضرت خواجه محمد پارسافت در سرمه در رساله قدسیه از خواجه نبرگ نقل
می کنند که می فرمودند در بدایت جذبه هرگاه توجیه برداشتبیت او بیس قرنی رضی اللہ عنہ
کرد و می شود اثر آن توجیه بے تعلقی نام از علائی صوری و معنوی بود و ایضاً در همان رساله
از حضرت خواجه نقل می کنند که هر چه در پدره شد و انسداد شد همچ غیر است نبایی مقصود نیست
مقصود ذات بحث است او در علم نمی آید و

بنیت کس را از حقیقت است آگهی جمله می کنند زاده است شی
پس خلاصی گرفتار ای جزویان نیست که بحسب اتفاق نبایی وجود دلواره ای مشتمل
شده معنی الفقر لا یعترض ای مصلحت را آنرا سازه صفت گرفتاری و غیر آن را باصل
حاله کنند سیحان اللہ از غرض دو اتفاق دم غرض بیان حقیقت سکونه و صورت حصلو ای آنکه
بر مقصود بیان چوپ بیان صلو ای حقیقی ثوریم شروع و صلو ای تدریی نایم.

صورت نماز

لیس کم مثله و هو السمع البصیر - حقیقی ای معنی نه در خود حوصله
تشیت ترا این بسکه بدایی که حضرت حق جل شانه بشه چوپ و بیه چکوند ایست که بر اینچ و چه
در احاطه ادراک نمی آید لایل هر ک اابصارات ای نیز محیط هر ذرا است و همه ذرات

عالی آئینہ صفات روشنندہ ہر کجا۔ علیست علم اورست و ہر کجا قادر تے است قدرت
او علی ہنر القیاس ہمہ صفات روشنند کہ از پرده مخلوقات خود کردہ اندیشہ اورست مخلوقات
نمودی اندیشے بود چنانچہ در آئینہ می ناید لیکن آئینہ ہم چنان صاف دیاک از صورت صورت
نه در دوئے آئینہ است نہ در دون او نمودی است بے بود۔ چون مخفی را در بیانی بر تو باد که
مراقب حق باشی و حق را حاضر و ناظر خود قصور نہائی بلکہ چنان دانی کہ ہر چہ در توا است از علم و قدرت
وسائر صفات ہمہ از حق است و تو ہم چنان خالی۔ دبے احصل۔ بل تو بیکم نہ نمودی بے بود
در خارج ہماں حق است و بس لیس فی الدلائل فیہ دیاع۔ و ہم چنان پر صرافت
بیکانگی خود و منزہ از انکہ جسم و جسمانی و جو ہر و عرض پا شد و موجود و غیرا و موجود شے نہ لا الہ
اللہ محمد رسول اللہ۔ محمد علیہ فضل الصدقة فاکمل التجیات کہ فرستادہ اسم جامع اللہ است
و بحسب حقیقت علیہ او با او کتاب جامع ہمراہ ہماں آئینہ صاف است کہ مجھت خود
با حسن صور و تقیید با حکام و کمار آں صورت جامع در کسورت بشریت در آمد و آسم محمد یگرفت
پس بر تو باد کہ حفظ مراتب کئی و اسی مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نہیں و احکام شریعت را
نیکت محمد ارمی و سعادت جوز در متابعت شریعت نہ افی۔

خال است سعی کہ را و صفت
تو ان رفت جزو در سیمی مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ و علیہ الہ واصحابہ وسلم۔

مختصر بیان توحید

کان اللہ ویلم یکن معہ شی کلامے است از مشکلاۃ بنوت علی صاحب
من الصدراۃ افضلها بیکھور رسیدہ والآن کما کان کہ با قیاس از انوار آں مشکلاۃ بنوت
بعضی از اکابر صوفیہ جبراں با فتنہ محنی است بآں۔ چون دیدہ می شود کہ اکثر منتصوفہ ایں بیار
مداریں سُخن را بر توحید می شنند بے آنکہ از حقیقت العالم لم یظهر فقط بے خبر
با شنند اعاذنا اللہ و جمیع المسلمين من شر ذلک الاحتیاط والاحتیاط

بخارطچیاں آمد کہ کلمہ چند درمیان حقیقت آں علی اس بیبل الاجمال بنویسید۔ بد انکہ کان اللہ ولیم یکن معرفہ شی اشارہ پر تبدیل اطلاق است و تقدیم آں پر سائر مراتب تقدم است ذاتی۔ چہ نزد عظماً گئے کشف مقرگشته ارداح کمل فتیم است الآن کہا کان عبارت است اذ آنکه او ہم چیاں پر صرافت اطلاق خود است ظہور مقیدات جلوہ اطلاق را پر نہ اندھخته۔ در آں حضرت ازل وابد ظاہر و باطن در یکی نقطہ جمع است چوں ذرات عالم جی زمان متعارف ہو ہم الاتصال مجرد ظہور عبیدم می رو نہ دفتر مان وحدت حقیقی بنہوں می رسید پس درمیان بردو آں دریاۓ کے لانہ اسی اطلاق دھیا است کہ اذ کوئی بھی ظہور مقیداً نہیں باہیں سہمہ اطلاقات بے انتہا نزد یکی است کہ فنظر عارف کل شی ها لکھ الوجہ نہ راشم بینید و آنکہ می گویند حفظ ما بین النفسین دل نفس رحمانی است و اہم آنکہ اند نہیں بعارف اصلاح بین از حفظ ما بین النفسین بہتر والا عارف را چہ احیا ج است بحفظ ما بین النفسین او از و منفک نیست چہ در اصلاح بین و چہ در غیر آں گویم الائک کہا کان عبارت است از انکہ اشتپیا نمودی است بے بود۔ پوئیے از و بھود خارجی بشام او نہ رسید ہم چیاں در عالم آر بیدہ بایا کوئیم اللہ تعالیٰ اعلم کان اللہ بعد از ظہور و قتنے بودہ باشد کہ طالع اللہ الآن آن است دالآن کہا کاف بیز ہم چیاں با آنکہ الائک کہا کان یا بی معنی صحیح است و اگرچہ کان اللہ بمعنی اول باشد بمعنی در نظر شہود میں ہم چیاں بود۔

مر باغی ہے

من ایتھم و کم زیستیک یسم بسیارے از بیچ کم اذ بیچ بیبا یار کارے
ہر سر کنہ اسرار حقیقت گوئیم ذاتم بخود بھرہ بجز گفتاتے
ہنچہ تو کشی آب دہ و آنچہ عبد اللہ فرا آب دہ۔

معنی لغود

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ یعنی پناہ می گیرم جنسہ از شر شیطان رانہ شدہ استعاذه پیش از قرأت قرآن چہ در نماز دچہ در غیر آں پر حضرت رسولت پناہ حملی اللہ

علیه و سکم فرض کردہ پر امرت مبتدا بعثت او سنت شدہ شک نبیت کہ آنحضرت علیہ السلام
الصلوٰت و اکمل النجایات در وقت تکلم پر کلمہ تعود با علی مرتبہ محنی آنتحقی پودہ اندیس
طريق مبتدا بعثت آن است کہ مجرد لفظ این کلمہ اکتفا نہ نمایند و بحسب باطن خود را عاجز محس
شناخته در دفع و مساوس شبیطان نبیه التجا بتعاریط طلاق بیارند تا قرأت کلام او خالی از کدوست
اندیشہ ائمہ پر آنکندہ شبیطان نبیه و سنت و هدف -

معنی نہاند کہ این قسم تعود از مقولہ تو کل است یعنی خدا مسے را بمحانہ و کبیل خود انخدکردن
و قدرت روی اندو دخود را بمحشیگز اشتن این تو کل از فرع ایمان است چہ نہ کہ ایمان آمد و باشکه
آفریدیگار جزو کل مل است و افسنت آں را که پر فعیل و صفتی که از دو داشتی اور پھر می آید به
بعضی قدرت آفریدیگار است وحدت لا شریک له زست که در خوبیه سنتی او امر مسے موجود
است یا البتہ موجود خواهد شد کہ آیا وفع ضریبے با چلب منفعتی ناید -

حضرت حق سبحانہ بعد از آنکہ سیغیر خود را امر تبخود کردہ می گویند انہ لیس لہ سلطان
علی الذین أصْنَوُ وَعَلٰی رَبِّهِمْ يَسْوَكُلُونَ یعنی پناہ بخدا بیگیر از شر شبیطان حجم
کہ نبیت تصرف و سلطنتی شبیطان را برآئنا کر ایمان آوردہ اند و بعضاً نکھلے ایمان پر دروغگار
خود را و کبیل خود انخدکردن اند اپنک شاہزادیوں برآنچہ بیان نمودیم انشا اللہ العزیز مارانیز نصیب
کامل و زیب بر سند -

فصل در کلمات قدسیہ احرار بیہ نوشتہ اند کہ ہر ضعیفہ را کہ با دشمن قوی کار انند چوں بصدق
و بیقین نام از حمل و قوت خود بپریوں آبیہ ہر کائنہ بحوال دفتری از پیش گاه موید شود کہ آیا حمل و قوت
بر اعداء و بین و ملت غلبہ تو اند کرد خدمت ہولانا محمد تقاضی کہ از خلص اصحاب آنجناب پودہ اند
نوشتہ اند کہ ایشان پر گاہ در حمیے باہل زمان خود از سلاطین و حکام چیزی کے می نوشته مساعیت
سکوت فرمودہ مظلل می مانند و بعد ازان شروع درست کتابت می نمودند و سر سکوت و تعطیل را ہم
خود می فرمودند کہ مساعیت خود را از خود خالی ساخته در مقابلہ کہر یا کے الی می سپاریم وجہ ازان می نشیم
کہ قلم از بحاس کے و گیکر بماری می شود می قطعاً در بیان نیتیم مقصد از ذکر این سخن آنکہ اگر ہنگام نمود وار او
تلادست بحقیقت ایمانے کہ مورث این قسم تبخود شدہ کاملے تحقیق شود بقرب فرانس مشرق خواه

شده چنانچه فاجیره حثی اسمع کلام الله را اکار تحقیق درایین مقتضام داشته اند و در آن
وقت زبان قاری حکم شجره موسی علیہ السلام خواهد داشت - بیت هے
بی شک آن آداز هم از شفه بود
گرچه از حلقوم غصبه ا شد بود
کلام امام حقیق جعفر صادق علیہ الحجید که فرموده اتی اکرم آیه حثی اسمع
من اهتم کلم را شیخ اشیور شهاب الحقیق والدین علیہ الرحمه هم ازین مقام داشته - بیات
چوں پری غائب شود برآدمی
گم شود از مرد و صفت مردمی
هرچه گوید آن پری گفته بود
زین سر در زان سرے گفتة بود
چوں پری را ایں دم و قانون بود
کرد گار آن پری خود چوں بود

رشید = حقیقت مرا قبه انتقال است و صفت ایک انتظار در طلب مقصود و مستقر بگیر ہو ائے او باشد
طالب از حمل و قوت خود بپرو آمدہ باشد و مشاق تقاضے مقصود و مستقر بگیر ہو ائے او باشد
حل ذکر کا - وید حمل و قوت انجیار کوشش است و انتظار استاد کشش - ایں قسم مرا قبه
جز عقیقی و قریب الانتهاء اوست نبی وهدہ - لہذا اپو الجناب نجم الدین کبریٰ فرس سره و ربیان
حصل کردار بورت بالاملاکه برآں داشته ایں مرا قبیرا اصل ششم ساخته - لیکن بیندری عاشق را
تعقیب می پاید کردن خود را از حمل و قوت خود پر آورده انتظار محض می باشد بود اما سار مراقب است
که مطلوب را متعید نشکل و مثال و علم و جمال کرده و رعایت تعقل آرند فرود ایین است و مطلع
هرچه پیش تو پیش ازان ره غیبت غایبت فهم قسم ایشان بیست

لاؤ ہو زان سرائے روز بھی

یا زگشته بحیب و کبیه شنی

حضرت سجاد و نواس لے پیغمبر خود را حیله الله علیہ وسلم فرموده که فاذا قرأت القرآن

فاستعد بالله من الشيطان الرجيم فمعنى نبیت که این امر فخر دالی الله و تقریب الیه است چه استفاده التجا بخسے بردن و در جوار او رفتن است - پس سئی متابع راسنادار است که بعد از دید عجز خود در پیاوه خنی بگریزد و حق را در دفع و سادس بوکالست اخذ کند لعینی به تمام مستغرق انوار او شود و در ادائے کلامات و تدبیر مسحای او توجه را پراگنده نگذارد که او حافظه و کیبل است چنان می باشد لجهور می آرد - حضرت امام همام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ لعنهما می فرمود حق سبحانہ تعالیٰ مثل رائی عینی خاطر غیر رساننگام نماز در اینجا فریده انسایر بیان اللہ لیذ هب عنکم الرجال اهل البیت و نیطر در کم تطهیر ا در فقرات احرار پیسطوط است که نبیت ما بحقیقت نبیت ایل بیت است و از آنچه ایشان نبیت خود را شرح داده اند روشن می شود که مصنی سخن حضرت امام آنست که رساننگام نماز در سر ماشان از ملک و ملکوت نبیت نه آنکه اینجا مستند بیکن لباس بغيرت از کشیده اند چنانچه اکابر فرموده اند که در قرب نوافل چیزی خلقت مغلوب بجهت حقیقت است سے

چون تو سازی بر ای زمانها بدبار شتمول قا فلم بر قرائے تو وحدت احلاق غایب آید بخت در استحقاق

در قرب نوافل یا با وجود لباس نبیت بغيرت ایشان بر افاده چنانچه ارباب توحید صوری را می باشد - بدای ایا ک الله بنور القدس که این قسم تعریف فتنی را داشت می دهد و نزدیک باین کسے را که نهاد تشقیش در بدایت مندرج باشد بیکن جماعتی را که به لیقیان ایمانی مشرفت اند مرتبه انجیر احسان را می باشد از دست ندینه الا احسان ان تعبد الله کانک تراک فان لم تکن تراک افانه پس در این مکاری دست چنان بیندیشند که او ایشان را می پنیزد و این عمل را در حضور او می کنند - تنبیه بعض از عرقا فرموده اند که انسان مرکب است از روح و پیکل محسوس و امر بر استفاده مرنجوی را دست - آنچه نصیب روح بود خود از کلامات سابققه معلوم شد - نصیب بدن آن است که از منظا هر رسم لمصلی چون رفاقت بد و مأکل و ملایس منتهی و سائر اوضاع کمر و هدایت اینکا مید

در و نئے توجیه مظاہر اسم الہادی بیارداز بجالسان موافق و اوصاف ع مشروع و مسنونه . و لضیب
ذبان تکلم بآں کلہ است یعنی اگر استفاده کاملہ بددست نیاید اذال بتمام شہ باشد محروم شد
اگر در خلد جمع محرف پاشند ہمہ رامحرف نپاید گذاشت .

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا الْعَمَلَ بِمَا فَيْهُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مِنِ التَّبَعِ الْهَدِیٌ

معنی اسم اللہ و سورہ قاتمہ

بسملہ کہ در اوائل سورت پیش علماً خفیہ بجست فہستاچ قراءت است نہ داخل قرائت
و اگرچہ بقول اصح داخل قرآن است بیس قاری در خواندن سبب اللہ ایں ارادہ می کند می فہستاچ
قراءت خود بنا م اللہ الرحمن الرحیم می کنهم اسم مبارک اللہ اور حرف طالعہ صوفیہ فہنس اللہ
تعلیے ارواحهم سر اطلاق است یکے ذات احادیث و بیکر ذات متفقہ برتبہ الوہیت دیگر
احادیث جمع مطلق یعنی مناسب حال کا تبیح مسامع مرتبہ درم است کہ قبلہ توجیہ سالمکان و آرام
گاہ مشتاقان درب عالمیاں و مالک یوم الدین است .

مرتبہ اول از عبارت داشارت منیرہ است . مرتبہ سوم واسطہ گرانی بیاراں
توقف و تعطیل سائران و مرذلہ پاکان است اکنون شرح ہماں مرتبہ درم کہ محشوی عالی ہمتاں
پاک نظر است . بنام . اللہ اسم ذاتی است مسنجع جمیع صفات کمال آپنخاں ذاتے کہ او بود
با صفات کاملہ خود و عالم بندو و اکنون کہ عالم از عرصہ عدم پہنگنائے خیال آمدہ او ہم چیزیں
برقرار خود است پیش گاہ بقا و ثبات او راست و بیکار در معرض فنادمات جمل من لا الہ
الا ہو لائف کیف هئلا ماهو اگر ذاقت پرسی لا فکر واقع ذاته و اگر
از صفاتش پرسی شرعاً مجبور علی ما یفهم منه اہل المسان من العلماه السنۃ
مبین ان لیس کمثلہ شی و هو السميع البصير اگر قابہ است او است چہ مار ظہور فعل
واثر است و فعل و اثر ازو . و اگر باطن است ہم او است و پیدہ سد کہ محروم حرمی شہود است .
در طالعہ کمال او بجزہ است و پیش سرکہ دلیل کارخانہ نہود است در مشاہدہ جمال او بیڑہ است
کہ اقرب من حبیل الورید است و او است کہ فعال لہا بید است عرجمن

اکم ذات است به اعتبار افاضه وجود حقائق ملکات را این اسم خاص و اجنب است و بگرے افاضه وجود بشر نشاند کرد پس خپر که رمکش عام است . رحیم اکم ذات اسب باعتبار افاضه سائز ختم تابعه مرد چهار این اکم عام است چه و بگرے نیز تجویق حق بعضی افعالات می تواند کرد و بیکن معنی اش عام غایب است چه همه موجودات در همه وقت منحصر علیه بسته است الحمد لله بالاتفاق علی معنی آن است که پس از جنس استائش و شناس است شخص باشد است . مقصود از این اطلاعات حقیقت است نه اخبار باین علم و لذت نفس الحمد لله نیز استائش است علمائے اہل سنت

می گویند که عالم با جمیع ذات و صفات و افعالش در عرصه وجود نسبت بخلاق عالم چون نقوش است و صفات کا غیر نسبت به تعالی شاء اگر جزوی از نقش نیک ناید و یک آن راستائش کنند بته تکلف است از این که شود که این سخن سنجن ب مجرمی شود می گویند که اہل سنت در آدمیان صفات خوبی را بله آنکه اثری بر این مرتبت شود مخلوق می گویند و باین قدر از جبریه ایجادیز بیان نمایند . اہل تحقیق از اولیا مکانت از صحت بر صحیح است این معنی مجتمعنه اللهم شهدنا

علی القول الثابت .

وصل صوفیه موحدہ فتد اللہ تعالیٰ ار وا جھم که از خواص اہل سنت اند با وجود علم اول تحقیق این می گویند که نقوش صور کو نیز که بقدرت کامله حق سبحانہ و تعالیٰ در عرصه نمود آمده اند از تجدیبات اکم بزرگوار آن ظاهراند و حق سبحانہ بحسب صفات و شبیون خود در کسورت این ظهور نموده بل برد و بیک ظهور ظاهر گشتہ اند لذت اصحاب فتوحات بکیه عینی شد تعالیٰ عینه می گویند . سبعان من اظهر الاشياء وهو عيناً اي في الظهور

چه خفاائق عالم من ظاهر صفات و شبیون اند في المعلم . پس اگر اللہ ذات احمد است بخواهند جمیع محمد از دجه و بگرے نیز راجع بادمی شود این علم بعائست غامض است پرسنچی محمل تر . پس زر رتب العلمیین پر ورنده عالمیان است ذکر این صفات درین مقام از برائے تحقیق شخصاً

بجمع محمد بالله می تواند بود الرحمن الرحیم پختنده وجود است و دهنده لوازم وجود از کچھ ما رج عالم است . ذکر این هر دو صفت بعد از ذکر ربویت اشارت است بشمول نزدیکت مر جمیع نعم را ملک یوم الدین منصرف و حاکم روز جزا است ذکر این صفات بعد

از ذکر رحمت بشارت عظیمی است مر عاصیان احست را ایا کث تعبد و ایا کث نستیعین یعنی همیش ترا عبادت می کنیم و همیش از تو استعانت می جو شیم در این دو امر دیگر بر راشتر که تو نمی گردانیم تو آنند بود که از این عبادت مراد عبادت اضطراری باشد عبادت اضطراری بودن بنده است پر و فقیر اراده الٰی و مضطرب بودن در زیر قضاوت در این صورت ایا کث تعبد حسیب مسیح مثل مالک بوم الدین می شود یعنی مالک بجمع احوال و اوقات تولی و ایا کث نستیعین تا آخر داخل دعا است یعنی اذ قرباری می جو شیم که صراط مستقیم را نمایی تسلیک برآی صراط نمایم و عبادت خاتمیاری من پر و فقیر رضای تو شود در صورتی که ایا کث تعبد پر عبادت اختیاری محول باشد مقصود ازان اظهار نقیباء خود است و مقصود از ایا کث نستیعین یا همیش معنی که مذکور شد بآنکه این القیاد را هم بخلق و توفیق تو می دانیم یا طلب ثبات در این القیاد اهدنا الصراط المستقیم یعنی بنایی مارا راه راست صراط الذین بالعمت علیهم غیر المغضوب عليهم ولا الصالیلین یعنی صراط جماعت که بر آنها انعام کرده آن جماعت چنانچه هم در کلام والی بکار قصیر شد - نبیین و صدیقین و شهداء صاحبین آندر راه جماعت که غصب کرده بر آنها و هم چین نه راه آنها که راه گم کرده آن - اجماع صادقان و محققان است که صراط مستقیم صراط اهل سنت و جماعت است اذ آنچه در امپایان و نبووات و علموم آخر گفته آن -

وصل : صاحب کتاب فتوحات مکہ - رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیدہ چند بر عقائد ظاهر علماً افزوده - بی آنکه نفعی آنها کند چه خلاف عقاید سلفت صاحبین جزو خلافت و خرافی مسیح بنیت محمد اللہ تعالیٰ اعتقد ما بریں قرار گرفته در مسیبد می واریم که بریں بیبریم و بریں مشهود شنیم . اکنون شرح عقیده آن بزرگ رادر ایامیت نمایم بنایم مارا صراط انبیاء و صدیقان نه صراط آنها که بهم خلق می سینند و از مبدأ خبر که ندارند خواه خلق حرف می سینند چنانچه دهریه و طبیعیه که ایشان مخصوص علیهم آنند خواه بعنوان خفاشیت می بینند چنانچه بعضی از صوفیا که در توحید صوری معطل و محبوس آنکه اصله اللہ علی علم در حق ایشان درست است تمام بخود و امثال خود گرفت اند در دروی توجہ از مسیداً کرد ایند اینه ایشان را خال مفضل آنند و نه مراد آنها که بهم

حق می پنید و بین عالم را خیال محض و شعبدہ صرفت می انگارند مسیدہ ایشان نیز از راه پر آمده
از پیور سو فسطائی می زند و نه راه آنها که وجود دید حق و خلیل خلق را وجود علیحدہ اثبات می
کنند چه راه ایشان نیز شناسه راه انبیا نبیت مراد از بین راه های معرفت است نہ بایں معنی
که معرفت بین یا خلاف معرفت انبیا است حاشا ایشان برگزیدگان اند آرے معرفت
ایشان آں و سمعت ندارد که معرفت انبیا پس صراط مستقیم در معرفت با عقائد آں صدیق کامل
دید حق و خلیل است لیکن خلق را وجود علیحدہ نے بل چوں وجود صورت در مرأت که نمی نماید
که هست و بحیقت نبیت دایں نمود بقدر ت کامله حق پیدا شده و خلق عالم عبارت
از بین اظهار است و عالم در علم حق ثابت است نہ آں اثبات که علاً متکل بین در صور علمی
نیت با ذهن می گویند بل شایسته از جنس ثبات خارج یعنی موجود خارجی حسب شیون
وصفات در علم نموده و خلق عالم ظاهر گشتہ دایں خلق ائم بعد از عود باصل و ظهور
در وجود چوں ظهور صورت در مرأت مخلوق و ممکن شده و شمار و افعال ظاهره از ممکن از اصل
است بچوں ممکن پرده دار شده بحکم لون الماء کوون آناثه مجبوبان را در تصور می کرد که
 فعل و اثر از ممکن است **وَالْهَكْمَ اللَّهُ وَاحْدَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ**
آیه بینیں با و **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** اکابر تحقیق قدس اللہ تعالیٰ ارواحهم تعظیم ظاهر مخلوقات
را از ادب تمام معرفت داشته اند چه ایں با بحالی جمال مطلق اند.

وصل - بدان ایدیک الله تعالیٰ بنو العبد می که منظریت ایشان مطلق را
نہ بایں معنی است که ایشان عین مطلق نہ تعالیٰ الله عن ذالک علویاً کیمیاً بل بایں
معنی است که بحکم لون الماء لون مائله صفات و افعال مطلق از پرده ایں با بحکم
لون الماء لون انامه هم بگان ایں با ظهور کده و ارباب مشاهده را دریں اجتماع و کثرت
بصیرت کامله چجز پر نور ذات نہی رفتہ نہ بایں معنی که ذات در ادراک ایشان می آید بل هستی اد
بر نیت ذوق و مجتہ و استهلاک و ضمحلال می یا بند شملہ اسیئہ نہ فرض کنیم که از غائب
صفات نہیچه صورتی بر اد افتد هستی اور انمی قوال یافت اگر یکی عاشق آئندہ باشد و در
پرده صورت حیثم بصیرتیش شعاع آئندہ را دریا بد و از سلطنت مجتہ و شوق مستغرق هستی

او شود تو اند گفت که جزو ذات آیتنه نبی یعنی خصوصاً که بایس سر مطلع شود که صورت ظاهره بر
مودت آیتنه است و در میان موجودیت بل نبودی است پس بود موجود همان آشیانه
است ولیس و دیه انتهی الکلام و تم

بیان سوره واشمس

والشیس و صنحها یعنی سوگند با فتاوی و فور او در ضمن ذکر تور اشارت است بانجع
تعظیم آفتاب بجهت تور است تا از باب اشارت در پایان که تعظیم منظاہر بجهت ظاهری باید
کردند بجهت نفس منظاہر والقمرادی تلهها یعنی سوگند لقبر و قطبیکه در پی رود آفتاب را و
قتدم پر قدم او بینه در مشغیره مراد ماه تمام است - ایں آیتنه با وجود بشارت سابقه اشاره
است به تعظیم چنانچه که بجهت کمال پیروی اقیاس تور از مشکواه آفتاب محمدی نموده اند -

بیت سه

بنی چول آفتاب آمد و لی ماہ صفت ابابل در مقام لی مع اللہ

حضرت حق تعالیٰ ذکر نور نکرد چنانچه بعد از والشیس و صنحها چه قدر افزون شد
کاند که قریب ها فوری است که از آفتاب بر او منعکس می شود لهذا در قرآن مجید قریب هم نور مذکور
شد و جعل القمر فیهون ذرل تو اند بود که معنی ایں باشد که سوگند لقبر در وقتی که در پی آفتاب
رود یعنی بینهان خط که آفتاب بی رود - اور و دیگری سوگند لقبر در وقتی کوئی آفتاب چه قرب
او با آفتاب در پی وقتی بیشتر از آفتاب دیگر است و مشاهده است او بستوران قباب غربت
و رایں محل روشن ترجمت بالفشن مستقر قرآن آفتاب است و جهت ظاہر گردنار پر وہ جای
در ایں آیت تنبیه است بآنکه بینا شریعت و تعظیم باشد که شرف و عظمت اور اندانه پس
ایدیکر بسته تا می تحقیر کسی کرده نه شود و تو اند که اشارت باک باشد که هم چنان که تعظیم مطعن بر
الطف نبی باندیکر دیگر تعظیم منظاہر قریب زیارت باید کرد - مراد منظر قردر ایں اشارت آن است که
قریب زدن مطعن بر مسند و آنکه قریب از واقع شود - والنهار اراد اجلایا یعنی سوگند بر دز روشن که

غبار طلوع و جاپ ابر و ظلمت هوا نداشت باشد واللیل اذا یغضشها یعنی سوگند پ شب
و فیکه پوشاند نور آفتاب را مراد شب نیست که نور شفق و تابش قدران نباشد چه
هر کیم از می دلخور آفتاب است این شب بکمال شب رسیده تو اند بود که مراد شب خون
پاشد که در این شب نور آفتاب که در آینه ماه ظاهر است پوشیده می شود و در این شب ماه داخل
ظل ارض است بخلاف شب های دیگر و ایضاً تو اند بود که مراد شب ایام بیضی باشد چه
آن شب بجهت روشنی کانه که آفتاب را می پوشد یعنی از خاطر را فراموش می سازد و لبذا
ایام بیضی می گویند یعنی در این اوقات شب نیست بهره روز روشن است.

وصل : صاحب فتوحات بکبه رضی ایش تعالی اعنه آن موعد عارف می فرماید که
این ایام بیضی مثال ظور حق در خلق است چه در این شب آفتاب و قمر ظاهر است و هم
چنین قرکه در آنکه نوریت با حق سبحانه شرک است در خلق ظاهر است حق سبحانه و تعالی
کو در از اسما خود شمرده الله نور المسموات والامراض و قرآن پر نور گفتہ قال اللہ تعالی
و جعل القمر فیهن نوراً بلکه حق بنظور قدر حسب این آنکه ظاهر است و لمن اراد روزه که آن
پیرا از منقوله ظور حق در خلق است در این ایام معتبر کاره قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مُخْبِرُ الْأَنَّا
ان صیام ایام البیض صیام الدھر یعنی اشارت فرموده که صیام ایام بیض از شما
صیام دهراست و دهراز اسما اللہ تعالی است چنانچه در حدیث صحیح آمدہ لا تتعیلو الدھر
فان الله هو الدھر - یعنی رعایت ادب فرمدند پدر هر بخوبی که در این آنکه شرک است
یا حق سبحانه پس بندہ بمنزله قراس است در روز بمنزله نور قر و حق ظاهر حسب این نور و قدر بمنزله
شمس و لیلها در حدیث صحیح آمدہ که الصوموم لی یعنی صوم که صفت صدر ایش است
که عجیز است از تشریه از خدا است صفت من است از نجاست که تحرر در روزه است
شده یعنی ادب آن است که بندہ اطمینان بجز نماید یعنی این صفات خاصه قدرت من بله
صصوم نے تو اندر داخل او شد.

و حملت : کلام حضرت شیخ رضی اللہ تعالی اعنه مقتبس از مشکوکه بنوی است یعنی
گوی عقلی و فصره ادران و خل شی باید و او و بلوح ساده بے شائیه تفرق و تکلف مخفی می باید

نود و آنچه بضم فاءَ از نقشان خود باشد شمرد.
و حصل تعظیم شمش تواند بود که بجهت آن باشد که طلوع او که ظهور صبح است مورث ظهور عبادت
پاک است و تعظیم ضمی اگر وقت چاشت اراده کرد و شود بجهت آنچه وقت عبادت مسنونه
بنویس علی مصدر اصل الصداه والتجیه. و تعظیم قدر وقت پریوی او آفتاب را اگر اشارت به لام ک
بداریم چنانچه بعضی از مفسر اول داشته اند بجهت آن است که مورث بعضی از عبادات
معتبره است که صیام غر شهر است. صاحب فتوحات بکتبه می فرماید که هر یا هر سه همان بیست
از حق سبحانه و حبیافت همان علی وجہ تعجیل مسنون و مدت مهافی سه روز و کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم بصوم ثلثه ایام من عشره کل شهر صرحة النساء
عن ابن مسعود تعظیم نهاد در وقت روشن ساختن او آفتاب را اگر عبارت از بیان ایام بیض
بداریم بجهت آنست که مورث عبادت معتبره است که صیام ایام بیض است. چنانچه و حصل
سابق بیان نمودیم.

محضی نماند که روزی که آفتاب را ظاهر گرداند بیانی ایام بیض است بخلاف روزهای
دیگر که آفتاب آن روز بار ظاهر می گرداند این چوں رفتی از اثر بموده است و آن از موثر باز.
آن طریق علماء است و این طریق عرف و تعظیم سهل و قلیکه پوشاند نور آفتاب را بجهت آن است
که محل فرار غایبیان و آرامگاه ذاکران و خلوات گاه محباں است. محضی نماند که پوشانیدن
شب نور آفتاب را عبارت از ایام است که فور آفتاب در این وقت برگز عدم
شده و چند شاید فخری است که برگز خدمت برآمده و خدمت اثر اختلافه بعضی از اشیاء ظاهره
نی ایام این مشاهد است و ز ظهور عالم که ماجب تعلیم و تقدیس هم چنان در نظر طبع
است بیکن احکام و آثار او که اسماء صفات او بیض ظهور نمود و آن دو هم چنینی همکن و ز تنگی از
عدم شنیدن شنیدن بیکن حکم و اثر او برآمده با احکام و آثار واجب انتشار چگر فته و جای مقصود شد
از این بیان میریاب که والیل اذایق شنیدها را بیانی ایام بیض از دسته و یگر نیز می تواد
حمل کر و چه در ایام اذایق ائمه شنیدن آفتاب است و آفتاب در وی تمام ظاهر بیکن
بجز ظهور بیست منفیه برگز آئیه از فنظر عامه محضی شده والسماء وما بناها. یعنی

سونگند بآسمان و بنای کشیده او بعینی فرد و نہنده او چه بناست او تنور پر اور است او هم چنان در کتم عدم است
در معنی این گفتن است که سونگند بآسمان و فرد او که الله نور الاستئنات والامراض والارجه
ماطعهها سونگند بزین و پرین کشیده او این نیز همان گفتن است که سونگند بزین و فور و نہنده
او بکین تنور سما پیصفت شده که نسبت بـ ما مورث ارتقای آمد و تنور بزین بصفت که نسبت بـ ما
مورث انساطگشته و نفس و ما سواها یعنی سونگند بـ نفس از نفس بـ آدم و کویه
کشیده او مراد به تسویه نفس عطا فرمودن است آنچه اور را بکار آید از لوازم وجود نفسانی فالهـها
تجویرها و تقوـها پـس الـامـ و نـهـنـدـهـ او بـ بدـمـیـ و بـ بـکـیـ یـعنـیـ سـونـگـنـدـ بـ کـسـ کـهـ کـهـ نفسـ رـاـ تـسوـیـهـ دـادـ
و پـسـ اـذـ انـ رـاهـ بـ خـبـرـ وـ شـرـ بـ اـدـ کـشـودـهـ خـتـمـتـیـارـ فعلـ هـرـ کـیـ بـ اـوـ دـادـ اـکـتوـیـ زـدـ کـیـ کـیـ شـوـدـ پـاـخـهـ فـاـذاـ
سوـیـتـهـ وـ نـفـخـتـ فـیـهـ مـنـ سـوـحـیـ یـعنـیـ بـعـدـ اـزـ تـسوـیـهـ رـوـحـیـ کـهـ تـبـیـزـ بـیـکـ وـ بـدـ اـخـتـیـاـ
فعلـ هـرـ کـیـ درـ اـوـسـتـ آـفـرـیـهـ توـانـدـ بـ کـهـ مرـادـ اـبـیـ باـشـدـ کـهـ اـوـ رـاـ بـ خـبـرـ وـ شـرـ دـاشـتـ بـحـبـ
اختلاف افراد حباب این قسم هـا اـبـنـ است قد اـفـلـحـ منـ هـرـ کـیـهاـ یـعنـیـ بـدـ سـتـیـکـهـ رـشـنـگـارـ
شدـ کـسـ کـهـ پـاـکـ گـرـدـ اـنـ نفسـ رـاـ اـزـ الـاـقـشـ اـخـلـاقـ سـیـیـهـ چـوـپـ کـبـرـ وـ حـسـدـ وـ بـجـلـ وـ غـیرـهـ خـلـکـ منـ
المـهـلـکـاتـ وـ قـدـ خـابـ منـ دـشـهـاـ یـعنـیـ بـدـ سـتـیـکـهـ نـاـ اـمـیدـ شـدـ کـیـکـهـ گـمـ کـهـ نفسـ خـودـ اـبـعـیـتـ
وـضـلـالـتـ وـ گـمـ کـرـدـ نـفـسـ عـبـارـتـ اـزـ گـمـ کـرـدـنـ رـوـحـیـ استـ کـهـ بـعـدـ اـزـ تـسوـیـهـ دـتـعـدـیـلـ اـرـکـانـ اوـ درـ وـ
نـفـخـ کـرـدـ وـ اـذـ اـثـرـ آـنـ نـفـخـ کـاـنـهـ هـیـ شـدـ لـهـذاـ بـیـاـرـ کـےـ اـزـ عـلـمـ جـرـ نفسـ وـ بـیـکـلـ مـحـسـوسـ اـمـرـےـ وـ بـیـکـراـثـاـ
نمـیـ کـنـدـ وـ حـالـاـ عـامـهـ آـدـبـیـاـنـ وـ بـینـ نـزـلـ اـنـدـ وـ گـمـ کـرـدـنـ رـوـحـ گـمـ کـرـدـنـ خـواـصـ رـوـحـانـیـهـ استـ وـ درـ
مرـتبـهـ نـهـ اـمـ وـ زـنـ گـافـیـ کـرـدـنـ اوـلـئـکـ کـالـانـعـامـ بـلـ صـمـاـضـلـ خـیـبـتـ دـنـاـ اـمـیدـیـ خـصـوصـ
کـفـارـ بـاـشـدـ لـایـیـاـسـ منـ رـوـحـ اللهـ اـلاـ القـومـ الـکـافـرـونـ چـهـ هـرـ کـهـ اـیـمـانـ آـوـدـ بـخـدـ اوـ
رسـولـ وـ رـسـلـ وـ قـتـلـ اـزـ قـبـدـ نـفـسـ تـبـاـمـ جـسـتـ وـ بـصـفـتـ خـاصـهـ رـوـحـانـیـهـ مـشـرـفـ شـدـ بـلـ بـخـلـقـهـ اـزـ
جـنـدـلـاقـ الـبـیـهـ مـتـحـقـقـ گـشـتـ دـلـهـذاـ دـرـ کـتـبـ خـفـیـهـ مـذـکـورـ استـ کـهـ الـاـیـمـانـ غـیرـ مـحـلوـقـ

پہتھ

ای گرده موستان شادی کنید
زیبود و سوسن آزادی کنید

وصل : خدمت مولانا علام الدین کتب دار که از کبار طبقه صوفیا اندرونی سے بملازم سنت
مولانا عبد الرحمن جامی رفته ازان سخن شیخ مجی الدین ابن عربی کہ ہر کہ از قید نفس نوست و درج اد
بعد از منفارقت از بدن در تخت فلک قری می ماند اطمینان طامت می نموده اند کہ بسیارے از
مولانا پی صفت اند ہرگاه بعد از منفارقت در تخت فلک قری بمانند بہ بہشت که خون
سموں سمع استشپوں خواہند رسید - خدمت مولانا عبد الرحمن در جواب فرمود کہ ہر کہ
ایمان بخدا او رسول خدا آورد او رخنه در فلک قری اند اخت که عاقبت ازان رخنه خواهد
جست بعضی از خادیم سلسلہ نقشبندیہ ایں سخن را برہمیں معنی حمل کروه اند کہ ادوار و قدرت کہ
ایمان آور دار قید نفس بہ تمام جست اگرچہ ہماں کبیں نفس باشد بعضی از اکابر اویسا فرموده اند
کہ ہر کہ کبیں نفس خالی از شرک وریا بخدا متوجه شد عاقبت در نفس آخر ایں نفس و بیکری او خواهد
کرد و پسیارے از محققین مشائخ بر ایں اند کہ پر کہ ایمان بخدا او رسول ایمان تحقیقی آور و بعد ازان
ہرگز دو ایمان اونی شود و ہر کہ بعد از ایمان مرد و شرده مجرم تعلیم داشته و آنکه شافعیہ
اتا مومن انشاء اللہ می گویند بعضی برہمیں معنی حمل کروه اند یعنی انا مومن تحقیقی انشاء اللہ
تعلی در صحاح حدیث بنویس علی ا مصدر پاصلوۃ والتحیر - آمدہ کہ ما من احد یا شہدان
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنْ شَهَدَ إِلَيْهِ إِلَيْهِ الْحَقَّ هُوَ مَنْ أَنْذَلَ عَلَى الْأَنْوَارِ
متفرق علیہ با ایں ہر ستر شرده کہ بعضی از عصمات موٹیں در درزخ می در آئند و مثل نگھشت
سوخته و خراب می شود و بعد ازان در حوض حیات شمشت و شویا فتہ بار وح تازه و دنگانی
فویہ بہشت و رآندر یکی بت شمود بطبعواها تکنیب کر دند قیدہ شود بطبعواها بسید
طغیان آں قبیله مر صالح چینی بردا اذا انفععت اشتیقیها یعنی تکنیب کر دند دران و توت
کہ برخاست بد بخت تریں ایشان کہسته اربن سالفہ نام داشت با جمعی بقصد پیکر دن
شتر صالح فقال له حمدون رسول الله پس گفت مرا ایشان را رسول خدا یعنی صالح علیہ السلام
نا فقة الله یعنی اجتناب نمایید از شتر خدا که بمحض قدرت حسنه آفریده شد و آئی سست
او آیات او - وَسَقَيْهَا وَكَرَدَ بَدْ جَائِئَ رَا كہ او آب می خورد و نوبت او آب ایشان
کم بود ہرگاه شتر آب می خورد تمام آں آب دا سیخور دا لہذا نوبت کردہ بودند کبیں روز ایشان

میخوردند و کیتے وز شتر قکڑ بھوہ پس تکنیک کر دند صالح علینہ السلام را درایں کر آں
شتر اشتر خدامی گفت یعنی این شتر از سحر و جادو سے تو پیدا شدہ فعقولہا پس
پی کر دند آن شتر را قد مام علیہم ربہم بذنبہم پیر، بلکہ بر ایشان فرماد
پروردگار و ایشان بسبب گناہ ایشان کر پی کردن ناف باشد فسقاها پس برابر کرد
خدا بپر ایشان که خورد و کلاں ایشان خستند ولا یخاف عقباها و نی
خود خدا عاقبت این کار را که بلک ساختن ایشان است یعنی پروائے یعنی چیز و یعنی
کس ندارد نه از و چیز بے فوت شود و نہ کسے را با او مجاز تعرضی باشد این سورہ را بتقریب
که بعضی از مردم واجب الرعایت صاحب الاخلاقین انسان خودہ بودند تفسیر و تاویلا شد
فرمودند۔

بیان سورہ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ایں سورہ را سورۃ الاخلاقیں برائے آن گویند کہ اذ استارع این سورہ اعتقاد بندہ با فرمیدگار
از غبار شرک جلی و خفی خالص می گردی فی الجملہ اخلاص سے در عمل نیز دست می دهد اما اخلاص اعتماد
از شرک خفی آن است کہ در الوضیعت اعتقاد بذاتے بند که در عرضہ امکان یعنی گونہ مشکلہ
را نباشد۔

والله آن معتقد خود مکن خواهد بود۔ ازان است کہ اکابر فرمودہ اند کہ التوحید افراد
القدم عن الحدیث و ہم ازیں جاست کہ ابو علی ذفاق رحمۃ اللہ علیہ در توحید حالے فرمودہ
کہ التوحید عزیزم لا یقتنی و یعنی چہ اصحاب رسم و آثار بشیریت بالکلبیہ کا کہ ہے دست
می دهد و انتہ کا البرق المخاطف می گزد بلکہ ازیں سورہ صاحب دوستی را کہ صفات
قلبی باشد توحیدی در پروادعتداد بدست می آید کہ حال او یعنی مخلوقی را بشیر غیبت سخن پا
مدینۃ العلم کرم اللہ وجہہ کہ الاخلاق نفی الصفات شرک نبیست کہ توحید وربیں درجه تعلق
با حدیث ذات دارد و تجلی در تمام احادیث قطعاً نی باشد اگرچہ یہ لعنت احادیث باشد

فِهِمْ مَنْ فَهِمُهَا أَنَا اسْتَرْعَفُ الْمَقْصُودَ بِحَجَّةِ إِذْكُفَرَهُ كَفْتَنَكَمْ أَنَّهُ مُحَمَّدًا بَغْوَكَهُ خَدَا
 چه چیز است و چه میخورد و میراست اذکر گرفته و میراست او که می گیرد. این سوده نازل شد
 قل هوا لله احد یعنی بگویی که محمد که شان ایں است که خدا بیگانه است اور اچه چیز است
 نتوان گفت اور ایسیچ کونه اشتراک با چیز بیست تا چه چیز گفتن درست افتاد پس مسلم
 شد که در اوقات اشانه بیچ کونه کثتر از جواح و صفات زائد بیست بل ذاته بجز دشمنی
 صرف است ایں جامحل آن آمد که وہم تعطیل افتاد و بے صفت بغض لغتہ شود اوجرم دریے
 آن اللہ الصمد یعنی اللہ تعالیٰ ارجح الیہ محتاجاں است و ایں معنی بله صفات کا مقتضی
 بیست پیش ایں اللہ احد اللہ الصمد بمنزله نہیں کمیله شی وہی السیع چیز
 است حاصل ایں توجید آن است که بیگانه ایست که بله آله و جارح و بله زوابی صفات
 بنفس ذات خود می داند و می شنود و می گوید و ہر چیز می خواهد می کند لمیلد یعنی ابد ایں
 رو قول یہود است که عزیز علیہ السلام را ابن اللہ می گفتند ولهمی ولد وزاید نشده
 ایں رو قول بعضی از نصاری است که عیسیٰ علیہ السلام را خدامی گفتند ولهمیکن اللہ
 کفواً احمد ایں رو قول مشرکان عرب است که خدا را اہمیت اثبات می کردند.

پیان سورہ الفلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَلْ عَوْذِيرِتِ الْعَنْلَقِ بِكُوپِنَاهِ مِنْ گِيرَمَ بِافْرِيدِ گارِصِيعَ مِنْ شَرِّ ما حَلَقَ از شر کَنچه خلن
 کرده است از جن و انس و سائر مخلوقات شریه تو اندر یو و که مراد ہماں صبع باشد و شر صبع عبارت
 از شری که در بیداری بجهت لوازم بشیریت روئے می دهد و سردار انکه در صبع شر را صریحاً اضافه
 نکرد چنانچه در غناسیق که شب است که بجهت تصمیم شان صبع که آرای ظہور انوار است
 دباشد که ایں معنی بدل آن است که بعضی فلق را عبارت از خلن و اشنة اند در مراد اعوذ بر
 الفلق من شریا خلق دانسته اند در آوردن شر عبارت مانع اشارت است، با اینکه
 شر اد بخان حق است کیکن تصریح نشده بلکہ ظاہراً مضاد مخلوق شدہ تاراہ بندہ بین الجبر والقدر

پاشد قدر ظاہر و جبر باطن و من شرّ غاسق اذا و قب يعني پناه می گیرم برب صبح اذ شر
شب و قنیکه و داخل شود تاریکی او همچو چیز را مراد شب تار است و نشرا و شر حشرات و احصار
که در آن وقت خلود می کند اضافه شر بشب نه بتصادر صور پیش راست بل بجهت مناسبت که
میان شب و شر است تو اند بو و مناسبت آنکه شب بجهت حد می بخورد می آید چون شاعر
آن قرایب فرد میر و دشنبه می آید همچوین شر پیش اهل تحقیق پر نسبت الخدام امر است
نه بجهت وجود امر است.

وجود بخیر شخص است چنانچه در محلش میین شده والیغاً اشارت تو اند بو و بآنکه آدباً فرموده
آنکه ادب آن است که مدام را بظاہر نسبت نه هنده بل بظاہر مرتبه وار نه دانه سیاه
گلکه رو بشمرند چنانچه در معماصی به بنده از استفاده و کسب خود و انشته بینا ظلمهنا گوید
نه آنکه نسبت بوجود بد هد و گوید که من منظرے پیش نیستم هر چو در من است از هائے و بگر
است یا گوید من چو کنم همه سچلی و نقشیده اوس است مخفی غیبت که از صبح د شب حضور و
اراده می تو ای کرد و همچوین از غاسق خلق اراده می تو ای کرد و اصل لغت غاسق ممکن است
و پردازی گویند خلق ایس چوین است که پر است از قیوم خود اگر تو و وجود از یک ذره ادو
شود همان لحظه آن ذره اجده می رو و ایضاً غاست شامل را نیز گویند خلق نیز شامل باست
که الا عرض لا يبقى زمانين و پناه گرفتن از شر خلق آن است که در خلوت
خانه سر زیاد و جا ب مقصود نگردد و من شر التفاثات في العقد يعني پناه می گیرم
برب صبح از شر دمندگان درگرد ها ایں اشارت بقصد ایست مشهور که بعنه از دختران
عرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راحم کرد و بودند ایں طور که در اسننه نام آنحضرت گردیده بازده بوند
و کلام سحر خوانده بر آنها دمیده بودند و آن اسن را در چاله هست بزرگ نهاده بودند محو ز
تین بر لئے کشادن آن گردیده با فرو آمد و چو پیش از خواندن معوذ بین اصلاً کشاده نشد
و من شر حاسد اذا حسد يعني پناه می گیرم برب صبح از شر حاسد و قنیکه بمقضا
حسد خود عمل کند ذکر شب بعد از خلق تو اند بو و که اشارت باشند که خلق نیز چون شب
ظلمافی است اگر چو اور اتفاق می از بر ز جهت است وزگ و چو و چو فتنه شب نیز بجهت نهاد

که عاده اور آن است در هفت آم پر زنجیت است سایه بزرخی است میان نور و ظلمت و
لذت اور حکم ضرور ثانی می گوید ان الله تعالیٰ خلق الخلق في ظلمةٍ علیهم من
نورٍ لا ذکر لفاظات بعد از شب بجهت بیاہ ولی آنهاست داشارت یا نکه ایشان از
شب تیره تر اند و ختم بر حاسد چنانچه از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا مردی است
اشارت باشد یا نکه چیزی رے در عالم بدتر از حد نبیت بجهت غیبت اگر این دختران نفاذات
بجهت حسدی که به بعضی از ازاد و ارج مطهرات آنحضرت داشته باشند این عمل کرده باشند
در شرعاً فاضی عجیاض علیہ الرحمۃ مسطور است که بجهت آن سحر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یکسال از عالمشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاصه نه محبوس بودند

پیام سوره النساء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ بِمَا يَحْبِبُهُ مِنْ كُلِّ
مَلَكِ النَّاسِ يَا وَلِيَّ النَّاسِ إِلَهِ النَّاسِ مَعْبُودُ النَّاسِ مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ
از شرس و سرمه کشندہ پس خرزندہ اشارت بحقاره و پر قرقی اوست بعضی از آنکه بر فرموده اند
که دشمن را چندان عظیمی نے باید نہاد - چیزی می باید شمرد که در مخلوق بیت او و خل دارد - و ایضاً دیگر
ضمون کمال عجز خود را نیز ظاهر کردن است - پس خرزیدن شیطان در وقت ذاکریت آدمی است -
برگاه بندہ غافل می شود او در وسوسه می آید و هرگاه حاضری شود پس بر می خورد الذی
یوسوس فی صد قلوب النَّاسِ مِنَ الْجُنُّونِ وَ النَّاسُ یعنی آن شیطان بکسر و سو سه می
اندازد اور دلماں کے آدمیان از جانب جن و افس

وسوسه که از جانب جن و افس می اندازد تو اند بود که بجهت دید قدرت و فعل
در ایشان باشد این وسوسه سه قسم است سیکنے مجرم و خواطر و جنیالات است این نسبت بکسے
است که بتوفیق اللہ تعالیٰ ایمان دارد یا نکه خالق افعال عباد حق است بمحاذ نیکن بنطاہ
عقل و حس مشاهده می کشد که افعال عباد مریوط باختیار ایشان است و در آنکه خالق
انعال عباد را داشت چنانچه معتبر نسبت بهم آدمیان و چنیان می گویند و بدتر از این است

عمل خامه حالت نسبت ببکیب و گیرچه معتبر که فعل بنده را با قدر حقیقی میگویند معنی حق تعلیک است اور اینم
چنین آشنایی دارد که هر چه خواهد بود و عامة در معاملات ازین سهیم ذھول دارند سوم آنکه بنده
را با لوهیت آشند کهند چنانچه فرعون و شدد اور آکردند - دفع و سوسه اول آن است که حق
را از خلق جدا نمایند و فعل و صفت خلق را سایه فعل و صفت حق بدانند و ربویت را احبارت
از ظهور رب بصورت مربوب اختقاد نمایند ازین جهت آنچه شیخ اوحدی فرموده است

ماجنبش دست هست مادام

سایه خشک است ناکام

پس استعفاذه بر رب الناس مناسب است ازین معنی و سوسه دو مثیل مرتفع میشود
لیکن استعفاذه به ملکه الناس الائمه آن است که بجز ایشان ظاهر شود بدانکه شبیه بوسسه دوم
است آنکه ظهور قدرت را در ظهور تمام اختقاد نماید تا بیان او و معتبره جزو بظاهر و منظر فرقه
نمایند علاوه پیاوه بردن بملکه الناس است که مرتبه جمع است تا خاکه شود که مدار شبیه ازیست
است آنکه لاتهدی من احیبت ولکن الله یهدی من یشاعر جوں سید ولد
آدم را این حال است ریگرسه را چه رسید و ایضاً ظاهر شود که هر چند که قدرت و فعل و منظر
او است خلق و تاثیر و منظر او نبیت عالم در هر آن مجدهم می روید مثل آن ظهور می آید و
خلق و تاثیر به تمام از مرتبه لوهیت است با این سخن و سوسه سوم نیز دفع شد بلکه به این
تفرقه ظاهر و منظر دفع شده بود بصورت فرعون و شدد اور ابا لوهیت گرفته بودند نه حقیقت
ایشان را لیکن استعفاذه به الله الناس در دفع او مناسب است.

وصل : و سوسه ختام از سه قسم بیرون نبیت یا بمحیصت می اند اذ و یادل بنده
را در تصرف خود آورده ملکه خواطر و خیالات می کند بی آنکه خود محیصت شود یا بکفر می اند اذ و
نحوذ بالله من شرم - در قسم اول التجا برب بردن مناسب است این چه محیصت و اسط
سوت می شود چنانچه بعضی از اکابر کشف و تحقیق فرموده اند که عصاوه در دوزخ علی میرند نه
کفار که صفت ایشان لا یمود فیها ولا یجئی است و ربویت و اسطه و جهود
جیات در قسم دوم که ملکه و سخره شیطان است التجا بملک بردن مناسب است

و در قسم سوم انجبا باله بردن مناسب است.

ترجمہ دعائے تنوت

ترجمہ دعائے تنوت : مقصد و ازیں دعا غرض صفات ملیقہ مسلمین کریں است و این صفات را وسیلہ نزول رحمت بپایشان ساختن و خود را فضل حمایت ایشان انگنهن نبیرگان گفتند که خوبیشتن را در بیان ایشان در خواهی و از ایشان داشت وستاں ایشان فرانگانی گردید که چه دان که چکونه رسوانی - پس مصلی در تمام مناجات می گویند که حشد او نداشتم جماعت مسلمانان ترا بدد و گاری و آمر زگاری می گیریم یعنی پیشی و کار ما این است و در ہر چیز کے کہ از مخبر صادق بھائی رسید پبل تصدیق می کنیم و بزرگان افراطی آریم کہ امنا و صدقنا و خدا منی ذوق خود ترا می دیم - بل در پس پرده اسباب اعتماد ما بر تسبیت جملہ کیفیات در خاصیات سخن فرمان تو اند و در ہر چیز کے مسائل تو می کنیم و شکر تو بھائی آریم و کفران نعمت تو نی کنیم کہ آن چیزو فعمت را از دیگرے شناسیم و شکرے دیگرے بھائی آریم و کفار فجار را باس جیات از بر می کشیم و ترک ایشان می گیریم خدا وند اتراعیات می کنیم و بر لئے تو نماز می کنیم و سجدہ می آریم و دریں نماز و سجدہ بسوئے تو سعی می کنیم و دریں سعی سرعت می نمائیم و اسید رحمت تو بیداریم و از عذاب تو می ہر سیم ان عذر ایک بالکفار ملحوق ایں جملہ از تند دعا شے خیر مسلمانان است یعنی عذاب تو بکافران پیوستہ باد و ایشان یعنی گونه حب دائی میگردد بلکہ دعا بحقیقت همیں است و اسیق از مقدمات دعا و استلام والا کرام -

بيان آیہ و ترجمہ

آیہ اینہا نولوفتم وجه اللہ

کہ از کتاب برکات الاحمدیہ الباقیہ معرفت به زبدۃ العالماں نقل شده از نسخہ موطی شاہزادہ
تمی کرد نے احمد نوشتہ شدہ و در خانقاہ حضرت شاہ غلام علی معرفت
پیر خانقاہ حضرت شاہ ابوالغیر است رحمہما اللہ تعالیٰ ام خوندا - (از ص ۲۶۳) او را
سرچھڑا کر کوئی کامیابی نہیں

برگشت پنجم: در تحقیق کوچه و هو معکم اینها کنتم تنبیت فرموده اند که سر بریست
خوب است حتی بسیار دشوار است باشیا در غایب خدا و بلوان است تحقیقت ایشان دریافت موقوف
است بروز بر پیه بر تئزیه طلاقی و اطلاقی صرف آنحضرت و نزلات او بصور علمیه و بودنی
آن صور پر از خوبی موجود و المحمد و مهی الجامع بین الوجود والعدم فانه من خواص منزل العلم

از آنکے بیرونیک باچنیں صورت ہم مشجعہ ہم منزہ خیر و سر
در چینیں موقوف است بر شناخت آنکہ آں صورت علمیہ را کیم نسبت محول ایکی قیمتی بحضورت
ظاہر پیدا پشیدہ کہ آں حضرت در کسوت آں صورت پاگانہ و آں صورت آئینہ اسما صفات
اویشدہ - و اسما صفات او عین اوست قو معکم فی العلم والیعن روحاً کان او مثالاً او حسناً۔
یکیں مصیبت خانہ علم پیغموں میت اعمال است با صور جنابیہ از اشجار و قصور بر مذہب
محققین کہ قصور و اشجار آں هوطن را بالذات با عمل یکے پیگو بند - پس چنانکہ عمل در موطن
عرض است و در موطنے جو پر آں ذات متعالیہ در مرتبہ منزہ است از تعین و تپیز و اشار
و جبار است و در مرتبہ قابل ایں امور و میت ایں خانہ عین پیغموں میت نقطہ جواہ است پا دارہ
موہومہ فی الخارج بس چنانچہ نقطہ را با دارہ کیم نسبتی واقع است کہ واسطہ خود دارہ در
خارج و ندو نقطہ در کسوت دارہ شدہ ہمچنیں ذات حق و غیب سلطان اور ایقدرست کاملہ اش
کیم نسبتی پر تنزلات علمیہ واقع شدہ کہ سبب ظهور آں تنزلات در خارج و ندو آں ذات
یکیم صفات در کسوت آں تنزلات شدہ -

بُكْرَتْ شَشْتِمْ : وَهُم بِتَقْرِيبٍ هُجِيبَتْ مُفْوِرَسْ أَكَابِيَةَ الْمَذْكُورَ قَمْ فَرْمَوْدَنْدَ حَضْرَتْ
وَاجِبَ جَلْ شَانَهْ بَلْ تُوْهُمْ حَلَولْ دَائِنِيَّيْتْ وَبَلْ شَانَهْ چُونْ نَهْ دِچَكُونْ سَهْ قَدْرَهْ جَاْيَاْهْمَهْ سَتْ.
سُخْنَ سَاقِيَّ كَوْتَرَامِيرَالْمُوْنِيَّنْ عَلَى اسْتَ رَضِيَ الْمَدْعُونَهْ كَهْ هُوْمَعْ كُلْ شَيْ لَابْتَقَارَنَتْ وَغَيْرَ كُلْ شَيْ لَابْ
نَهْرَابِيَّةَ - أَكْرَأَنِيَّيْتْ مَيْ لَوْ دَلَادَلَبِرَتْ صَوْرَتْ نَهْ بَسْتَ دَأَكَرَ دَهْمَ شَحْضَ
مَيْ لَهْوْ چَانَچَهْ حَكَمَهْ جَيْهَانَيْه بِيجَوْيَنْدَ مَعْيَسْتَ دَهْسَتْ نَهْ آَمَدَ دَهْرَكَ بَنِيدَ دَهْسَيْهْ مَيْ نَهْ دَآَدَانَهْ الْمَجْزَنْ
دَرَكَ الَّا دَرَكَ الَّا كَهْ رَيْسَ مَقَامَ اسْتَ مَرِيدَانْ وَجَهْ طَلَقَ دَهْشَمَانَ خَيْبَهْ هَوْبَتْ بِيجَوْيَنْدَ

کہ ہر چہر دیدہ شد و دانستہ شد ہمہ جیسا است بلکہ لا نفعی آں می بایک کر دیکے اذ عارفہ رومی قدس سرہ پر سید کہ حقیقت و عقل کیست فرمود حقیقہ آنکہ بے ای وجہ و جہ مدرک نہ شود و عقل آنکہ بے ای وجہ وجہ بیدا و آرام نیگرد و مصرع

تفقی است بے نہایت درود است بے نہایت

برکت سیفتم: پر تقریب بیان کر پیدہ فایہما قولوا فشم وجہ اللہ فرمودہ انداگ خطاہی حقیقت
ایں معنی پر تو انگلند چوپرے فرض کیں کہ ہر چہر پر صفات آئینہ مترتب می شود از صفات است و تزویر
و جیسا بروزات او مترتب می شود و ذات او مشائلو جب تماشہ کی صور می شود بے نیا قی صفات
بس ذات او در خارج عین این صفات آمد و یعنی فرض کیں کہ ہر کیب ازین صفات در
نجماں تو صورتی است، چون شبیر کہ صورتی علم است در مشائی و بعد از بیں فرض کیں کہ این صور
نجماں تو مشکس شدہ اندرال چوپر یعنی کیب نسبت مجبول ایکی خلائقی کاں جو ہر پیدا کر دہ انکے سبب
نمائندگی ایں صور شدہ بیں پھر صورتی از بیں صور کہ مرداری در انجما آں جو ہر است و بحقیقت است بہا
جو ہر ادا در دہ آں جو ہر با این صور است ہر کجا ایں صور است ولیکن آں جو ہر منشہ از بیں صور
در خارج بہے کے از وجود خارجی بمشام این صور نہ رسیدہ پیش از بیں نیست کہ بقدر این صور صفات
آں جو ہر مشاہدہ می افتاد و پر ہر چہر دے نی آری بہا صفات میں بے صاحب آں صفات
او آ در دہ می شود اگر مہار سال پر وادی کی وہیار ارجیں پیدا ری تا جذبہ از جذبات الوہیہ کی رو
پہ توبیار و صورت اشباح و لار و لار را از نظر تو ناچیز نگہ داند و مجتبت ذاتی کہ مکواہ سرتست
در جملہ زیبید و نسبت مجبول ایکی خلائقی کہ مقوم اور اک و متفقہ ایسی آں نیست است و تعبیر از ایں
جزوہ اور اک سبیط نمی توں کر دیدا نہ شود مرید وجہ اللہ نخواہی شد مشنا سائی آں خود کجا۔

برکت سیشم: در عینما حقیقی معنی کریمین نہ کوئی تباہی این چند فقرہ تکمیل نہیں و لفظیں تحریر
نمودہ اندر قدر اللہ سرقا ملہا سے پاک است خداوند کے لفظیں اقدس خودا شیارا و عرضہ طمود
آ در دہ و شیون خود را در پر دہ آن نہور از تنگی کے خفا و بیرون پر آ در دہ و خود را در مرأت آں عقبا را
در نظر خود جلوہ گر کر ده در تنگی کے وحدت اونٹشان اثنتینیت نیست بسط ایست از دارہ
اطلاق پیروی نہ چکرنا اش بیتوں گفت نہ چوں قادری کہ بے کیب کلمہ کین خفیگان خواب عدم

لما پیدا کر دسر ایمیه شوق رجیسترنده کانیه وجود در بر ارشاد داشت از ساده لوحی عکس خود را در پندار و
پندار وجود رسم آور دند ناگاه صدر ائمه و پیغمبر حکم اینها گفته بگوش شاپ رسیده دید یا قتنده که محبت جو
یه دو گانگی صورت نه بند و جبرتے در کار آمد جمال عکس بشارت وجودی دهد ولایت محبت
اشارة بعدم میکند وجود عدم را در هم مینخشنده وجود را فراموش کردند و در مقصود را برخود بینند
کریم مطلق جمل شانه بشارت اینها تو اتفاق دجه اللہ در بیان آورد و گفت و فی انفسکم افلام
تبصوف - تیز گوششان شناختنده که حجاب خود خود می خود را از بیان می پاید برداشت هنگام
این دستت برداشتنش ارادت برداشتن مقصود رسیده نیمی از راه عروق در دزیده و نکت
دوست را در تجاویث قلبیه افکند بحیله از پاره از پاره در افاده کشمکش معشقون در کار آمد و جما
نواب از بیان برداشت و ملطفه من الملاک الیوم در گرفتن چول بیانی در بیان بود رهی
در احتجاب اهرا و صدر ائمه فاعلیت بگوش جافش رسانید - خود صبحی سر برداشت
و خلاصه من عرف نفس فقه عرفت بر بود ریان آور و لیکن معنی والحمد من در ائمهم حبیط فاقه در جا
آورد از یک سو و رع نفسک و تعالی و از یک سو قول و جهک شطر المسجد الحرام اضطراری
در کار نهاد عنایت اگر تمجیب المضطر اذا دعاه پرده حجاب را که لازم وجود است علینکه خاتم
پیش چشم پیش نهاد صورت قاب قوسین بظاهر رسیده این سخن آخر نهندار و - (تمام شد تفسیر
و فایبت - پیغمبر - و - اینها تووا)

شرح ربانی

رسالہ شرح ربانیات سلطنه الاحرار
ک درست نہیں ہے تاییت شدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بسم اللہ ذبیحہ حنفی انتعال عالی ز تصور رسیده از جمال

از قدر لطف اقتضیت صفات مشحون
وزیر سر بر تیش جهان مالا مال

نیایش وستا نشست خندادند کے راست کہ جهاب سراپرده عروقش انوار خلود را دست
و سکان قیباً بجهت خود نور اد و آگرہ در باطن او بیانے خود و پرده کشف متحلی گشتے۔
آوازه کماش بجوش جهان و جهانیاں که رسابیده کے داگرند در بیاس حلم جهاب باطن نظرارکیاں
خود شدے وزتاب آفتاب جلاش نام و نشانے از ایں و آن نماندے۔ اوست که در کسوت
رسل و حبیت بیگانه و آشنا است۔ هم اس میت اذ اس میست بیان سبع عان
الذی است محمد (حمد بله) میم است اور ابا خاکیاں چپ نسبت او در تیم است لیکن
کمشلہ شیخ و هو السیع البصیر صلی اللہ علیہ وسلم و علی آللہ واصحابہ تسییساً کثیراً کثیراً
اما بعد نموده می آید که چوں دیده می شد که بعضے از ایل روز گاز بجهت پیشی فطرت دفلت
استطاعت و باز ناندگی از وصول بحث ائم ارباب معرفت مقاصد عالمیہ علییہ صوفیہ را نوع
دیگر دریافت خبرات و الفاظ ایشیاں راحتی الامکان برخیوات مخرب خود فرد می آرند و بعضے
از ایں مد عیاں بنا بر اصلیه چند فاسد بر بعضے از انها که قابلیت تا ذیل ناقص ایشیاں ندارد۔ و
صورت قیقد در میاں می آرند بعضے از مطالبہ آن بزرگواران را ہم مقتبس از باطن مبارک
ایشیاں بشریه واضح و بیان و ائم در ضمن چند ریاعی ایجاد کر وہ شدہ پر چند که اند کے از انها
در کتب معتبرہ قوم خصوصاً در رسائل حضرت سعائی پیاہی ارشاد وست گاہی خشنده و ندا
مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سره السلامی تلقیحہ کامل مبین است غاییہ الامر لازمی چند
بآئی مطالبہ در میاں آمده که دست تصرف ارباب بطلان ازال کوتاه گشتہ خنی سیحانہ و تعالیٰ
حقیقت و چود واجب و ممکن در بیان ظاہر را در باطن و سر برکیانی و معنی کان اللہ ولهم
یکن شیء مغفله و ضمیر الان کہما کان را بسته عان مستعد و مستفید ای صادر
 واضح گرداند بمن و کمال کرده و آن العبد المحر محمد اسپاٹی اذناه اللہ تعالیٰ عن ظلمات
نفسه والبعاد بالنوار جماله محمد و آله۔ من تلاک الریاعیات

۱۔ گویند و چو کون کونست حصول
۲۔ نوئے بخراز کون نکر دست قبول

دالشکر که درین پرده انسان الغیب است بر دفعی حصول
می- بشناس که کائنات رو و در عدم اند
و بین کون متعلق از جبال و و هم است باقی همگی خود را تهی فستند اند

غرض ازین دور باعی انطهار آن است که باسواے حق عزة و علی جزو در علم ثبوت ندارد
و موجود بحقیقت جزو اجنب نمایی و تقدیس غیر است و آنکه عقول کون و حصول باسوا اضافه
می کند و کابین دمایت در خارج مبدارند مجرد و هم و پندار است- پس فی الحقیقت کونی که
در عقول مضاد است با ایشان می شود کونی است متعلق به کابین دمایت یعنی مجرد در ک عقلی است
بیله آنکه تجربه به اصلیه داشته باشد چنانچه ناقص المعقلي صورت مفترضش در آینه را کابین
در آینه بدر پاید و آنکه متناظر بین وجود مکنات را کون و حصول بیگویند امریست مطابق داقع و
متلزم آنکه مکنات را جزو در علم وجودی نباشد چه هرگاه در اسطه ترتیب آثار خارجیه جزو کون و
حصول نیز اثری از آثار خارجیه است پس این مقصد که کائنات را وجودی جزو کون و حصول
نیست کنایت است از آنکه ایشان را وجودی نیست هر چند که غرض متناظر بین این است و
لهم ادر ر باعی اول گفته شد که درین پرده انسان الغیب است- ر باعی اقل را معنی دیگر
نیست بغایت لطیف- آن معنی آن است که وجود کائنات فی الحقیقت جزو کون و حصول
نیست ماہیات مختلفه که چندین زنگ تعیین را قبول کرده اند حصولی جزو در علم ندارد و صفا و
ثیبوں داجی در خارج علی دلت است، ذات ایچنا بر صراحت پیرنگی خود- پس اگر علوم
با اثر را که افتخار نماییست با اکنیتیه محدود و می شوند پس افاده این معنی که وجود کائنات کون و حصول
است مطابق نفس امر است- آرے بالتجدد عقول بمنکر تعبیر مکون خارجی ییکے از دو نسبتی می
باشد- یکی نسبت ناہیت را بظاهر وجود- دیگر نسبت اور اباضن وجود لیکن بافت هر کجا
را در ای دیگر داخل است و این انتو یکم می شود که نسبت مدرکه نسبت است بخازن ج شبیه غیر است
حال و عمل دیکین در مکان- و مکان و محل شخص اعتبار- چه غیر است ذارت از نظر عقول ناقصه
پوشیده است- آن کون را کون خارجی دانستن و آثار خارجیه را بر ماہیات مترتب ساختن
تصوف از و هم است- ازین تحقیق دانستن که ماہیات در وجود حلی محتملاج شدند بعدم نه لغایل

و اگرچه آن فاعل بوجب باشد پس شیخ محقق صدر الملة والذین القولی و تابعان او قدس اللہ سرا
هم بجعل جا عمل را عبارت از کاپیسٹر موثر باعتبار افاضه وجود خارجی داشته باشی بجهولیت از
ماهیات کردہ اند - بغایت اصل است - اینجا سخنے باقی است آن سخن آن است که کون و
حصول مضاف به هر مرتبه که باشد از مستقل است ثانوی است و اثری از آثار او چوی واسطه
ترتیب آثار تو اندشت - میگوئیم کون و حصول تعبیریست از لبیت که ماہیت را بصفت علم است
نی انتیقیت و وجود بجان نسبت است بل صفت علم بل ذات حق چه صفت در خارج عین دا
نسبت اچنین کون خارجی تعبیریست از لبیت ماہیت با ظاهر وجود - اگرچه متنگوییں وجود را
عین واجب نمی دانند بلکه حقیقت وجود را می دانند اگر از این سرآگاه می شدند وجود را
همان شیوه که واسطه قبول این نسبت شدہ اندھی داشتند بلکه ذات واجب میداشتند و
وجود را به اتفاق مشترک معنوی می گفتند - آگاه باشی که به این بیان که کردیم بجعل حب عمل
در ماہیات بطریق ایجاد پیدا شده بخاره حکمانیک دریافتہ اند که علم واجب واسطه وجود ممکن
است غاییه الامر وجود خارجی را وهم کردہ اند - هندا - آن خدمت کلام شیخ محقق صدر الملة والذین
لازم است - بار خدا یا مگر گوئیم که حضرت شیخ جعلی را که بتایار در اذیان است و آن استناد
به فاعل است بے ملاحظه قبول علمی آن را گردہ اند -

۴. بنگر کرده در دل بیرزش نور در دل زیج پیغمبر نویسند نوع ظهور
یا بینه اند اند اند ظورش باطن
۵. تجویی کرد کوی را ابتلاء در داده دافی کرد عذر مچپ سان بخشاده
حوادث شده نسبتی در دل اپر دل در پر دل عکس آن عکوس افتاده

مرباعی اول و تصور مخفی کان اللہ و لم بکین معه شی است در باعی ثانی در بیان حقیقت مکونی است
تمادیت و وجود کاریات به وضوح بر سر داشتار جیهی شناوره به اصل خود که حد اجب است
تعالی و تقدس محقی کردند - ها طالب تحقیق آیینه فرض کن گز وی معمرا از کثافت و کدرت -
هم طالبی شنید و هم باطن و ظاهرش به اشکال مختلف متضاده تشکل - لیکن وین اشکال جزو در
مرگات باطنی اش ظاهر شنید - ظاهرش هچنان ابرصافت گز ویت نمودنیست - اکنون ظاهر مرگات

راظاہر و جو کو کو طرف خارج است بدان۔ و باطن وجود کو جہت حکم است تصور کن۔ و گزوئت ظاہر را تعبیرے از دحدوت ذاتیہ وجود و رخاطر آرداشکال مختلفہ اور اغتیارات و جیثیات آں بھیگر۔ و ایس جیثیات را و اغتیارات را در خارج عین ذات بدان تصورت کر وئیت اور اک رعیارت از دحدوت و اطلاق اوست ثابت یا بی و المعاكس ایس اشکال را در مرآت باطن حصول صورت علمیہ آں اغتیارات تصور کن اینک معنی کان اللہ و علم سین محدثی چہ ظاہر وجود کو وجوب و صفت خاص اوست پھنساں پر کرہ و لیگانگی خود است یہ چکونہ کثرت پرایم کون عنقش ملکشہ۔ اکنہ معنی تکوین را در باب مکون عبارت از آن است که حضرت مرآۃ تعالیٰ شانہ بقدرت کاملہ کا صور متفقشہ در باطن را نسبت محوال ایکیفیتی بخطہ هر خود بخشدہ کہ بواسطہ آں نسبت عکس آں عکس پر مرآت ظاہرا فتاویٰ یعنی بواسطہ کا نسبت چنان می نماید کہ آں عکس را وجود کے در خارج است۔ اگر کسے بگو یہ کہ نبیت کہ متفقشی ایں خلوت است از لوازم ذاتیہ آں صور است چنانچہ ددہر صورت علمیہ نسبت بمحلوش می بلینی پس قدرت را چہ تائیر میگوئیم کہ قیاسی غائب پر شاهد میکنی ہر صورت علمیہ کہ تراہما حصل است صورت علمیہ مقدور است کہ از قدرت کاملہ کیاں آں نسبت را در بر کرده بذات خود صاحب آں نسبت نبیت لا یعلم الغیب اکا اللہ آگاہ باشی کہ وجود کائنات در ہم افتادہ آثار خارجیہ از افعال او صفات مستندہ واجب شدہ۔ اللہ المشترق فالمغرب فایمانا تولوا۔ فیم وجه اللہ

۶۔ تصورت و حق آئینہ عکس نما است

ہر صورت و ظہور شرط و گریست

۷۔ آں کسکب نسبت پاگشہ عیان

حق موجود است قادر مطلق اوست

۸۔ حدیث کہ نہ باشد بد و آں پایندہ

سبحان اللہ زہرے خیلے باطن

۹۔ آنچا کہ حق است جملگی بے سبب است

کسکے کہ وجود او بجز وہی نبیت

ایں نسبت بباب از بی و پیدا است

در نہیں بل حق جز بیح مدار

و ایں رشت خیال محبہ و ہم آنکمان

تائیر کرنہ بہ حدیث آیندہ

ایں است وجودے عد مش ذ ایندہ

از کن نیکوں جزا این وش بیں عجب است

نسبت بحق اکنہ کسے بے ادب است

ایں چار رہنمائی درپیان آن است که بحسب پہنچہ است کہ امام است ہرگاہ قادر ت
 فعل مقتضی بحق شدہ انتساب کے سب بصور علمیہ چیز معنی دارد۔ بدآنکہ صور کا یہ امر
 کوں بظہور رسیدہ اندومی رسخند لیکن حادث اللہ پر بی جاری شدہ کہ پڑھوڑے رامش روڈ بعلو
 ویگرداشتہ رسیدہ انتساب پسکے ویگر خیارت ازیں شرطیہ است۔ پس کا سیاست پہنچہ مرا سباب را
 عبارت ازیں شرطیہ است مرآں اسباب را قادر ت فعل چلہ بحسب بحق است۔ الور و تبریہ
 راتماشیرے نے بیت وگاہ محکم می گوئیں وظاہر و جو دیخواہندہ جیشیت تعیین و تعین با حکام
 باطن و کسب این وجوہ تعیین خیارت از تعلق ارادہ حادثہ است بظہور امرے و آں مقید
 را در ظہور آں امر می خلیقیت چڑھاں تعلق ارادہ بیت۔ بھر و تعلق آں مقید بعده می رد و
 مقید ویگر قادر است کاملہ تامہ بظہور می رسیدہ بالجملہ مجموع حادثہ مرلوٹ قادر است کاملہ مسلطہ
 است قادر ناقصہ را ہیچگونہ مدخلتے دراں غیبت دلہ ذر العتیخ الجی الحسن
 الا شعری نور اللہ مر فدا ایں معنی است غرض از رہنمائی سوم و اگر کسب اسباب
 خیارت از چنگ نے دن است بہ اسباب چنگ زدنے مستند بر علم بہ تماشیر اسباب و
 بعلوے ایشان پس کسب امرے دست و سبی و نسبت دادن امور و تبریہ بحضرت حق سجادہ کے
 ادب است ہر چند کہ لافٹ اعل فی الموجود وغیرہ۔ ایں معنی است غرض از رہنمائی چہار مر لفڑا
 ۱۰۔ ہر صورت علمیہ کہ ہستش گوئی زان ہست کہ بوجے صلی از دے می لوئی

معلوم کہ ہل است وجوہ علم است جمل است اگر چڑھاں کہ وشن می پوئی

۱۱۔ ممکن کہ خرد در حذیش بخشداد در بد و نظر بہ سینیش فتوی داد

او در ہستی و ہستی اندر دے بود بیچار بہ آشتباہ نامے بنهاد

در رہنمائی اول اشارت بد فی مشکلے است کہ بر مقدمات سابق فاردوں می شود۔ بیانشیں ل است
 کہ از سخنان گردشہ تچار مفہوم شد کہ ماہیات راجز در علم و جو دے غیبت یعنی صاحب آثار حنارجیہ
 مشاہدہ می داندہ تہجید کوں و حصول چیزیں ایں دانش گردشہ و حال آنکہ عقول حکم پر جو دماہی است می
 کنند و پے شنک آں سکے است مطابق واقع دفعش آں است کہ ماہیات میکنند و پے شنک
 آں سکے است مطابق واقع فطر رائی در مرآت پر ای است و مرائی حضرت پیغمبر قدس سرہ العزیز

در فتوحات می فرماید ماہیات است در حلم پر زنخی بین الوجود والعدم ولهمذا اعیان ثابتة می گویند . شان و همیں پر زنخ را حال می گویند از دبیتے موجود است و از دبیتے معدوم . موجود حکم پر وجود ماہیات همان اعتبار است نه با اعتبار نفس شان غایتة الامر عقول ناقصه از بین سه آنکه از نه می شوند . گماں می برند که باطن ایشان حکم پر وجود ماہیات کردہ تجھیص که مرئی بصورت مرآت است آمده .

۲۱ - از صفاتی می ولای فتنه حسام در هم آینیست نگ جام مدام
همه جام است نیست گوئی می یا مدام است نیست گوئی جام
لشیخ ابوالحسن الاشرفی قدس افتد مسرو زیبا اشاره نمی کرد که وجود ماہیات بین ماہیات
است یعنی وجود ماہیات همان است که در خارج پر صورت ماہیات برآمده یعنی آنچه عقول
از آن تعبیر بهستی میکند و بعد از دریافت در اشیا کوون و حصول که از آثار خارجیه اشیا است
پر اشیای مترتب می شود آن ذراست آن اشیا است .

۲۲ - این صورت علمیه که در جلوه گرایی است از خال و خلشن جمال مقصود بر می است
اور آن مرکب است مرآت خود است در شیوه پوشش پوشاک از بصری است
یعنی صور علمیه که در عرصه ظهور نموده بپیدا کردہ اندیا تبعین و تبیز می نمایند مقصود که مرتبه وحدت
است و آن را تحلیل ذاتی گویند جمال از آن تبعین و تبیز بری است این صورت همیشه در آن مرکب است
یعنی اور اس که است که اور آن و مرکب می شود چه تبعین و تبیز از آن
ساری است . از آن است که هر چه مرکب می شود اقل حق مرکب می شود و بعد از آن او این
اور آن مرآت خود است نه مرآت حق . آنکه در بدایت توجیه به جهت بر زنخیست که بین الادن
ثابت است مرآت حق شده صورت معنی مترآت آیت شیئا الا و ملائیت الله می شود
لیکن درین مرتبه نامدن بی بصری است . برین قیاس کن سایر تجلیات را اذ آنچه ذرا مرآت
از از این شود چنانچه عالم را هم کیک نور صاف می بیند و حق می باید بایا عالم را نیز می بیند و آن
ساخت می باید . بالجمله هر چه متنبیز می شود و با موجود که صورت تبیز است دار و آن مقصود و نزد
نبیت . ایضا .

۱۲- در علم دو درجه است بی شبه در ریب یک وجہ به شاہد است و یک عجیب

در درجه شاهد سه رنگ است و تغییر در درجه عجیب نشان است و عجیب

از مقدرات گزنشت معلوم کردی که علم را دو درست است یکی ریش پویحدت است
که عجیب است یکی ریش نخود است که شاہد و حاضر است یکی ریش پویحدت است
ویحدت شود ظاہر داشته ویحدت خواهد بود که در کمال یگانگی و بساطت است پس
اگر هزار مرآت فرض کنی که هر گز اختلاف و تباہی در صور او خواهد پیدا شد و هر گاه مرآت
خود شود با مرایی و گیراختلاف و تباہی خواهد بود چون ترا هرگز نباشد یعنی تمام مآفلاده صورت
این معنی که خارج معلوم است از ما همیات مختلفه لا اقلی از صفات مختلفه در باطنی منتمکن گفته
چگونه تعقیل این معنی توانی کرد.

۱۳- این علم بسیط بی تغییر است و نشان در ساخت اندزاده ایں آشت و نداش

تخصیل نمود کیم محل است عیاں چون حاصل تازه ندارد نتوان

این ریاضی اشارت به آن است که تخصیل حق بمعنی بنده که تعیین اولی است و بزیاد است زائد
نیست و لهذا آن را تحلیل ذاتی گفته می شود بجهت اور آن بسیط محل است آنکه ظهور
اور آن بسیط در مقام استهلاک می باشد نه تخصیل اول اگرچه هر چه مدرک می شود اول حق مدرک
می شود تضریش آن است که ثابت حاصله از اور آن بسیط در هر مرتبه که باشد همان نیست
است که اول حاصل شده تا این جزو در جزو دو مراد اور آنکه نیست و بنده هر گز انداد نسبت برخود
است بلکه این نسبت متفق م وجود بنده و واسطه فیض اور است و لهذا آن نسبت نیز در نظر عالم
محضی است چه ظهور اثبات بعده است و آن نسبت را اضافی بود و نیست.

۱۴- از حضرت ذات هر استهلاک است استهلاک که که از تصریح پاک است

آنچه اچیز محل داشت اور آن است آنچه اچیز محل داشت اور آن است

این ریاضی اشارت است به آنکه از تحلیل ذات بره بغير استهلاک نیست بلطف اور آن بسیط اور همان است
و اینها اشاره است بر آنچه بحسبی از اکابر گفته اند که اور آنکه بسیط بحسبی بعرفت است و اور آن مرکب
بسیی به علم اینها.

۱۶- اور اک بسیط موطن خو و فن پر جا ہستی است دار د آنجا ماوا

ایں است تفاصیل کے دریں موطن قدس ظاہر شدہ چفت عزیزی وحدت ہبھا

۱۷- ہنگام شعرا زین مفت ام عالی ہر چند کہ ہبھت نہ است فرش خالی

ایں است نتیجہ عالم جمالی در پرده نوریک طبوعے دار د

۱۸- بیکن با پر کہ نور آں باطن پا ک ہر لمحہ نیقتہ نہ مفت ام اور اک

تا یافت شود نتیجہ استہلاک در دیدہ ہمیں کون حصولی ہاند

۱۹- پا رب چک کند کلامی بے چارہ کن کوئی حقیقت نہ شود آ دارہ

۲۰- ہستی بحال قرب از دستور است کون است حصول در دش سیارہ

رباعی اول اشارت است بہ آنکہ اور اک بسیط ہم موجودات را حاصل است تفاصیل
آن است کہ استہلاک نہ در ضمن اور اک مرکب حاصل است۔ و گیلان را در ضمن اور اک مرکب.
و گیر استہلاک در اغلب مسیوں است بہ علم مرتبہ الوہیت و بعد از تنزل نیز مقید بہائی علم
است۔ و گیر از اجرد ذات مدرک علم برزتبہ الوہیت مربوط است بر علم بممکن من حيث اند
مکن کہ من عرفه نفسہ فقد عرفت ربہ۔ و آنکہ بعضے حکماً و بعضے از مشکل بھین علم با فردیگار را مر لوط
بعلم بممکن نہ اشتبہ از خطاب است چنانچہ ظاہر است۔ رباعی دوم در بیان آن است کہ
در وقت تنزل از مقام استہلاک است ہر چند کہ جمال مقصود کہ مدرک بسیط است روئے
در خفا دار دا حال در علم مندرج می باشد و ایں معنی را در پرده نور بیزگ طبوعے می باشد و اور اک
آں نور اور اک مرکب می باشد۔ رباعی سوم اشارت است بہ آنکہ وظیفہ طالب حب بھیرہ آن است
کہ خود را بہ ایں اور اک مرکب تکرار و پہنچنے در مقام نایافت خود شیخیت چند آنکہ مقام استہلاک
نمکین یا بد و از سکر حال یہ صحوہ آید چنانچہ باطن ش غرق لجہ فدا شود و ظاہر ش حاضر یا نچہ سر و د در
رباعی چهارم ظاہر است۔

۲۱- خواہی کہ جمال غیب در دل یابی زینہار طلب نکن کہ مشکل یابی

در ذات خدا تفکر آمد باطل در فکر چنین مشنو کہ باطل یابی

له می گویند از اینجا است کہ از معنوی گر شتہ پ نفس عشقی آرمیبدہ - ممنہ قدس سرہ

چه در دل یا فتن کرد آن را علم می‌گویند خواه بسیط باشد. آن علم خواه مرکب بذات متعلق نمی‌شود
رباعی پنجم طاهر است بہنها بنت عرونخ تامر تنبه وحدت است و فرق آن حیرت و نادافی است
پس معنی لائق و دافی ذات اللہ آن است که ذات اللہ تعالیٰ اصولیم به، سیچ علم نمی‌شود. حاصل
آنکه ذات من حبیث ہی متعلق بسیچ اور اک نیست۔ **سَوَاءَ أَضَيْفَتِ إِلَى الْحَقِّ أَوْ إِلَى**
الْخَاقِ كُفْتَةً نَهْ شَوَّدَ كَهْ بِرَادْهَ فَعَدْهَ بَرَادْهَ يَا شَدَ. اور اجزوے باشدند نعمتے جزو آنکہ ہر چیز بہ نعمت
بسیط کر بسیچ گونه نعمتے درونه باشد. اور اجزوے باشدند نعمتے جزو آنکہ ہر چیز بہ نعمت
و وصف مترتب می‌شود پر نفس او مترتب نمی‌شود. نمی باشد گھر بہان اعتبارات ذاتیه او
در خارج نیست گھر بہا پچھہ بعد از ظهور اعتبارات ذاتیه اش میگویند نقص هستے است که در
خارج امرے بازند که متعلق علم نبود۔ و خوش گفت عارفے که ذات اللہ ﷺ علّم و
کلہ ارادۃ ای مَا لَأَيْتَنَا هَیٌ مِنَ الشَّيْءِ وَالصَّفَاتِ وَإِنْ هُمْ عَدْم
نمایی است که محبان ذات را بسیچ گونه تسلیم نمی‌شود و معنی بیعت :

در یک دم اگر هزار دریا بکشی گم باید کرد شنید لب باید بود
از ایشان ظهور می‌رسد چپ طلب بسیط بہنها بنت را با مرایہ کی که لفظور کمی نمایافت لازم است این است
که سخن ارباب علم صحیح ایل جبرت و عاجزان از ادراک را طریق دیگر است اپننا.
۴۲- خواہی حق را غیب می‌داند عینی بنشیں که محال است که دیگر بیعنی
می‌کوش کدیلے صورت تحقیقی را در منظر موہوم متصور بیعنی
ایں رباعی اشارت است به آنکہ چنانچہ ادراک به بصیرۃ جزو در مرآۃ تزلات نمی‌باشد و بیت نیز
جز در مرآۃ تزلات نمی‌باشد

۴۳- حق نقطه جماله جهان دائره دال
بیے دائره آن نقطه بیامد بیامان
آن دائره صورت حلم نقطه است
دال نقطه در ذیجاوہ گشته عیان
۴۴- گر نقطه جماله بیو ذات نقط
دال شکل نمود اعتبار است نقط
گرد و چو جهان که چند مرآۃ حق است
خط و نقط و دائرة مرآۃ نقط

۴۵- غاییش آن تزلیل علمی و این تزلیل عین - مشهد سرو

این ریاضی اول تئیله است و نمودن صورت و قصور می‌بهم غایبت الامر نقصانش آن است که نقطه را باقطع نظر از دائره صورت حقیقتی است مثال هر طابق آن است که نقطه را ذات مجرد او خص کنی و صفات موجود اور از حضرت اشرف و جسامت و حرکت اعتبارات ذاتیه که در خارج عین ذات او باشند و در علم مغایر - چنانچه در ریاضی دوم اشارتی به آن کرد و شده - البضا.

۲۵ - هر چند که دائره ز دیگم است نمود در نقطه عرض دائره شد مشهود
گویند که در نظاره کشف و شهود اعیان همه عارض اند محروم وجود

این ریاضی اشارت است بآنکه وجود مکننات زاید است با مکننات نیکی برخلاف آنچه منتکلیمین میگویند وجود معروض است و ما پیافت عارض

۲۶ - گر نقطه بحوالان گه خود آفی در پیوں کشد از دائره و از خط سر در ظاهر علم اگر کج در است شود در باطن علمنش نبود بسیج اثر

این ریاضی در ضمن این مثال در بیان آن است که صفات اجسام حیر و هم نمودی بیست و میزد و علوم جز صفات حقیقتی هی بسیج بیست تقریبی آن است که نقطه به هر طریق که حرکت کند ابتدا در حس مشترک جز صفات موجود نقطه بسیج نبود - نبی اند صورت خط و دائره جز تصرف و هم بسیج بیست تیصدیل و تعبیین نشل هوقوف برداش بیار است عرصه اور آک کانت و حوصله رساله گنجائش آن ندارد بسیج نباشد این قدر خود میدانی که از ترکیب چهار جسم پیزگاپ چه مقدار احوال و اشکال مختلف در رسالت سبعد و مراتب غیر رایت بظهور رسیده از همین جا شعبده نموده اند بباب البضا

۲۷ - هان تازه کنی غلط کم از کم دافی این باطن را پیوں نه ظاهر دانی ظاهر بدن که بخیال روحش هر چند کنی تحسیلش نتوانی

این ریاضی نصریح است به آنکه حق بحانه و تعکله با صفات ذاتیه خود در همیش مراتب اجسام ساری است - مقوم صفات و همید اجسام جز صفات حقیقت واجب بیش بیست چنانچه در ریاضی سادق در ضمن مثال مبین شد

۲۸ - هر جایستی است که نبات است جاده هستی چوبیات خود علیهم است قدری از هست چگونه علم و قدرت افتاد

۲۹- در پر شکل که که رنگ هستی پیدا است
لیکن یک نگ بے تردگشته

این دو ریاضی نیز در بیان سریان حق است با صفات ذاتیه خود در جمیع مراتب اجسام ریاضی اول ظاہراست ریاضی دوم منفی عدم ظهور آن صفات است. تفسیر آن است که عدم اختلاف در اطوار جادات مشتمل صورت علم دارد و قدرت ایشان را زلف فهم غافی راهنمای گزند اکب شبایه اراده خود متوجه پستی میشود و بدانتش خود از بلندی احترام میکند الی اینکه ذکر شرط مقابله وارد است و تدبیرات متضلع برآں صفات جو نام است را ظاہر ساخته و اگر نه هر کجا وجود داشتی است البته علم و قدرت و خبر آن هست پچ صفات ذاتیه از شی مترنغان فکا کشد بالجمله حق را در منظر اجسام منزه از صفات اجسام بدان یعنی کمثله شفعت و عدوالسبیع البصیر.

۳۰- هم شبه هم منزه خبره سر	از تو اے پیر نگ با چندیں صور
چون نقطه که در داره دارد مسکن	حق روح جهان نفس آفاق بدن
منظمه نگزار چنگ در ظاہر زن	ظاہر دشی صفات نقط است
وال لیس کمثله در و خبره زن است	این ظاہر بیهی مثل بیان بدن است
گاهی نفیس است گاه و نیس قرن است	روح است به اعتبار اطلاق وجود
آن لیس کشند سمعی است و بصیر	۳۱- هم پیر نگ است یار و هم نگ پذیر
آن جمله غنی است و ماسوی جمله فیض	این سمع و بصر حجز او ندارد و دگر بے

ریاضی اول اشارت است به آنکه حق سعاده و تعالیه در مرتب کاپیبات است با اعتبار صفات ظاہر در ظاہر ایشان به سالی روح است در بدن چنانچه گزشت. ریاضی دوم اشارت است به آنکه همانچه روح کاپیات است نسبت به اطلاق وجود به سال بدن است. این دو فقره بیان آن است و ثابت آنکه در هر کیم است و همچنین ما حی نمود بدن بل ثابت وجود بدن میقید آن است که ما ورثی ایم و الله من و رانهم محیط. شک نیست که آن صفات محدود اثبات را منظری در کاپیات است فا فهم و تأمل نیست بروح باطن است و همیں منظمه خود در عین آنکه خود را

در همدمی بسیند بهمه در خود می بسیند در عین اثبات وجود ماجی نخواست - مرباعی بیو متفصیل ترین
معنی است .

۳۴- تشریه فقط از علم سوی ادب است
از ملطفی و سمع صاحب دل بجهیز است
در باطن خود تمام آیات ادب است
در ظاهر آیات بسی تشبیه است
۳۵- تشبیه را که بور تشریه نیست
در اکثر تشریفات تو جهیز نیست
این نکته ز قدرمان محشر باید
سهی است در روز اگرچه پیش نیست

متضاد مرباعی آول ظاهر است . غرض از مرباعی دوم آن است که هر که در مقام تشبیه صرف است
یعنی صفات حق را منحصر میدانند و رصد ذات ظاهره از خلو قافت اکثر آیات المی بنا بر اعتقاد
ادلی تو جهیز است تعالی اللہ عن ذکر علوّاً بکیراً . و اگر نفعی تشریه باید معنی می کند که ذات حق تعلق
در اے ذات خلو قافت نیست و حق را وجود علیحده نیست پس اور حق صرف است و حق
او باطل چنانچه ذات هر کیم در اے ذات آن دیگر نیست اگرچه صورت هر کیم که فی الواقع
خلوق همان اوست در خارج کا الصورة فی المراۃ است در اے آن دیگر است پس
یک آیینه است که در وعده صورت ممکنة مختلفه می نماید و فعل و صفت ظاهره ازین صورت تمام
از این آیینه است و آن ذات حق است اور اصنافات و افعال بلازها بیت است در اے

این صفات و افعال

گاه کوه قاف و گهه در بیا شوی
قونه آن باشی نه این در ذات خوبیش
از تو لے بیز نگ با حینه بین صور
و اگر نفعی تشریه از صفات اجسام و لوازم آن می کند همچو نفعی تشریه نقطه جماله از دارگی پس غافلی
است از وقاری علم بخیر . نعوذ بالله . اگر باین عقیده اثبات صفات دزیا ولی آنها می کردہ باشد
هذا . فانه خلاطه فاصل بین الحق والباطل .

۳۶- چون ظاهر علم پرده متضاد است
این مشت بیان سر بر سر را بود است
و انگاه نظاره کن که حق موجود است
از نقش دمے بسوی بسبی نقش گیریز

این ریباعی اشارت است به آنکه حجاب مقصود نقش صور علمیه است که در مرتبه دوم مذکو می شود از علم که نجات و خود را به شوری و غمیخت در دادن را مقصود است در آن موطن باطن تنفس

نوار قشاده است.

۳۶. هر س تو نه بیست زا نهار نقش
شند ظاہر د باطن تو در کار نقش
لئے خیر و حب عال نقشبندی بعلم
کان سان شودت شکست بازار نقش
متقصود ظاہر است

۳۷. چون نقش نهاده رو بی بی نقش آری
زاں لوح وجود نسخه برداری
زنهار که دل بزرگان نسیاری
نور بی بی رنگ تر جانش گرد
این ریباعی اشارت است به آنچه سانچا گزنشت که بعد از استهلاک و ضمحلال نور بی بی رنگ نجات
نشسته بی بی از متقصود میدهد اما طالب صاحب بصیرت می باید نفی آن نمود کند و از تجلی صوری
که در اثره این نور پر نگ است به تجلی معنوی که در کسوت صفت اطلاق است بگردد هر چند
که به نفی او نفی نه شود بلکه قوت بگرد با محل صاحب این نسبت را لازم است که سعی و استنام او
در نفی پاشد قطعاً به اثبات مبنی بر نشود ازین است که قطب المحققین خواجہ عبد اللہ میفرسون نه
که نسبت ما بغایت محبوب است از نفس تو جه محبوب می شود چه توجه و اثبات جریان نور
پر نگ نمی باشد لآنکه روانی ذات الله حقیقت آن نسبت استهلاک سر و ضمحلال
او است در غلیبت ہو بیت بجذب و تصرف غلیبی چوگ این معنی فرار بگرد و ام آر ام دست
و بد مذاہت تر جان از میان پر نهاد خواست گر در مطالعه کثرت در وحدت یاد وحدت در
کثرت که رد ای که بکریا که عمارت ازان تر جان است در میان خواهد آمد هر چند که به سان
ذات است نسبت به مدلول که نزد ادراک دال توجه مدر که مدلول است عاشقی که نخواه
مشوق می شنوار گرفتار معنی خبر است که - یاده هم - الفاظ مذکور او نیستند
آن است که ادراک دصل میان تر جان و حق است بلکه حق عین آن ادراک است

له ازین ریباعی معنی نقشبندیه را دریاب - مشفت مس سره

وَلِرَصْفِهِ تِزْجَانٌ مُطَالِعٌ بِجَاهِ خُودِ سِكِينِهِ

مَا كَيْثِمَ اندِرْ جَسَانٌ تِيزْجَانٌ تِيزْجَانٌ
چُولِ الْمَتْحُودِ اَنْدَارِدِ بِيزْجَانٌ بِيزْجَانٌ

وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقُّ وَهُوَ بِهِ هُدَى السَّبِيلِ

۲۶. آن سبیر نگی چو پر تو انداز شود بس راز نهفتہ را که عنماز شود

ہر جانوںے سنت پر کشید چکہ بہ خود دانگھ پیٹے انکھات ہر راز شود

ایں مرباعی اشارت سنت بائیکھ آن نور پیرنگ چوں وقت یا بد پر تو انداز دو چکہ کا بینات رافرو
گیرد و در قوہ اینست او سریان حق در مرائب کا بینات بخورد سرد و معنی ہو الائق دلاخروا نظر اک

والباطن روشن گردد۔ سرا ایں معنی آن است کہ چپل حب صادق بحضرت ذات ہم خذب شود
پر دہ مجبو باں مجازی از میان بر اقتدر صرف محبت در جلوہ آید ہر گاہ ازان مقام تنزل نگاہ لطفت

آن محبت ذوقِ جمال مجازی را از میان بر انداز دو چکم محبت در جلوہ کا شاہد غیب ہوبت از
مقام خود تنزل منودہ در کسوت نور پیرنگ متخلی گرد و چوں ہر چہ مدرک عیشود پر تو انداختن آن

نور پیرنگ آن است کہ مقرول بہزاد راک آن نور پیرنگ مدرک عیشود چنانچہ عیش از مقرول
آن اور راک صورت ممکن مدرک می شد ایں معنی بعد از وقت گرفتن محبت است وقت گرفتن

محبت پہ تو اتر استنلاک و انجذاب است و بعد از پر تو انداختن در بجز دیگر آن است کہ در
چکہ کا ثابت آن نور پیرنگ را ساری یا بد نہ نظر واحد و صور اشیا اچھوں سر ایں بے نور۔ در بجز

بلہ بیکن حق قدماء مدرک نیست و تر جان اصل امتنف۔ لاذ هو۔ زاں سر اے بہر گر شتمہ جیب و سرتی۔ نسبت آن تر جان
نبات نسبت حرارت آفتاب است بہ آن تاب کہ پر کوئے ظاہر شود چنانچہ کوئہ وقت حرارت حرارت ما میں آفتاب
نمی دارد آن تجیلی نہ۔ و اصل سر آن تر جان را میں ذات دارد۔ نمی امہ داند۔ اعلیٰ کہ ماے دار لیکن شوف اں و ہم
در مداری اور ایک انصاری بحضرت ذات است کہ خارج است او فائۂ تقریر تحریر۔ انصاری بے تجیف
بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس بیک گفتم اس را نناس نہ اس غیر از جان جان شناس۔ نہ ایں
اتصال جان و سرو و اصل راست نہ اور راک اور را۔ لا تدرک الابصار دہ بیدرک الابصار۔ مسند مس سرو۔

شہ نبید ایو الحسن فاروقی گوید بہ حاشیہ کتاب بیں عبارت بلجور بکہ نوشنہ است نقل شده بیکن در حقیقت این دفعہ است کہ بہ

این نوع سکون شدہ اتصال بے تجیفے قیاس ہست رب ناس با جان ناس
بک گفتم ناس را نناس نہ جان با غیر جان ہی جا شناس

دیگر آن است که علم و قدرت مظاہر از صور را باش نور بدین میل بنور آن نور ذراست کیم ذات
وصفات پیک ضفت گرد طعن الملک الیوم لدینه الواحد الفهار

۲۹- گرد و دوچار نشود جان مالا مال
گوبیند که جوں رسندندی به کمال

چشم از پر سو سرمه مازاع کشد
گوش از همه جانب شنود با گنگ تعال

منتهیان طریق نزول می گویند که کمال ندل مقصود نهایت احاطه شود آن است که صور محسوسه
شار آلمپیه و شرها و تپه ها هم ترجیح چیقت شوند و فائدہ آن نور پرگانه دهندر زهر کیب و آن
رفع بصر و بصر کیب سرا بینه سیحان الزی لَمْ يُصَرِّفْنَا مِنْ جَهَنَّمْ و قال العجز عن
دریک الادراک اذ راهک و من علیم فَلَمْ يَقُلْ بِمِثْلِ هَذَا الْفَوْلِ - ایں علی عالم با شد
لیکن تمامی ایں بچند تقدیره دیگران است بیکے فرونقتن صور بجهت البطن المبطون و بکر بودن صور از ظاهر
همان شیون و دیگران از باغ ظاهر به احکام گذاشتم -

۲۰- مکمل زندگانی کے عدم ناکثیریہ نہت
و احیب سچلوہ گاہ عیاں نامنما وہ گرام

در جیز نظر که این همه نقش غریب چیز است
بر فوج صد و سنت آمد شود خاص و عام

آنکه اینها در درجهٔ حریت ماندن خوشنترانی بیشتر قابل وعده‌اند. فلم را از صورت علم کشیدن

مناسب حال

در بیان کنندگان نشستم همیں پنداشتتم دادم

زین پندار گوناگون وزیری و انش پشتیبانی نمود

- ۳۱ - اگر شنیده بپر نمود بیکار داده گرد
این است مصنف نام کشیده سئمیعه بشنو

درست نوئے کس پلے طرف است
بیشین و بہہ ہر طرف مشوف زگ دو

مله این جایگانی که خدا نمود موجودات و صور آشیا بمنزله مشکلات است هر کس چرا غرadaن تو را بینیگز کند ظهر او در شجره
لیپیله فرد و سیب انسانیه است در فلک دنب گوییا که کیه است در خشام بمنزله فتاب است در پرسن آشیجده که روح انسانیت
خست هنری است پچران خلیفه او است که بصورت ضد خود را نماید و اگرچه چنوز محو تیش فی ذات اللہ نہ شدہ باشد
پر چند که او سرمشکلات تو کھل است اعلایت اور یک اتریحه پچران و چران و یکی از وحشی دو دوست که معنی نور عین تو را ایشان
او است، بیجا محل لغزش اقدام است چنانچه طائفہ ببلماپیه روح خنی را که بعضی از ظهورات روح انسانی به خدائی که گرفتند
پیدا کی اللہ نوره من پیشاء - منه قدس سرہ

۲۲- یک لحظه سرے بجیب هستی در کش حرفی آنگوئی را خطا پرسکش
اگر مرد بی بہ نامزادی خو کن یعنی که نگار نیستی در پرسکش

رباعی اول اشارت است بقرب نوافل و قرب فرانچ بیت اول اشارت بقرب اول
است و بیت ثانی اشارت بقرب ثانی - رباعی دوم اشارت به غیبتی است که حاصل قریب است
و خود را بخوبی دور کشیدن نیستی هست تم تکین است در فنا و استهلاک که اهل فتنه
بعد اجمع را می باشد باطن شای غرق لجه فنا و ظاهر حاضر پاپجه می رود و اقرب طرق فتوحات
این صفتی طریقی علیه نقشبندیه احرار بیه است -

۲۳- این سکه که من زدم نیام فقر است دیں روشنی از نور تمام فرماد است

برنجیز و ره خوا جد حسدار بجیر کان راه ز سرحد مقام فقر است

اقرب و اعلی طریق مشائخ قدس اللہ اسرار ہم طریقی علیه احرار بیه نقشبندیه است - اول در آن
ایشان در ادراک بسیط است که غلبہ جهت حقیقت برخلافت است و محل تحمل افوار ذات
است و ظهور وجہ خاص است یقیناً این معنی را که مغلوبیت اور اکات مرکبہ و ظهور تباہی
صحیح سعادوت وصولی است - حضور و آنکا ہی میگویند وہرگاه در غلبات کشش و انجذاب
اور اکات مرکبہ تباہم از میان رخدت بخوبی دلیل پر تبعیت و آنکا ہی نیز شحوتے نماز تعجبیه بفنا
و فنا فنا می کنند تو اتر این نسبت را وجود عدم میگویند و بلکہ ظهور این نسبت را بنواز
خطیم می شمرند

و سل اعدا اگر تو افی کرد کار مردان مرد و افی کرد
از اینجا است که در پی وقتی میگوئند وجود عدم منجر بوجود فنا شد ہمانا که از فنا فنا
صفات بشیریت بیخواهند وہرگاه حق سچانہ بر شخص عنایت نہیں کے سمجھید که در پر تو آن نور
دید ندار که حضور با حضرت پرتیمے است از وصف حضور ذاتی آنحضرت بخدا شر فنا کے حقیقی
مشرف شدند از ایشان نہ تمام مانند نشان بہرچ پر ایشان مشروب بود تمام پر اصل خود رسید

هـ این اشارت ہر جا در کتب دار ق شده دیا غرض واحد است و وجہ خاص ہاں مدک بسیط است که تقدم
سلاک است و جهت حقیقت اور نسبت با ذکر ذاتی است - مشافت دس مرد

ایں مقام مفت می تھا با اللہ است. ایں جو دراوجو فنا می گویا ہے وجود فنا بوجو دلنشیزی
ہرگز خود نہی کنند یعنی عادت اللہ پر ہیں چاری است فانی یہ اوصاف فرش مرد و رشد می شود حالہ تکمیل
ناقصان دریں منزل است ایں کشف را کشف علیہ می گویا ہے۔ تعبیر تجسسی ذاتی د شہود
ذاتی یا و داشت ہمیکنند و حقیقت ان تعبد اللہ کا نک تراہ دریں موطن میدانند در و بیت
ہخروی رانیز دریں منزل اثبات می کنند فرق میان احسان در و بیت پچھوں فرق میان مشاہد
صاحب جمال در وقت صبح در وقت اشراق آفتاب میدانند و میدانند و میگویند ہرچہ
کہ انکشاف ذاتی صفت بصیرت است اما چوں حق سبحانہ خبر دادہ کہ مسہ پارہ چشم را مد نحلے
خواہ بود۔ آہستہ و صدقنا۔ اگر می گفت پیشانی شمارا مر خلے خواہیم داد آں زماں نیز ایاں
می آور دیم و شہود ما نظرت فی شع الاؤ رأیت اللہ فیہ او قبیله او معرفہ را پیش از اطلاع
برصول ایں طائفہ و تصدیقی برآں ہمول چند ایں اعتمادیے نہ می کنند و کم معاینہ لایاں اطلاق
نمی کنند چنانچہ بعضے کردہ اند ہمی اہتمام ایشان را کشف علیہ و خلبات آن نسبت کثیرہ صفاتیہ
بنزرا ذرا ایشان مخومی شود۔ از صفت فعل حجز داشت و سچ نہی بینند در عصرہ وجود جزر کیف است
بحث در ذرا ایشان بصیرت شان نہی ناید ایں است نہایت مقام انیجاد اولیا ایت یا
ستیکت المنهی۔ ڈلیس و راء العین دار پ فڑیہ

۲۴م۔ آمد چو ربانی و پچمارا ذ عشرات خالش شدہ خامہ دریں بنتہ دست

۲۵م۔ اند یشنہ چوار بیعن خود برو بسر ماہم سختے را کہ لشہر حش گفتیم

در تفرقہ اش چوال طناہر ملنگر

ہر چند کہ ہست کل بیوم فی شان

۲۶م۔ اے خواجه دریں نامہ بیسے اسرا است فہم ز مقید خرد شوار است

از کون و پکھاں مقید اتش فرداند مجوعہ ماسسلہ الاحرار است

تمت الرسالة

لوزدہ تواریخ اذ اتس ام ایں رسالہ مبارکہ کہ حضرت مؤلفت قدس اللہ سره

در شبیے املائشہ کو ده

لہ ہو الحکیم افتتاح المصدر ہے لا کسی حکم موجود ہے درکلم نقشبندی گہ اللہ تعالیٰ لے بقاویش پیدا کردا
کہ وجہ عکس مرأت الصفا ہے حنفی جو دموی ہے فیوض علیا ۱۷ نعل کلم خواجه پارسا ۱۸ ہے
ظل حی موجود ۱۹ ہے مل ظل حی دجولی نہ لکھنڈ وجودی ۲۰ المسنا فی بصور حدوثی ۲۱ نظم و حب
۲۲ مجملی اسرار احباب توصید ۲۳ تحریر فصوص حکم ۲۴ فصوص الحکم بے شغل ۲۵ لب مقدرات
تقریز فصوص ۲۶ فیض وجود ہبۃ الدین ۲۷ شیخ کمل بادا ۲۸ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ اَتَیَّمَ الْأَنوارِ

وَاهْلِیہ

١٩٦

جعفر

۱۹۴

مجموعه کلام باقی

مجموعه کلام (۶۹ صفحه)

خواجه خواجهان و قبله را سنتاں - صاحب تصرف افسوسی آفاقی
حضرت خواجه رضی الدین محمد السباقی مشهور به حضرت
خواجه باقی باللهم قدس اللہ سرہ الافتادس

روز اشاره	نمبر شمار	عنوان	تعداد صفحات	تعداد اپیات
۱۳۰	۶	مشنوی قبل از زمان در ویشی	۱	ت
۶۲۵	۳۳	مشنوی گنج فوشه	۲	گ
۱۱۶	۵	ستقی نامہ	۳	س
۲۲	۱	سلسلہ پیران طریقت	۲	ضیمہ س
۹۵	۲	تاریخ تولد پیر د پیران بیکو	۵	تاریخ
۸	۱	تاریخ تولد خواجه محمد عبد اللہ	۶	تاریخ عدم
	۷	روایات ۲۹ م و فرد ۳۰ م	۶	ب
		تحقیق طلب سه روایات و		
		چهار قسم		

مشتوفی قبل از زمان در فیضی

در بیان آنکه وجود صوری انسان پر حنپ که از عالم خلق است باحسب ملک از حفظ قدس است
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱۳۸ اشعار)

- ۱ من و هنینم که نمود من است جای دگر قص وجود من است
- ۲ نقطه غرباب جماعت منم دانه سیراب نراحت منم
- ۳ اپر و کے پیشانی من دلکش است قطره بنیانی من آتش است
- ۴ عقل نمک ریزکباب من است خون جگر نام شراب من است
- ۵ مردک دیده پهند دلی ام گوش نصیحت به رضا جوی ام
- ۶ دیده میت اع سردگان من شور دو عالم په نگداں من
- ۷ بخمر مژگان سرچوگان بس است گوئے توجه نمک چال بس است
- ۸ ناد مشکم شکر بیخته در تر سرپوش نمک بیخته
- ۹ برس هر بنده گمرا نده ام در بن هر بوسے شکر مانده ام
- ۱۰ خامره کلید بیست در تا خشت من گنج دو عالم همه درشت من
- ۱۱ شکر آنوده بد رکده ام خوش تماشی بستان من
- ۱۲ رشک بهار است زستان من غنچه تماشی بستان من
- ۱۳ در پیه سیخون تهند جوی است حرف من اکنون پسخن گرفی است
- ۱۴ برس هر تکسته علم می کشم هر دم دیر لحظه ستم می کشم
- ۱۵ دیده عالم په تماشائے من بلیم دخنچه په سودائے من
- ۱۶ گریدرم در بد ریسے نیستم زان خودم از دگر کے نیستم
- ۱۷ از نمک ساده خبید من است گوہرے اذکان ضمیر من است
- ۱۸ صفحه خاطر درق خوبیشی ام تاج مکمل سرد دیشی ام

آہ چچ گفتہ دے خانے نہ زدم ^{۱۹} دستہ کوتہ پہ تما مے زدم
 بہرچ پر اہستہ از و دیدہ ام ^{۲۰} رینہ زخوان کر مش چپیدہ ام
 کردہ بہ بہنگام بیان ادب ^{۲۱} نرمی و سختی پہ فسون و غضب
 زال بید بھیان کے پئے تقییر من ^{۲۲} ساختہ مصتاڑاں گلوبیر من
 خورد و کلان حسرم اشاد ^{۲۳} آہیں انڈ فرشتہ نژاد
 پیر و جوان خوشہ بک داشہ اند ^{۲۴} یک کفت سرچو شش کریا شہ اند
 در نظرت ہر مرہ چپیدیں کثرتیت ^{۲۵} احولیت باعث ایں گزٹریت
 بخیز و زملے نے نظرت راست کن ^{۲۶} رشتہ خود را گمراہ است کن
 شیر شکاراں سیجھی نفس ^{۲۷} بہیدہ چند بین نہ زدنے کے نفس
 اے نمک بے نکاں در دلم ^{۲۸} شورش شور بیدہ دلاں حاصلم
 هتش سودا سوئے مغزم دو پید ^{۲۹} آبزش رہواہ مرا پے بہ پید
 زخم دلم مر سهم آں دو دش ^{۳۰} رینہ اماس نمک سودا شد
 هتش و آبے کہ در بیں منزل ہست ^{۳۱} چشمہ رہ غتیر بسل است
 خاک بشوعل بہ گرافی مئنه ^{۳۲} پشت تغافل بہ جوانی مئنه
 بیے غرضے شیع نیفر و ختنہ ^{۳۳} بیہدہ افسانہ نیا موختنہ
 بخیز و بہ سودا بے شکارے بتاز ^{۳۴} چند نیشنی پئے کارے بے بتاز
 سست نہی پکے خاکے بگیر ^{۳۵} دست دل دامن پاکے بگیر
 در بیانے ساکھہ دنیا و عالم دنیا پیچھا است و اذ آنے مطلقاً است
 ایں سہہ سر رکشہ پرتاپ دی پیچ ^{۳۶} جسند غم بیہدہ چچ چیز است یعنی
 غار غنیان اند نگاہے بیکن ^{۳۷} از پئے غارت شدہ آہے بیکن
 اے خنک آہنا کہ از بیں ہستہ اند ^{۳۸} دل بکستان دکو بستہ اند
 دست بہ فرماں سجا بے زده ^{۳۹} آتش خود را کفت کہلے زده
 سوختہ اے حند من قتاب را ^{۴۰} بستہ بہ آتش گزر آب را

- در بُن دندان تو کل نشیں ۳۱ خار مشوده شتم گل نشین
 دست طمع از دل خد درکن ۳۲ کل بی خود حسنه ز نبور کن
 گر مگسی دست ملاحت بیگیر ۳۳ در نه ره در سم سلامت بیگیر
 بوسه پر خوا نظر نهاده ۳۴ نزد زپل گیری خود باختن
 همل پی شیخون کش کش دهی ۳۵ پنیزم بوسیده په آتش دهی
 آب شوی جسدر فنا کنی ۳۶ آب شوی جسدر فنا کنی
 و حشم زبان مائده خواه تو ۳۷ مائده در کام سخن مائده
 گوش بچ آزاده دهی مائده ۳۸ دست سوی خوان عناابت بکن
 سنگ ملاحت سرد دندان تو ۳۹ دست سوی خوان عناابت بکن
 چیست پیش پیش، پیش پیش دست ۴۰
 چکمه ازان خوان کرم غی رسد ۴۱
 گر پیش سنگ حصان آ دری ۴۲
 سنگ پیشی لب مقصد را ۴۳
 روزی پیشته فرادا رسد ۴۴
 در پیش از روح سبکتر رود ۴۵
 در به ہوس پائے طلب بر منی ۴۶
 باد شوی در طرف جستجوی ۴۷
 آپنجه ته از تست تعف فل کند ۴۸
 دست خوش سنگ نه امانت شوی ۴۹
 صاحب عالم پیمه عاضراست ۵۰
 باشی که چهل روز قیامت رسد ۵۱
 شحنه پیش پیش نهاده است بر د ۵۲
 خداهش اگر پیش و گر کم بود ۵۳

پر سرچہ پاے چوپ بنا دن است ۴۲ خواہ یکے خواہ دو افتاب دن است
 جانب خوبان نظر مانگت دنست ۴۳
 زندگ و بیمار بود مرد نست
حکایت

بے خبر بود گرفتار خویش ۴۴ جوش زدن از گرمی باز از خویش
 مرحلہ پمیودہ بہ سوداے زر ۴۵ کردہ بہ بہر باویہ در گزر
 ناگه ازاں حب کہ بد پیشانیش ۴۶ بود و خشک ز پیشانیش
 گوشہ پیشکے بہ شکارش رسید ۴۷ طرف تکابہ پسکے کارش رسید
 خواجہ سودا زده دبپا نہ شد ۴۸ عاشق آں تو گس متانہ شد
 آں ہمہ اسباب یہ کیک جو فروخت ۴۹ خرس بینا مدد را برقی سوخت
 رقص کنائ گرم متانے خویش ۵۰ نے سر سوداے ز پوکے خویش
 ہم سفرے داشت بہ سوداے خام ۵۱ شد بہ ملامت گریٹش تباخ کام
 آمد و گفت ایں چہ مستی کہ چہ ۵۲ بے جھت ایں بادہ پرستی کہ چہ
 کیک نظر است ایں ہمہ غولی کمن ۵۳ با خبرم از تو۔ فضولی کمن
 چوں سخن سر دیر گوشش رسید ۵۴ گفت کہ اے در دل رینگ تا پید
 بے خبری از من و کمردار من ۵۵ رو کہ نہ فی خشم اسرار من
 شعلہ دیگر بہ چڑا عشم رسید ۵۶ باد میجا پہ داعشم رسید
 شد چو بہ دل رینہ الماس خوار ۵۷ خواہ یکے ریزہ دخواہ ہے ہزار
 در خشم را بہ گزافت آوری ۵۸ بر سر تھمت ہمہ لافت آوری
 مردم اینک خبیر جمال من ۵۹ دادن جان شاہرا احوال من
 چوں دم آخ ر نفس گرم داشت ۶۰ دست اجل از خشن آز رم داشت
 گمہوں نفت د گرامی سپرد ۶۱ سروی و گرمیش نما می سپرو
 باقی از افسانہ مردم خموش ۶۲ در تو اگر چاشنی ہست جوش

درنه بر و آتش می دام کن ^{۸۵} ساقی خود را نشے رام گئ
 تا په تو یک حجصر عنایت کند ^{۸۶} حاصل کو نین کفایت کند
 ساقی ایام می آمد میدا ^{۸۷} جصہ همی حب ایم می آمد مرا
 دست بر آور پر مئے لاله زنگ ^{۸۸} شیشه ناموس بیگان بر نگ
 تاگر امر و ز به را ہے شوم ^{۸۹} قابل تخریب نگاہتے شوم
 عشق بشارت دو فرزانگی است ^{۹۰} عشق نہ از تجله دیوانگی است
 عشق کمال است بر ہرسو کجا است ^{۹۱} عشق عشق ای صفت کیمیا است
 عشق نجازی لقب او نہاد ^{۹۲} صد در آزاد سوی رحیقت کشاد
 دست من آکنوں بگرسنگان است ^{۹۳} روز خشیتین سخن گفتان است
 روز دگر رونق دیگر دھم ^{۹۴} حب و دلیش و تو نگر دلهم
 کوشم و حبند ناحیه بر دیوار سرم ^{۹۵} موج بر آرم پر ثریا رسم
 چند دگر سنگ کنم قوت خود ^{۹۶} در صد و سودن یاقوت خود
 پانچ بہشت نفس محل کنم ^{۹۷} ہر چہ بگویند تجسس
 کام شوم مشهد پر دل خورم ^{۹۸} جام شوم زخم پلا پل خورم
 دست مرائیه مسجد بر پیدا ^{۹۹} بر در در بوزه احمد پیدا
 بر سر آن خواں کرد کر بیان نہند ^{۱۰۰} شاد و گدا را ہم کیسان نہند
 ہمت پیراں مد جیان من ^{۱۰۱} لطف عین زیار پسے فرمان من
 ار کد بہ ہمسانگی مردم است ^{۱۰۲} اگر ہم و دیانت رہیش خود گم است
 عشق سخت دان روز من است ^{۱۰۳} در دل شب شعل سوز من است
 زینت دل رونق ایمان من ^{۱۰۴} موئی من محمد من - جان من
 خود تو بگویم که چیزیت ^{۱۰۵} حال تو ہم با تو بگویم که چیزیت
 اے تو نگ پاش کباب دلم ^{۱۰۶} چاشنی انداز شد اب دلم
 می شکافت د معنی توئی ^{۱۰۷} شاهد و ساقی د مغتی توئی

روے زمین آب وجود از تیافت ۱۰۸ پُشت فلک حیمه جودا ز تیافت
 پنجه نور میش جلد پردار تو ۱۰۹ ثابت دستیاره پسے کار تو
 اے که سرعشی مجازی تراست ۱۱۰ خواهش ایں شعبدہ بازی تراست
 پاییت اقل ادب آموختن ۱۱۱ دیده هم دونحق و سوختن
 بے ادبی راه نمود ہواست ۱۱۲ درندہ ہوا از چه و عشقی از بگات
 گر نیر مانس است ۱۱۳ اسخن گوشش کن
 درندہ گوبیت ناموشش کن

حکایت

در طرف روم یکے ماہ بود ۱۱۴ لاکی نظر ره و دخواه بود
 شهد و شکر را بهم آینه شد ۱۱۵ پرسیر آن کان نمک ریخته
 شاهزاده آینه نگنده ز دست ۱۱۶ رسکت ز منبت کشی هر چهرت
 در ہوس زینت رخسار خویش ۱۱۷ کرده حواله ب ادب کار خویش
 عنبر احسان عسل یافته ۱۱۸ غالیه عست و جل یافته
 باد بیجا پیز ز هفت گریش ۱۱۹ ساخته از گرد تکلف بریش
 سرد قدش در روشن روح پاک ۱۲۰ در حشم تعظیم بوبیده خاک
 ماہ که سحر حلقة بگردی نهاد ۱۲۱ صبح نگر رویہ زمین چول نهاد
 چونکه بنفسه سر تعظیم یافت ۱۲۲ دست دماغ اذکر مش سیم یافت
 سنگ دور دنیز بر ادب نشست ۱۲۳ لعل شد و بر سر سنجش شست
 خسر و عاقل ذم بے باک زد ۱۲۴ آمد وزخمی حبگرش چاک زد
 کوه کن از تلخی من کین خویش ۱۲۵ شیر بها یافت ز شیریں خویش
 خپچه نفس در قفس خویش کرد ۱۲۶ چشم ادب کیف و نفس پیش کرد
 آخر گلبانگ تجسسی گرفت ۱۲۷ دست کشاده دهن گلی گرفت
 ساده بخ رفت به عما نیش ۱۲۸ شب ہمہ افسون پر پیش نیش

آن صنم اتفصه ادب کشیش بود ^{۱۲۹} بر بد و بر فیک خوش اندیش بود
 گفت که اے سیمیرا ایں شیوه چند ^{۱۳۰} نخل بر و میبد تو قمیوه چند
 دست بده شاهله گری باز کن ^{۱۳۱} گرمی بازار خود آغناز کن
 گل په شب تیشه منور کرد وید ^{۱۳۲} خشن شے بله زردوگو هر که دید
 گر نه خلاک این همه آهسته نیست ^{۱۳۳} دیده خور شید فرد بسته نیست
 وقت کمال است شستن که چه ^{۱۳۴} آخر مر نیست شکستن که چه
 لازم خوبی است ستم کیشیدت ^{۱۳۵} معنی نماز است کم اندیشیدت
 ز هر گیا ار بخشند باک نیست ^{۱۳۶} در نفس ما تو ترباک نیست
 شورخ ادب چوں سخن بزم گفت ^{۱۳۷} گرچه پراشافت عجیب گرم گفت
 کرد ب از سه ترش ^{۱۳۸} معنی بخوش
 گفته حسنه و نکته به نکته به گوش

تمام شد فتوحه قبله از زمانه در دیش

تعداد اشعار

(۱۳۸)

شیوهی بحث فقر که در زمان درویشی نظر نداشته شد

حشدا ونداد بفقرم را بخواه
که از ناکامی خود کامسیا بیم
خواه رفتار و قدر از رعایت گم
شوم در فرستاده بیا شے الی
ذرا شوپ داشتم پر تجربه
گهه زیب هر دو بالاتر گزه بینم
پیشش ایم از مونج تفتنگ
پیچیدم در گفت از در شاهزاده
ز جوش بینه چوں گردم سبک بیر
پیا باقی چیز از بیان گوشه پستی
صدوف چند گرفته در کنارت
صدوف بشکن ز در بیان گوشه آور
عروسی طالب بیان گوشوار اند
بیکه در پرده گفتار چیز
اگر شد پرده ناز پیا چیز باک است
چون پرده بیرون شنا بد
طلب بیبار شد و قلت قبول است

کنم از گنج فقرست **آگه انگ** دلایم در سخن بسم اللہ اینک

توبیخ باری تھے غرامہ

بِنَامِ آنکه در پیش از وجود و ایجاد است
خودی فارغ از نگاه حبیب‌اللهمی ۳۰
چون بحتم پرده را بیکسو شد که وہ
دلے انجنم پرستی‌چند کرناه
ز استپلای عشق ناگفیتی
شده و قبیل ناپاکی‌پرده چند
پسیم کمیاب می باشد درین کو
کجا آن عنده بحر مطلب
وجود و شرح مونج اللهمی بس پا بد
پریشانه مونج حسن عشق بیکدشت
ذکریکه محروم است چه نفس چه آفاق
عجیب بحر است خود و خود شناور ۳۱
اگر علمی ایست از علم خدا ایست
درین محدوده کثیر است را چه کار است
اگر قدر است و گر علم دارد و ایست
همان اهل نسب بیهی چند و چون ایست
ز بحر خود اد کو تین چه کے
سبوئے نه که از جو بکشد سر
سبوئے خاک و آتش او ندیده
چو آب صاف خالی از کثافت

لطافت علیکس نور لا یز الی
 چچ عکس است این قدر از اصل مصور ۰ ۴ چ نو است این هم سجان ذی النور
 ذہب سے قدرت کرچندیں بیش و کم ساخت
 ہماں پر وحدت خود پائے بر جا
 اذیں کثرت نیفزا و اعتبار شش
 حادث را بذاتش غیریت کارے
 بنام ایزدے دریاۓ نے سند
 اذیں دریانی دائم حپه گویم
 چو من در نیتی گردم حقی گرد
 خبردار این این بحر پر از نور
 تکاب غیریت پرا و کشیده
 در آن پر وہ که دریا خاص خود بود ۵ چنیں دائم که خود غواص خود بود
 چو من در مونج دریا ره تو ردم گئے در فرق و گه در جمع کردم

چو گویم زیر چو گان ارادت
 بشارت با دنیم راسعادت

مناجت

طلسهم جبرت و زمان نز دیم
 فرج بخش دماغی بے تمیز ای
 مشعید حناه پر ما و کردم
 نهاده ز حشم جبان نازین را
 کشیده از میهابیس جائے
 ز شبیطان گوئے رسوانی ر بوده

خداوند ا ا دریں چاہ فرش گیر
 حلاوت گیرد لہمے سند پر ای
 سرانے سر بسیر خوزین مردم
 ہم منقاد البیس یعنیں را
 پرساری ر سیده فرش نامے
 قبولے گرچہ ا شبیطان شنوده

ہمساہیں رافتند ندی بے قبیل
 و آتش زاده دلپا آدمی زنگ ۶۰
 من بے چارہ از دستش ز بونم
 گئے و خشم دگه در آرد و خوار
 گئے و خلوت شبیطان کشد و خفت
 گئے بر و مئے کارم پرده آرد
 گئے نازد پئے کسب کمالات
 گئے این نافتبول از بین عدالت
 ز در دشی کشت شرح و بیانے
 گه آید در سکوت و در تفتکر
 که جا تشن غرق در بائے وجود است
 زمانے در منابعات آور در دئے ۷۰
 که از بھرچ پختنم ز هد کارم
 از بین غافل که دنبئے بیعنی را
 بیعنی دوست را پرورد و ده نتوان
 گئے در عشق بازمی انگلند گوئے
 دل اندروست نظارہ نہادن
 پر آمد دو دش از لفب مجده
 چوبیت رفتنه رفتار و فامت
 چو چشم پر خمار افتاد و چارش
 کشت هر گان خوزبز از کناره
 نگاه آتش افروزد جنوی را ۸۰
 بسوزد خرم صبرش سکون را

لہ ایک سخن میں بول ہے: نگاہ آتش افروزد جنوی بار بسوزد خرم صبرش پر کیا ر

زنخستانِ حُشندَه از فتوحش
 دهم سر شے بیفروز د چرا غش
 نه دلیش ماند و نے دل نه تند بیر
 بایں آہنگ تک کے دل خراشیم
 بلطفت خوبیش کردی ر و تناش
 بدمی دیرانه کردی ر هنمونش
 شکستی خوار بخت ز پر پاپش
 پچند بین دیپو و د بخانه کردی
 د بستان بلارا در گشت دی
 ۹. بجند منگاریشیں تعییم کر ز دی
 د مے طرفه د بیدی در دما غش
 بشیر بین عشوده دادی شکتش
 مل نا کر ده کل کسرا ر بودی
 آبی یعنی که می مالست د بیدی
 ر بودی صبرش اذول کاشش از دست
 مدار بیو و تابودم تو بودی
 بنو می گفتم از تو می شنیدم
 تو بودی راحت جان دول من
 بہر جا در نیت می تو بودم
 ۱۰۰ غبار اشک د کچند بین ساله گفتم
 بیسان بیججه صند دانه بودم
 بہر جا نیچے د هسر سو نشانے
 شعویے در دل رسسه نهادی

فسون از د ولیت تریاک رد حش
 شود افسانه روح و دما غش
 پیشنهاد نے خوز بزار شود چپید
 درین د کان سودا چند ماش
 غبارے را که بنهادی اسکش
 بخت از خلوت افگندی ژوش
 فرستادی درین خلقت سراپیش
 بصد بیگانه هم افسانه کردی
 مجتبت نامه در جنبش نهادی
 باستاد بوس نیلیم کردی
 نیم غزه سرداری ببا غش
 عنان عقتل بگرفتی ز دستش
 طریق عشق بازی را نمودی
 خود از هر سو عجیرا فشان سیدی
 لباس چنعت پوشیده سرست
 بحمد اللہ که مسجدم تو بودی
 اگر در دیر و گرد کصبه بودم
 تو بودی حلی چپند بین مشکل من
 همیں سرگرم سودائی تو بودم
 اگرچہ این شخون ستانه گفتم
 دور دزے کا ندرین سبب خانه بوقم
 دلے پر کیب بر آورده د کانے
 در تو خبید برد و بیش کنشادی

بندور خرمی صد زنگ پوشان
بجسم از میان و شمن و دوست
درین مصنی زار باب قیاس
"ذا لحق" گو و "سبحانی" تو دانی
ازین غش نعت بدستی پاک بهتر
چیلے گرفروز پر چه عار است
ز بوئے خواهم از یک لب خوش آهنگ ۱۰ کر هم تا بسم براند از دهم او زنگ
نه از صحراء خبر نایم نه از کاخ
می گر پرده پوش ای خوش آید
غريب افتاده ام بیه بیار و غم خدا
بکلاں گاه هیچبا نم در آور
پی گفت و شنودم پر نیارند
"من" "ذما" در وجود خود خواهم
عذاب گو رتسبیدن کلام است

د جود رستم پر قیشت بوزال
بروں رفتم و خود چول آنہ از پوت
و گردانی که من حق ناشناشم
مرا بردار خود کن نزبمانی
چو من بیه اغفاری خاک بهتر
درین دریا که ناپیده اکن راست
ز بوئے خواهم از یک لب خوش آهنگ
عجایسے آیدم در دیده گستاخ
دانغم خود من روشنی می نماید
درین فیروزه کاخ آدمی خوار
تو اے سیکین نواز بیچ پرور
چودر گور آشخانم را گزارند
که من زنگ ریا و شک ندانم
مرا بجا صلیه رئے تمام است

بحب نم زان شهد و نکته دانی
تو دانی بجن کاری که دانی

حکایت

ز دنیا وز عقبی اگونشه گیگے
شنبیدم که می نایید پریے
جنوں در کاو کاو سینه اش بود ۱۰ ہوا نے خلوت و بیرینه اش بود
ہمانا بود اول می ربو دش
جمال خود همانی می نمودش
و مادم می فند دش بیقراری
شگاف سینه می خارید و می گفت
سر شک از دیده می بارید و می گفت

له اکی نسخه بر بوئے خواهم از یک جوش آهنگ

نهانی ہر دل کے راقبیں ذوق اپیست
 سچارے می دو دنو بیدی انجیز
 ازیں شش در کشادم پینیا بد
 بحث ناشنوجانے سنت در من
 ہمیں در آزو می کاہد دل بس
 زمک بونے بنا مند اہل محشر
 سر بالا دل پستی نیست در من
 دلش باوانی خواہش ہم نشین سنت
 بخود قطعاً سرانجے ندارد
 پلے آں راہ گیرم اندریں باب
 گنہم پنڈ تعلق از ہمہ سنت
 تمارع فتھ را گردم خردیار
 قندروار آہنگے بد گارم
 ازیں بازار پر دارم سروکار

کہ پر کس رات نئے محی لیست
 مرادم در دل ناخ آرزو خبیز
 کہ می دانم مرادم برپیا یہ
 ولیک از قسمت قسامم ذوالمن
 ہمیں ناپو خود می خواہد دل بس
 چودر خشراز الحمد بپر دل گنہم سد
 مباد آں دم شوم از خود گفتار ۱۳۰
 بفضلت چوں بہشت آیم خرام
 دلخ خود پرستی نیست در من
 بلے آں را کہ حشیم نیز بینی است
 پر دل از دوست آرائے مدارد
 من طفل سخن نادان در خواب
 زمانے حلقة ایں در ز نہم چیخت
 شوم ہمراہ مردان اندریں کار
 پاٹش در وہم رختے کہ دارم
 برہنہ از خود د فارغ ز پنڈار

ذلوج دل تراشم نقش ہستی
ذلمے دا برہم ذبیں خود پرستی پسند

علیہ السلام

در نعمت حضرت رسالت پیغمبر

کہ در ہم رینم ایں تجھ ائمہت
 کنم خاصان حسین در اسلامے
 بسلطان رسالت آدم رُم رو

گرم فیض اذل بخش دل دست
 ازیں اقبال یا بہم جھنڈے
 سب شک افشاں ذبیں بوس شناگو

در پیش از این کنم را
تمنا برادر هنگام که خاموش
نمایم "تاب قویین" تو این است
قول مُرّة استارج وجود است
ذمین خدمتش عرض برین است
بهشت و حور و قصر انجا که افمت
آن توانادی زبان خود نگه دار
که بله هم است هر دل را باش
ستون بارگاه کبر یا بیست
ازین فانوس شمع آشنا نیش
که روح القدس از برهه کبر است
که در انفاس او چند بیان اثر بود
نهاده گوش در سامان این درس
صلاد در داده بینایی جهان را
خدا بین آمدی در پرده غیب
ملک راشد بسیار محظی مکرم
که عالم را چنان زیروز براشت ۱۴۰
که از تیر عجب دارم نشانه
نهال عشق را جزو من بپنیست
خودش می داند و سلام الٰی
که فورتند من پژوهشین است
زمیں جو پیش دره من راه عشق
منم کیک شکه و کیک شکه تنزیل

چودنیتاره روشن کنم را
تماشار حبگرد بخشش که می چوش
بدل گویم سعادت هم نشین است
جمال خواجه معراج وجود است
نشیم را عشق پیک این است
چودر ابوان مازاغم مقام است
شناش باشنا خواشیش مگذار ۱۵۰
قدش می گوید ای من خاک پایش
سمی سرد نزبستان خدا بیست
سرائے کوئ دارد فور عینیش
کلام زندگی بخشش مشیر است
همان علیسی ازین دم برد ر بود
سرفیل است، اب جد خان این درس
خرش مرگ است، نور لامکان را
که باش در من چودیدی بشه کفت زبا
در دن پرده من بودم که آدم
جمال بوسفت از من آن بخورد داشت
دلش هسته ها خود در تز اند
حریف راز دارم دیگری بقیت
چنین دارم که اسد ارش کماهی
عروس خلقش اند رشد رح اینست
سرائے حسن و خلوت گاه عشق
صفات دوست را بنقیل و تحریل

بوقی بکشم گیرد و تکاپے
منش در گوش حبال گویم حکایت
من از شے کیشم چول رو غون از شبیر
 بچردو ح محفوظ معانی ۱۸۰
سخن گویند جانکاه است در خود
زیجسو پار استغنا کشیدن
طلب را در عمال ارشاد کردن
خبر گوید که دارد بندگی کار
حساب بندگی گرد و فراموش
هم از مستقر قبیل شوکار اینست
حدیث عشق بازی کرده تکرار
شده سرگرم ایں گو هر فشافی
در خست عشقی را بجز فقر بر نیست
 بر و بندی ره نایاب گیرد ۱۸۰
فرو داشت مرکبین نزل را زست
که کارم گیرد از دله انتظای
روانش را ز خود خوشنود بازم

یعنی کرمت نعمت
علی خیسرا لوری حصل و سلم

خدا جو که در آن آور در دے
بدول از فکر و فارغ از ردایت
چو دیش در قفس گرد و نعس گیر
شود دانا باشد از نهانی
جبینِ فکر قش بالفظ بخون دار
زیک جانب جمال و سمع بین
دل از معلوم خود آزاد کر دن
دم نیز و استغفار بسیار
چو در دل نور تحقیق آورد جوش
از ایلب سیر استغفار اینست
زبان اشک بر خساد گلتار
بر دل در داده آسوده نهانی
که طغیان را در بین کشور گزرنیست
پیغمش از نام راوی آب گیرد
بیک یکی فی ترداش صد گونه راز است
بینم بین که بند ستم سلام
در بین حضرت ره پیشو و بایم

مخاطبہ شید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مرا ز من بچ لالکی بر فشان
که می مرغ خواهد داشت ناتم

بیا اے آرز دئے سیدنا چاکاں
در بین بستان اگر خاکے شود کم

کہ خواہد خاک پر سکر دا زین درد
 نظایلے پر سیر کیپ قدرہ پوشنہ
 کہ زین غفل غبارے را برآرد
 بایں خاک ہوس آکودہ بستیز ۱۹۰
 غبارے شرک اور شے زمین گم
 تختیلی کُن بایں شر عوں اندو
 نمود چند رانابود گردان
 شب خوں پر سر شور پیدہ حالی
 غبار ہوش از منظم برافشاں
 جگا پ ماه و رشک روز بنا
 خلیل در طاق ایں کسری بیگن
 بھم بر زن بساط آب و آتش
 اچبیل ضلالت را بنن سد
 محمد مُتّد را رسول اللہ دام
 مرادهم مسند درج در امتی دار
 دلِ حبیب دین صنم خواهان بخستی
 ہدایت را سپندرے دود کردی
 صنم خواہ دگر را ول بر بجاں
 دریں دکان سپندرے احتیاج است
 نمایک شعلہ در ابستیا غضم
 زنگرمی دازمن دو دگشتن
 ہاندک جلوہ کارش تمام است
 کنغم بیکارگی خود را مندا موش

دریں گاشن اگر برگے شود زرد
 چڑھاہد شد اگر در بیا بحشہ
 فلک گرد تند باشے را گرد
 بیا اے نوح طوفانے بر ذیجیز
 اشارت کن موج پر تلاطم
 فروڈ آئے کلیم اللہ ازین کوہ
 عصاۓ اژد ہا صورت بجان
 نملے خواجہ ابردئے بلالی
 بخنت اور زبان گوہرا فشاں
 بیکے روئے جسان ا فروذ بنا
 بستے را گرٹی بازار بشکن
 بجن دکان ایں شیطان مشوش
 سرگردان کشی در حبہ آور
 گرفتہ ناکس کڑ مرد ز بانم ۲۰۰
 نظاہ کبریا از پیش بردار
 دریں پیر کمیں تہشیکتی
 فسون ہند من ناپود کردی
 بستے دیگر دریں رہ خورد گردان
 بیسے رختہ ہدایت بے روائج ا
 من اکنون خود سپندرے ایس تاعم
 بیسے جسم دریں ناپود عکشتن
 دوئے دارم کہ خوبے را غلام است
 پچور بیا اے ملاحیت بر زند جوش

چو در عشق تو حب ۲۱۰ نفر یا یئے باشم
کلام میں کہ پا بر حب یئے باشم
حکایت

تمائے در آن دیوار اسکردو
پچ سینه هوندی در محبوں اثر کرد
که ول از بند خود یکبار برداشت
نه از راحت نه از کامش خبرداشت
وش از زندگی شرسته می بود
خشش سرگرم خواهش زندگی بود
علم پیروں ز داز سیما پیش آس ورد
فغان برداشت بسیداد فنظم
همه یک دل بتد پیش دو یه نه
نخست از مردی و جوش زبلانے
ترجم راشیفع خوبیش کردند
شب مجنوں و بسیدا رسیش گفتند
همان کا بسیدان و خواری نمودن ۲۲۰
از آن سربسته ختم تبعید کردند
ولی محبوں در آن جمیع گزردانست
و گزند از عشم خورم نداند
سخن القصه در گرمی در آمد
بمیران مررت خش راندند
که مارا نیست تقصیر بیهودی بیان با
کنم ہینک درخیلی میتیا

خود آسی بے چاره سر پا بخوش است
خود افسون خود و خود خرابی خوش است

حکایت

برآمد پیش از باد دل تنگ
بدامان سلیمان نے بزوچنگ
بازار ارا، امیرن، ار فرمود. ۲۳۰. حضور با وجود پیشنه برآورد
وزال پیشنه اگرچه ظلم ره داشت
و قسمی پیو قوب تا خود مند
فرمود که از بغير از اختیارت پیاده و شست
باهم در ساختنند از فطرت خام
نمی‌شوند مجبول را که است است
دل و بیواند اش و قیمه عشق است
نحوی عشق هستی برستا بد
محبت خود پستی برستا بد

رجوع به محض اطعه

زین بوس حضرت سید المرسلین صلی الله علیہ و آله و سلم

من از خود سیرم ام تقصی و جانم
برهم سرایه از حشیش غلطیست
شکست افتد درین مشت خیل
ازین مهره که برپردید باشت. ۲۳۰. چه ظلمات ها که برجانم روانسته
بهرجا عشوہ زنجیرے گزر کرو
پسندشی در بونا خوش آهنگ
بنوچیدم در آندازه که بخوبی
بهرجا جلوه گر اصل وجود است
بهر سو جلوه اصل است پیدا
هیا نه است بله تاویل و نیتیز

لے مصروع وزن سے خارج ہے۔

در خیم پر و پو شیده دارند
مفت ام و هم خود را عین گیرم
بسناد فی و کردی در چه افتم
فنظر ناکرده و عوامل کے ابشارت
در ای کشتو بیسے و دشمن ضمیرم
باندک نشانه باکی نشاید
از آن جوش است چنین قل و قلم
کچا تفصیل اسم را گزارد
دل از علم صفت اتش کام گیرد
سر را مانی و نیاد امال
گمان بعد از شیوه سبب نیست
که باشد گرد و مراز جام صفت است
که وقتی عاشق شویده خوش باد
بروی از شرع حبند فرزانگی نیست
بروی از شرع دنیسکی عاشقا اللہ
در و نصرت بیسے قریب میل است
اوی ایشسته هاتی مکروه تر و پر
پر مطلق رومقیمه ناتمام است
بجولانگاه و رانش را سخن آئی
دری مقصود است از پرورد کشاید
هم و پیدا اگر دی بکم و کاست
ازین آیینه زنگ خود بانداز
حال دوست را آنجا خور است

سعاد اللہ چنین گرگز از مرند
فسون اهر من از جاں پن پرم
بجفت بگرفته شش از ره رفت
بیار و شرود بیت بُر تک است ۲۵۰
بر سریم علم توحید از خبرم
دلی رسمش بتزییک کے نشاید
گرفتم عین توحید است حالم
چون بر ذات بر دل حمله آرد
در آن خوشی که ذات آراء گیرد
دلی علیست در دل مندی عالی
چنین دل گردو هم که عجب نیست
ازین معنی بحر صورت مرند دست
کشد بار از درون پرده فریاد
هشوزم رخاست و بیانگی نیست ۲۴۰ طریق شرع حبند فرزانگی نیست
نمیم ایم چنیز که اندیزیں بردا
به نام شرع اگر اندک جمال است
چو قرقی به بینی گوشته گیر
نزاده تبیید صورت کا زنگ است
چو در حبند وجود از خود در آنی
چو فرد ایا طعن از ظاهر برآید
بر آید آفتاب است از چسب در است
تو اکنون خاطر از هستی به پرداز
عدم شوکنند ای مراد است فر است

امانت دار بجاناں جزو عدم نیست ۴۰۰ عدم در عرصه لوح و تسلیم نیست
ہیچیشہ خلوت اذ کو نین دارد
از ان سند ما یہ نور عین دارد

شیخ بدل

از حسرت و بازماندگی از مظلوب

ز خود گنج دو عالم را نہ سفت
دلا تا چند از زیں افسانه گفتن
چو بلبل در قفس رفت اص بودن
دوئے تقاضش لوح بادگشتن
گھے در خود فشنروشی را سپردن
گھے چنگی حقیقت ساز کردن
خود اندر کثرت از سب سسته ای
بیکے زیں باد سپیاقی فرد آ
فرود گرت از فتن مراد است
جهان فانی است بر فانی منه دل
چو بگستی ز خود بند جهان را
شندی در پرده تضییق و تسلیم
سبق از عسلم از حملن گرفتی
چو در بحیرہ یقین خود را سپردي
ولدت زال بے نشان آگاه گرد و
ند را ہے گر نظر افتاد گز ندست
گھے ماند نجومت دانع بر دل
گھے فکر ت پتعییل انگمند گوی

۲۸۰ از زیں مشتب تندب بند ب محفل
گرفتی پرده نور لا مکاں را
بروں از فکر و استدلال و تعلیم
ز دست موهبت ایماں گرفتی
ز هر صنع ب صانع راه بردی
محبت مقتد ائے راه گرد و
شود در تسلیل پائے ہندست
شوی گاہ از طبائع پائے در گل
چو جسمانیہ در وہم آوردی روئی

زہسے ذریقیں دانتے کارش
 ہمال بسادہ لوجھا مارش
 دل اندر خبر صادق نہادن ۲۹۰
 زماں صدقی محبد وایس مادن
 ز طور عقل خود بیں درگز شتن
 اپیں صدقی و محبت تیز رستن
 پسان قظره در دریا شکستن
 دگرہ سر برآ در دن ن دریا
 با حکام شرعیت سر نہادن
 بکلی از مراد خود بر پدن
 بطور عقل دایسان راه بردن
 عجز آساز ہر چوں و چرا در
 جمال قرود سوا س دیدن
 عدم خواہی ذہستی سرد بودن
 رہے بے راه روایجا ہوید است ۳۰۰
 پیادل رخت از بیں تجاذہ بردار
 نامی و تجیہت لال بنیشیں
 که از قلب سلیم آمد سعادت
 ذلکی اثبات الا اللہ یا بی
 دم آحسن نہ مجده بگز رفیت
 بو تجیہت پیدا یمان انحصار بے
 چوردم می تو اند بو دت آخر
 بشو مستعمری اندر فی و اثبات

کمن تا نجفی است نجیرا فات

داستان

سرم در خواب و دل در کامرانی

بیشے خوش دل تراز روز جوانی

در آمد پیکار میدم دلادور ۳۱۰ نیکے یا قم مقصود پرورد
 بیکار سعادت دید و پشاخت نظر چوپ از چیز باز پر داخت
 چه خواجه خزان اسرار را دید گرامی خواجه احراز را دید
 سخن از بے نشانه نشانی اشت سب اندر صرفت گوهر فشانی اشت
 که دلها در ریش آمد اسرانداز بگفت آن شاهد خلوت گه راز
 بجان عشقیان حسنه آرد گهه از حسن صورت سر برآرد
 مغضی گرد داده دے گرم بازار گه از صورت پیش آمد شودار
 بروی از جان و تی و خود شعر کرد هله آن را که در جانش اثر کرد
 پر مقصود خود از خود پداخت شعایر جان دثار تن پینداخت
 ز خشم غیر نپهان نیست ایست پیشبر چوپ ز سرش پوچه برداشت
 ظلمی لازم آن نامور ساخت چودرانوار کل شد مخوناچیز
 بهم پر ز د کان و هم تمیز نه ز خود بگزشت و گوئے مردمی برد
 ایست با ایست خواه بسپرد که این طلم از بین بسیار باشد
 که بند بے صفت بیکار باشد تکبر تیز و صرف ناگزیر است
 مقید خود بنا چیز کے ایست شهابت رفت و آمد بے نهایت
 پوکبر است ایں همتر از خیانت در آن شب که نیم بخت بیدار
 ز بی ت معرفت گشتم خبردار پر صورت پستی حنفی ایاص بودم
 باندک زنگ و بورت اص بودم پرآمد رساله کیم خواب دیدم
 بارشاد بیکم باید رسیدم و سے زال با وہ خالی هست جام
 هنوزم اندراں بازار راه است هنوزم اندراں بازار راه است
 مگر ره بایم از احسان خواجه کنون دست من و دامن خواجه
 نهایت در بدبست از تو دیدم چودراقل هدایت از تو دیدم

قوی دل بودم از خلق کریست
 در آن در بیان کشید و داد
 وجود خواجه ماند تا قیامت
 بردن ماند همیشنه ز خاشاک
 غایبت ایشان در راه دیر است
 بایس خواری که می عینی نشاند می
 تو خوش بشیش در ایوان کرامت
 من اینک در طلب اندادم ۳۴۰ باستغفار و بارب ایستادم
 پسند آردی باندک خذر خواهی
 کیم سامان امید و طلب بود
 بنور غیب دیدی اینچه دیدی
 نشاندی در دلم نخنله ز خبر دید
 فرو ناید سرم برسد دکانے
 کزان مخفی بیا بهم دلخوازی
 گره هابسته دارم حمله بکشانے
 بس محتاج و بسیارم طلیگوار
 شکستم از خوار بی نصیبی است
 نمی دانم که این سو بر آیم ۳۵۰
 از این عنتی شیش از که پر سرم
 سیمان زبان دار از که پر سرم

حکایت

زیست را چو در خواب بید روز
 جمال بیسفی آمد چگر سوز
 نمی دانست کان مر را چه نامست
 مقام خاطرا فشد زش کلام است

دمانخے در ہوا شور بیده می اشست
 نہ از معشو قس آگاہی نہ از خوبیش
 بروں از شش جہت دل در تکاشا
 فروافتادہ و چوں مردہ می بود
 دل از حیرانی و جمال از جنون رست
 نہ پیسف می شناسم نے مقامش
 نہ کان خلا ہم کہ بیسفت رانشاید ۳۶۰
 مگر در خواب بینم روئے بیسفت
 قبول چوں منے بسیار در است
 شوم در بست شکستن چیت چالاک
 بہر خواری کہ باشد در خور آیم
 گدا کے رہشیں گردم دریں راه
 کہ یا یم بیسفے را گاہ بیگاہ

مناجات

در آں فهم کہ می دانی فزوں بر
 خداوند امرا از من بروں بر
 نمود من که روپوش وجود است
 زیان بند و وحد گفت و شفوت
 نجست از اسم المون اثرا فلت
 فرد آمد پر تحقیق سعادت
 بخلوت گاہ امیان وارد است
 از پر مهان غیبی نور ایم ای ۳۶۰
 شہر بود از اورچ عزت پست ترشد
 بسلطان ارادت تاج سر شد
 طسم مکن از انوار و اجب
 بیک بار از خود افتاد این عمارت
 جو پرے در پرے شد آں نور شہادت

بِقَصْدِ لَا مَكَانَ كَرْ دَنَدْ پُرْ دَاز
 نَرْ مُوْمَنَ نَرْ مَرِيْمَ نَرْ شَهِيْمَ
 بِكَنْ فُوْعَنَ كَرْ دَافِيْ حَسْلَوَهْ دَرْ كَار
 بِرْ بَشَانَ بِرْ قَعَيْ يَا صَدَهْ جَهَارَت
 بِرْ سَتْ نَفَسْ وَشَبَطَانَمْ كَرْ فَسَتْ رَ
 بِرْ دَوْ آبَسَنَدْ دَدْ جَوَلَانَجَهْ نَازْ
 بِرْ آنَگَنَ بِرْ قَعْ دَدْ جَلَوَهْ دَرَكَئْ ۳۸۰ عَرْ سَانَ جَهَانَ رَأْ پَرَوَهْ بَكَشَائِيْ
 دَرْ خَواهِشْ زَبِيبَ كَيْ كَشَوَدَمْ
 خَطَلَ بَرْ دَشَائِيْ إِيْ بَيْنَ وَچَراکَشْ

نَهْ دَمْ دَلْ بَهْرَ فُوْعَنَ كَهْ باشَمْ
 بِتَسِيمَ كَارَمْ دَاهَدَاعَسَمْ

در پیاں نسیم دست حضرت شو آپا لش خرقانی

قدس سرہ العزیز

بِيَعْنَدَهْ اَنْ خَوَدْ وَبَابِيَتْ خَوَدْ وَدَرْ
 زَبِيسْ كَاثَارْ جَذَبَهْ وَسَتْ بَيْنَهْ
 زَاحَدَقْ بَنُورَتْ نَزَحَانَهْ
 شَوَرْ فَرَنَادَهْ دَسْتَورْ رسَالَتْ
 زَنَدَهْ كَشَوَرْ دَارْ فَتَگَانَ تَسْخَتْ
 هَرَبَابِيَتْ بَخَشْ روَآ وَرَدَهْ اوَ
 چَصَادَقْ روَا زَبِيسْ دَبَانَهْ بَنَافَتْ ۳۹۰
 دَوَاسِپَهْ خَرقَانِيْ اَزْبَشِیْسْ رَانَهْ
 نَبِیْمَ تَرَبِیَتْ اَزْرَ فَتَگَانَ خَواستْ

دَلْ كَهْ جَشِیْمَ كَهْ بَنَیْتَهْ مَسْتَورْ
 بِرْ دَوْ اَزْ خَوَدْ مَهْتَدَهْ بَرْ گَزَنَیدْ
 كَهْنَدْ دَرْ بَیْنَهْ مَگَهْ رَنَشَانَهْ
 دَلَشَنَهْ اَبَیْسَهْ تَغَرَرْ رسَالَتْ
 چَوَزَبِیْسْ دَبَرْ فَنا بَهْرَوَهْ كَشَدَرَخَتْ
 شَوَدْ سَلَطَانَهْ خَانَ دَرْ پَرَدَهْ اوَ
 چَصَادَقْ روَا زَبِيسْ دَبَانَهْ بَنَافَتْ
 چَوَطَفَرْ اَنْدَرَانَهْ مَهْنَدَلْ پَلَافَشَانَهْ
 هَهَانَ دَرْ تَقْشِنَدَهْ بَهْ كَهْ دَكَاهَتْ

بر پیر غجر دانش انسال است
علی الحق مرشد مطلق الا است
حت را آباد می دان آدم آباد
که علک قی کنند این پرده داری

بنظا پر پیش از ببر کلال است
علی الاظهاری رشد از پیش گاه است
منوداریست فتش آدمی زاد
و لیکن سنت است گشت جاری

حکایت

خست از بی قراری پرده پاشت
گنگه جزا این درست نبودش
زند و خوبی بش دست و پائے
چون خشنل بیقراری بار و در شد ۲۰۰۰م تصر عما پنهان کارگردان
مرید پیر مرود راه کرد و نماد
مرا دش را بصد حبان مادر آمد
هوا می وصل و هم خواب و هم آن خوش
بله از یک طرف چند ای پول شد
سلوکش از محبت منفعل ساخت
زیارت آزاد و نگران شد برگ
نشان خیرت از عالم بپانداخت
بخر من گاه شادی دست بکشاد
خس افتاد در چشم آفت انگز
۲۱۰ بسیاری کی در آمد پیش جاده شد
لطف را فتا و بر خود ناگهنه نش
دلش شد تیرخست را نشانه
پئے لطف راه پیش دیگر آور د
ز افیم شهادت چیست گزشت

زیخار چون دو ائمہ پیغمبر افراشت
ز خواب و خورد فارغ شد وجودش
که از این شیوه نکم دو جائے
چون خشنل بیقراری بار و در شد
ذمام و منزش آگاه کرد و نماد
پدر رکارش از هستی برآمد
بهر آمد و لش از شوق پر جوش
نشر چون عرس زیپش رهیم شد
فریب رو زگارش نگفتم لستخت
فرد بار بیه بے پان نگر گے
ز کو ورنج سیل قد برافراخت
برآمد تیغ برکفت بر ق بیداد
زیخار اد را صحراء که خون ریز
جهان تاریک شد چو تار گیوش
چو ظلمت بست پیش از این آتش
زنایش نگاه جداد و اند
دلش کز تیغه ترکان پرآورد
به پرواز آمد آن مرغ ہوس گشت

سروش غیب کرد امید دارش
 آن چو گه به گه خود سند می بود
 در آن در دیده نہ ساده بودند
 فردوں می کرد ہر ساعت ایوبیش
 پر یوسف دست در آن خوش می گشت
 ۳۴۰ چد حاصل شد ازین همیر تهدید است
 بتور ہر لحظه خود را می نمودم
 تھی از داشش و از من کرانه
 در آن در دیده امید می دخت
 پردوں از پرده بیند و ببر خوبیش
 بہر سر آرد می اتصال است
 زکنخان ماہ کنعنی بدرشد
 زیجا گشت ازین معنی خبردار
 بلارا در طلب گاری در آمد
 بمقصود و گرشد رہنمایش
 ۳۴۰ نظر با جمله در پنیک و پدش بود
 بدست آرد ده حقیقی تو کل
 تمنا گیر شد دست گردانے
 بناز و عشوہ می بود اختیارش
 خود آرائی درسم ناز نینی
 زیماں می کرد عشقی بوالعجب را
 سروپاٹے نجبل حبیله از اخوت
 حجاب جان یوسف خواه او بود
 بغیب افتاد با یوسف دوچارش
 در آن امید روذے چند می بود
 سوئے غیبیش دے کشاده بودند
 خبر می داد چشم غیب سبیش
 چواز نور یقین بے ہوش می گشت
 هر دس غیب می گفتیش کاریست
 همان درگام اول با تو بودم
 تو باعزم می شستی غافلانه
 چواز از خود خبر می یافت می سو
 ہوس می داشت کیم چشم فناکیش
 بلے ہر ذرہ مشتاق جمال است
 بنگ که چند ب عشقیش کارگر شد
 چو علک هصار از وشد گرم بازا
 بقصد جا در حسره بیار می درآمد
 شد از سرمازه آثار جتوش
 چباب چند بیش مقصد کشش بود
 چکشت آموز گارش مرشد چکل
 زوائے بافت جنس ناروائے
 سبب می دید چشم خام کارش
 خرام گیو می داشتیش بیینی
 خدل می داد آئین طلب را
 جوانی و جمال و بیش اند اخوت
 ہے زال حجله سنگ را واد بود

نظر بند دل آگاہست ایشیت
نحو دندش کر سنگ ائمہ ایشیت
ازین ناجیت سرو است باز
تو بند بیرون یوسف بند سیار
غرض تعلیم غیبیش کرد ناشیه
پس پایه پایه تا ایوان تو حسید

اچھا و نیازمندی احضرت خواہما الہین محترم نقشبند و خواہ احرار

گرفکر رسپیدن ناپسند است
ہنوز ایوان استغنا بلند است
شوی صتبیاد چوں من ناپسندے
گر اے خواجه اندازی کمندے
کرنے مردم نہ استعداد دارم
بے ای بدی بے بنیاد دارم
متاع کت قبول فسند ندارم
شکار لاعشرم بے محبت علام
اگر کاریست لشکن اللہ ایشیت
کساد بیانے بازارم لقیشیت
باں درخاک و خون افتاده میتیز
ذمہ نے حبیۃ اللہ برخیشہ
و رام کن کہ اقبالت تمام است
قبول تو قبول نقشبند است
دو پیشہم و نور بیانی نگانہ
و گر باشد تفاوت بیشیہ است . ۲۵
پدر و شنی چراغ از سینہ تیت
درآں پر شود پیشہم حبادوانہ
ہمال یک خواجه در گفتگو تمام است
پہما الہین زیل نقشی بلند است
و زبانہ پر شکر زین نام بادا
مرا در بندگی چوپائے بند است
نہ بین در بندگی اے خواجه کیرہ

دریں دونخواجہ دلپنڈم بیکھے شد
سرقتندم بہاالدین نشیبین است
تو می دانی کہ عذرست بہترم نبیت ۳۶۰ دریں رہ عذرخواہی پر ترم نیست
معاذ افند کہ استغنا بجیم
ولیکین فڑہ در خلدت آباد
محن کو فڑ کرم خود عذرخواہ است
وگر صحبت دریں رہ یار گرد و
زبان در گوھر افشا فی در آرد
بردن از خجلت آنجاراہ یا بم
ابوالوفت دو عالم قطب ارشاد
زمتنی در جنیپ افکند اشوب
پری تیکین مشتا تان دیدار
در آن آئینہ می یا بم محقق ۳۷۰ سوادمن رائی فتور آلمت
فتانی اللہ خواجہ بیں بلند است
خیلی خود حق را در زمانه
نمودش بر نخے دان در بیانه

در جھوٹ و پیان هر انس سلوک

چنیں گوئیند دانایاں اسرار
کو مشتوق از ل در هر شورے
سر بر فرذہ بینائے جسد است
هدار بودش از فور شور است
شہود دوست پہاں ہر لے رست

زاصل دشروع ہر معنی خبردار
ز غمازان نہاں دار ذلبوئے
دل ہر قطہ در پلے بحاست
شہودش ما یہ چپن دین نمود است
ہوائے دصل ہر بجا صلے راست

دلے انگنده بر جانش جا بے
 شدہ بنیاد ایں دبیانہ گشتی
 نہادہ حصل کیں بازار دنیز دیر ۸۰ م
 سراپا کشور آفات علم است
 زکریب بخیال فکر و دسواں
 شود در خود رازی لی مع الحمد
 بیانین پر انداش خواه پر باید
 طلبگاران چنیں افسرده گردند
 یہیں خود ماندہ افسرده چند
 بر افراد ز دریخ علم یقینیش
 فراموشی بر افتاد در دخودش
 نیم شاهد لاریب یا بد
 ارادت سرزندی خواست ازور ۳۹۰ بر دوق شستی خاست
 بازوئے ارادت پر دو جیب
 در آں هستی ب غیب افتاد گزارش
 چودر نور شهد از خود بر آید
 بگرد وحشیل باز اماش
 در آں مشهد ب فرشته آرام یا بد
 در آں دیدر جمال بے نهایت
 پ تکینیش ندارد پیچ کارے
 یقینیں آں دید داں شورش ازان بست
 درین مکن نمودے اذنگاپا است

در پیان عقائد دین و سر از طسلوک راه چهیں

هدایخدا هست ده حذب الائی
نمی تواند از فضل باود شایی
نخستین شرط این سودا یقین است ... دوم سرای بیرون سود و بین است
رفیق نسقت و راه جماعت
بروی زاید ب محضت کارگردان
قبول حنا طرسند نشیمنی
قدم از حباده بد علت کشیدن
بنزیر سایه اش از خود ره بیدن
مرادش و اشمن از جان پستان
بغیر روح ربی متناسب
بقعده ش شریعت خرمی نیست
اویسی مشرب و عیسی زباند
و حین طبع داز گرفته گوهره از اصل معادن
روه سنت په چپ لالک شتابند
نصیب از خواجه کوئین بایست

در پیان استفاده و تربیت مهنوی ان روی پر فتوح نبوی

طلبگاران ستری نسخ الله
شنبیدستم که مشتافتان در گاه
خصوصا کاشفت راز مهندانی
بنخادست در بدایت کارش این بود
که بودش و او جان نام اویس
اویس آسا ازان گزیر غذا بست

کیم من کیم ہو سگ بسرو دماغم
 دل از ذکر او اسم شاد گزد و
 دریں ره قدر خود حبندان نداش
 زیانم زیں تلفظ گر حبید نبادست ۵۲۰
 که جان ارجمند للعسا لمین است
 دل اندکشم دجال سرگرم ایں کنست
 قبولش گر پیا بد در افتادت
 دریں سودا دے دیگر کشت یم
 شیفع آرم روای دوستاش
 پهلو بکرد خمر عثمان و حبید
 په صدق و سوز پور بونجت فافه
 په شامم تجریت د تار بیکی غار
 بخوارے کز فشنیش وا قربادید
 په دار و گیر بزر و حرب خندق
 په آن شب کز سرے ام مانی ۵۳۰
 په بیرون رفتی آزاده ازا ده
 په بیده آنکه می با بیت دیدن
 بفقرے کز خودش در پیش می اشت
 باں دم کاو د دروز شفاقت
 که ایں غافل کشا بد چشم ازیں خواب
 نه در قرن اول آشیانه
 ز آسبیب زمانه فارغ البال
 من ارجید دورم از بخت بیه دل
 کنارے غیبت در بای کے قدم را

پیا بد لند ایں سودا چشداغم
 دماغم زیں ہوا آباد گردو
 که در دل خشنل ایں سودا نشام
 سرم بخواست صبید ایں کنست
 هم استعداد بخشید هم سعادت
 روم از جانب ویگر در آیم
 مد خواهم زر روح پر روانش
 به ایل بیت و اصحاب پمیر
 په علم و داشت ختم الحنفاء
 په آن خوش عنکبوتے خبریں تار
 په آشوبے که دشت کھر بلادید
 په روز فتح د نور شخصی حق
 په آن شب کز سرے ام مانی ۵۳۰
 په بیجان اللذی اسری بعده
 په بیجان اللذی اسری بعده
 په بیجان اللذی اسری بعده
 سرا فقر فخری بیش می داشت
 کند تد پیر مشتبے بضاعت
 در ایل حیر خایت پر داشت باب
 او بیش ثانیش خواند زمانه
 په بیشم ما ضی و مستقبل و حال
 تو حال سر مری داری چمشکل
 په طولی است باز و کے کرم را

۵۲۰
مرا گرچه سراسر کار خنام است
تامام دان که این سودا تمام است

مناجات

بخدم درمانده ناکارشناس را	خندیدایا ایں غریب بیلے فوارا
بیک رودی رو در جت چویت	پدایت کن رهیے لا بد بسویت
ذلک از هوس فنا رغ نشیند	و می از نیک و بد آسوده بیند
مکن یک لحظه زال فهمت بر فرم	اگر در نعمت عینی سکن نم
نهادم ول بلا کو پرده بردار	بل اگر حساز کار کا بد درین کار
بحمد اللہ که میں عالی جنم	و گزدیں هر دو پیروں شد خایم
روم بحدست ستار طریقت	بده پیشکده در راه حقیقت
ز نور قوبه رو فتن ده بکارم	خشنت از محصیت آسوده دارم
به آسانی ن کارم عقده بکش	چو دول در رغبت و نیازند رائے
مرا گزار کایم کار زد خواه ۵۵۰	بحن از زشتی ایں کارم آگاه
سرم روشن ز نور صس آگهی دار	سبب پیش پیش از بیش تهی دار
پر مالا بید خود فتن نشینم	برای دارم که آزادی گزینم
روم در این عزمت ز نم چنگ	شوم از خست لاط خلق دل تنگ
و هم بر با دنیا می این داں را	بیادست نازگی خشم ز دان را
شود موجود بله من آشکارم	چو در زنی وجود افتد گزارم
بدر گاهیت بر مرم روئے مناجات	دلے قادر رغ ز احوال و مقامات
ز بالیست خود از خود بر آمیم	پیش و چشت و چیزی بکشایم
بر آرم در جهاد شیخ بله داد	دگر نفسم مرادی را کشند بیاد
شوم در انتظار دولت خویش	و می بُردن ذ حل قوه خویش

سرمه مستقرق بحسبه بابت ۵۶۰ دلمنشاق انوار تقایق
 پتقدری الی شاد باشم
 سرمه بیم نهم نیک و بد را
 چو بپرول شد ازین شنید وجودم
 بگر خسته باری راه بودم
 می در باد گرد ارم زبان را
 پسرگرمی آن شیبیں تراهم
 داغم پرورد جیب تجیل
 شوم داقف ز اطوار نگهداشت
 پنهان چنیده و تندیده حنا طر
 و لئے از حضور غمیده آزاد ۷۰ ه شهدارندۀ خود را کنم یاد
 پس آنکه در پله تحقیق چندلاص
 و فلم گوید که سودا کے ندارم
 پرول از خواب رفتار پیست هارا
 گهرزین کار پنجزد غب رم
 هجوم بازگشت از من بردنگ
 درین جبریت که فخرش تو امان است
 نموده آسب جیوان در سیماهی
 سواد الوجہ فتحدم ناگزیر پیست
 مردانی فقر بپرول کار خمام است
 پیکن فقر است نقمه بیان آگاه ۵۸۰ ه
 اگر در یاد که در بازگشتی
 ز چندین نفی واشباهت ذهنگداشت

دنبیں خرسندگی آزاد باشم
 براند ازم ز خود بپیاد خود را
 همان انکار من هرگز نه بودم
 ز مردن پیشتر خود را سپردم
 رسائم اللہ اللہ گوشن جبال را
 بیباشم در سماع عاشقانه
 فت در درکشود دانش تزلزل
 برآرم وست در کار نگهداشت
 براند ازم نمود است همنا هر
 بیخس نام ادی گشته خواص
 بیخس خشقش تماشے ندارم
 په سودابیش سروکار پیست هارا
 پتحقیق افتد از تعقیب کارم
 عروس حمید نم در بر کشتنگ
 ز گنج بے نشافی صد نشان است
 دل آشکسته را نور الی
 آشکسته دل درستی قیصر است
 درین فقر اشوم راست تمام است
 جزو ایں پنداشت همیدان اندیشی اه
 په پادش داستی هرگز گشته
 غرض فقر است و یاتی جمله پنداشت

ز آسیب نشان منندی رمیدن
 همان در کار فنی غبیض بودن
 نفس را در دم آگاهی نهادن
 پیشان بودن از چشم پر اگسد
 مناجاتی در ای نفی و آشاست
 نه دیده مسدم دنے دل خبردار
 جهت را بامشاهد کرد نابود
 بجند نظاره بجانان ^{۶۹۰}
 خود از لطف اگن نام و نشان نه
 فیات المفاتیح مهمنوع المفکر
 دل آگاه دجسمان آرز و مند
 گلے چرخار حسرت و نظر نیست
 پرام عاشقی فتاویگان را
 پر استغلائے مطلب راه بروان
 کسے رانشر کرت اند رویش و کنم نیست
 سخن کوتاه که جای گفتگو نیست
 نه آں را شپه دنے این رانحو
 مجتت حنا ^{۷۰۰} فارغ زنحوغا

ز کثرت دود و از نسبت ترا
 پیان نسبت فتح راهیں پر طلب بجهش پیش
 طلب تشرییع طلب حقیقی
 پیانم را چو تو فیض رفیق است
 گزشنخ از خود اول شرط کار است

خطوط نفس طلسمی کدام است
 چه ذوق علم و چه حفظ مقامات
 دل خود بین که خود چوپ بست پرست آ
 مراد دوست را آمده باشی
 به کلی میل ازین تجناه بردار
 و مشوقت هم استفاده رو
 نه صورت، ماند اندر دل نه معنی
 بیند از خرابی در عمارات
 که از سیل فراخفت، اشت بجنوں
 کند بکاره عاشق را سرماوش
 دور وزیرے در امانت فاریش بود
 که در عالم نیا بد کس نشانش
 مبارک حنوت غیرے دران نه
 زمانی و توئی نام دنشان ن

در حقیقت شاهزاده رویت سخن گفت

پیشتم و دل گرفتار حقیقت
 و صبح کشف تاشام نهاد
 به قسمش جبان نور مصادر
 ز فوق عمدش تا حد علام
 نه در صحراء غیرب شنید
 علی الحقیقت زین قسم اتصال است
 در نگ و جیز و اشکال خالی
 خبر داره ان اسد از حقیقت
 چنین گویند کا نوار تختی
 به دیگر درسته آمد مقرر
 بیکه در صورت محملوق ظاهر
 متعبد نیست این قسم از سعادت
 چو در صورت بودگر در شناس است
 همان در کنوت نور می شانی

تعالی اللہ ذہبے نور عسلی نور
 چچی حسی چچی مٹالی جملہ صوریت
 بروں زین اسم پشم سر نہ پنید
 خلاف آمد کہ دیدہ بایند دیدہ
 پہنا دیدن کند قافون خود ساز
 بجز پشم نیقیں اور اکہ دید است
 ۶۳۰ پوچوں جرم خور در حشیشہ خور
 وجودش لیک پو شیدن نیاری
 شہودش دا پیں نور صفات است
 شاہد نیست جز قلب شناسا
 بچشم سرد ہر دھنلے دریں کار
 بردنے روز انوارِ صنمہ ٹر
 بجز رخسارہ حبائ آگاہ بنود
 کہ دیدار خواص آن جہان است
 پہ دیدار و به دیدن کہ داشارت
 عبارت از شہود صوری است آں
 پئیت یکم در د دوری است آں

تجلی صورت است از زیری و شکنے در
 بلے مری چیز ظلمانی د لوریست
 کسے زین حبلوہ بالا تر نہ بلیند
 شبہ معراج چوں سلطان گزیدہ
 حقیقت اپیں کہ در حقیقت ایں راز
 کہ ذات حق بغایت ناپدید است
 ظهور ذات حق در تکب النور
 اگر چچہ بدم خور دیدن نیاری
 تجلی بلے گماں نسبت بذات است
 ہمه در پرده انوار اسما
 ولے در آخرت سلطان غفار
 فتد در موطن تبلی الشراڑ
 بجنت آفت اباب د ماہ بنود
 مرا با جملہ تحقیق آنچنان است
 اگر عارف بہنگام عبادت
 عبارت از شہود صوری است آں

دریان تجلی معنوی و فنادر وحدت صرف

چواز صورت برآید ساک راه ۶۳۰ بجان مشتاق قربی سع اللہ
 خشتیں حبلوہ معنی رہ باید
 بیشند و دست را در کوت علم
 فنادر وحدت صرفش دهد دست

دریان تجلی معنوی و فنادر وحدت صرف
 چواز صورت برآید ساک راه ۶۳۰ بجان مشتاق قربی سع اللہ
 خشتیں حبلوہ معنی رہ باید
 بیشند و دست را در کوت علم
 فنادر وحدت صرفش دهد دست

قادر وحدت صرفش وهد وشت کشیده جام و از ساقی شده است
 خوش آس می کافگند پرده نکارم بروی از پرده بخاید نگارم
 دل از جام و صراحی سرد گشته دخود دز گرمی شبیس گز شسته
 بلانگه ز سر و می مجلس آرایے پیخته ای و خبیری زده ای
 زنگ خود پرستی چند رسته قاب فگنه نده و تنهان شسته

دریان مجتبی ذاتی و فنا و پیقا

روزه چوں از بیکشود بپاید دش در کسوت و بیکر دد آید
 فلکے لم بیل داده شکستیں ۹۵۰ بغلے لم بیل بیگر فتنه دستش
 پداست آیند افتد مقابل تجلی خواه سرست و قوی دل
 به پندار نفت بالگ شته بیکتا مقابل بیکن از نسبت هست
 دل و حشم و خیال افتد کناره شود نور یقین سست نظر
 یقینه مقصد و معراج و نیش یقینه تاحد حق یقینیش
 ذہرو هم و گماں بیرون حسابش یقینه اسم المؤمن نفت بش
 یقینه تیزه گرد لامکانه یقینه حمل دید آن هب نے
 مشاعر را درین خلوت بیست درین موطن عبال آگهی نیست
 که بُر حان وجودش هم وجودش شهودش را بیسے هم شهودش

دریان مجتبی ذاتی و بخلی معنوی و مجتبی صور می علم حضوی

حضور ذات اگر در خلوت جان بود بله پرده کشف فاتی است
 و گر علمی حصو علم حضور بیست ۹۴۰ فله در پرده کان امر ضرور بیست

تجھی معنی دانند نامش
تجھے صوریش خاند سخن گئے
یکے در حسن و دیگر در مشاست

مے علمی حصہ لے شدعت مش
اگر در صورتے مرگی کشد رہئے
دو بھائیکن خمور ایں جماست

دریان بیچی عالم البقین و عین البقین و حق العقین و هراتب آن

در اطوار ظهور شش تیز بیں بود
در ایں عین البقین مقصود بیں کیست
که دار ذ دولت حق تحقیقیش
صفات و ویسات را آئینہ گفت
و گر علم است - عین حق چیز نام است
دهند اول مراد بآنگه ارادت
یقین گر نفس اذ خان و قبول است ۶۷۰
که ایں نور - نور عسر شش پر واز
ز اصل خود حب را ائی بود اور ا
اما نست دار آن نور ویسات دلیست
ظهورے دار و آن عین سعادت
بنام حق چیز زیبا حکمت است ایں
 جدا از اصل خود گیرد ظهورے
شود علم ایقین نامش خرد را
به ادر اک بسیط اشت د سروکار
کمال است اختراف عرفناک
از بخبا اعرفنا هم عرفنا است ۶۷۱

دلم دو شینه در فنکر یقین بود
که پا رب شاهد عین العقین خپیت
چور فست از خود دل خلوت شینش
چه معنی دارد از خود در گز شتن
بر دل هاز علم بسیما فی کدام است
صیح امرت آنکه از خوان سعادت
یقین گر نفس اذ خان و قبول است
شد از نور یقین تحقیق ایں راز
چو آن نور است نور حق نفس ای
خشست آن دل که فدا مخلق عظیم است
به هر دل در خود خس ارادت
تعالی اند چه حالی قدرت است ایں
چو آن نور از کثا فتهای دویے
نظر بر عالمش فہت دیکھے بد را
چو ادر اک مرکب بگشله تار
چو مجرزا ذ درک اک است ادر اک
از بخبا اعرفنا هم عرفنا است

ازیں روئے غیر ملوق است ایکاں
 فلمند گشتن از ایکاں بہ پدن
 ملکے نیست چند ای پژوهش
 کتاب لا احبت الافین خواند
 دش با پر دگی دارد نیازے
 ولیکن جلوه خلوت نشین است
 برہنہ از لباس سیم دامبید
 ازان عین ایقین عین حضور است
 و نسبتہ گوناگو زبیں بود
 یقین فارست ز آبہب کثافت
 مجر حق واقع هلم ایقین کیست
 ایقین را تبیه زیں پیشتر نیست
 شور وشن که مطلق فور عین است
 که وجد ای پژوهش آمد مقدم
 تعالیے اللہ نہ سے فور ہدایت
 چو سائل بایقین گفتہ ہوا اللہ
 ہماں ذاتش ز نسبتہ اصوات است
 ہماں سرایہ تصدیق گفتہ
 ۷۰۰ مداب اقیاد و منہ ایکاں
 ز ایکاں کرد ناہیتا کنا رہ
 مشاهدہ را ایکاں نیست چارہ

ازیں تحرید ایکاں است عربیاں
 ازیں مسی ایست باخی آرمیدان
 چواز دجھے شک آمد در وجودش
 نجیل از سیر صوری چوں برافشاند
 محقق راست اندر پرده را زے
 دریں دم جلوه عین ایقین است
 باصل خود سید آں فور جا دید
 حضور ذات در مرأت فور است
 چو در علم از مفت م خود بروی بود
 بے ناخن شناسی می شد آنجا ۶۹۰
 چو توجید آمد اسقا ط اضافت
 دریں مسحوره جزو حق ایقین چیست
 کہ در حق ایقین از غیر نیست
 دریں موطن کہ مطلق کشف ایست
 محقق شد ازیں علم ستم
 نہایت درج بودہ در مدایت
 چہ خوش گفتہ آں حکم کار آگاہ
 صفاتش در تحقیق عین فات سست
 یقینی کاند دریں تحقیق گفتم
 حضور سادہ آما حسل ایقان
 ز ایکاں کرد ناہیتا کنا رہ

در تحقیق متن جلیا و در کشف هر اتفاق آن بیان و حثت در صوف

چراغ از ثور تحقیقت شد و زان
چند اثر از معنی در جیال است
بجوش آیده چو در پیک گردیده بار
ز اطوار یقین هر سو ظهوری است
از این علیم یقین آنچه بگویند
یقین مطلق اندیشه د محال است
درین ره کشف این معنی خود ری است
چاپ هستی از جاشت بر انداز
۱۰ بردی از پرده شود اللہ اعلم
بجشن کمال حضوری هشتم جان را
کندگرد خاطر از نظر شد در
په و حبدان مجرد حب گزار
توجه علیم و حبدان است اینجا
شود چو ذکر ناپسیدا توجه
وجودش حب لکی مذکور گبرد
چه گوییم اللہ اللہ کان چه فیکو است
پ تحقیق انتها در ابتدای ایافت
مجرد از تماشا انتظار بیست
۲۰ بیاب ایس انتظار آدمی سوز
اگر علم است در علیم است و حق
زهی بگشته نجت آنکس که نشید

دگر ره در ره دل ای سخن ده ای
یقین کشف صوری از چه باشد
فردا خاطر خشند دیدار
که در هر جا جداگانه حضوری است
حضور ذاتی از صورت بجهیزند
میقد چوی همه و هم و جیال است
یقین معنوی هم مثل صوری است
اگر خواهی شود مکشوف ایں راز
دگر خواهی بگیرد در تو ایں دم
بند کرد وست گویا کن ذیان را
فیم ذکر با د حبدان مذکور
حلا وست ذکر را از پا در آرد
حضور ساده رخشان است اینجا
در آیده چو باستیلا توجه
دل از خود شید و خدست نوگیرد
و دش از نوی خود علیه و هدو وست
درین ره هر که انوار خدا ایافت
بر دل از صورت و معنی نگاریست
تماشا کن نگار عالم نمروز ۲۰
سعادت نجش ایمان حق
آسانی درین ره میتوان دید

طريقه مستندير است اينکه گفتم پيکتائی مثير است اينکه گفتم
 ز خود بپرسی مرد کن تو جدا نیست خودی گزار کلیں خود آشنا نیست
 شرود هم آنچه می باشد شرود تو دافی و قبول راه بروان

شام شد شنوی گنج فسته تقداد اشعار

(۵۴)

متفرق اشعار

از شنوی گنج فخر کواز د عجہ محصوری در مسویه داخل کرد نه شد بلکه نقل آن نسخه دیگر کرد
 بشام بحرت و تاریخی عندار ۵۲۷ باش خوش عنکبوته غیری کار
 بمحور کن فریش داشتربا دید ۵۲۸ باشوبی که دشت کر بلا دید
 بدار و گیر پدر حسب و خدق ۵۲۹ بروز فتح و نور حصص الحق
 آن شب کن سرائے ام قهانی ۵۳۰ رسیده در هفتام لامکانی
 په بیرون رفتن اذ آدازه این ده ۵۳۱ به سجان الذی اسرعی بعید
مراجع
 پیدید آنکه می باشد دیدن ۵۳۲ په بیخود گفتن و بله خود شنیدن
 در ای خلوت که چشم چاں نگخورد ۵۳۳ بجهش نظاره جانان ره گخورد
 بجهش نظاره چیزی در میان نه ۵۳۴ خود از لطف رگنام و شان نه
 لظر هم نیست اینجا جو تجربه شد ۵۳۵ فان النات ممنوع لحقنگر
 درین بستان پودخشنل بر و مند ۵۳۶ مل آگاه و جبان آرز و مند
 ولیکین بر چشیدن خون چگرنیست ۵۳۷ گلی جزو خار حسرت و لظر نیست
 دو معنی حاصل است آزادگان را ۵۳۸ بدایم عاشقی افتادگان را
 یکی در طلب دیگر فرودن ۵۳۹ باستغایت طلب راه بروان

در بیان تحقیق علم امین و عین لیقین و حق لیقین مرانیب سه

علم دو شیخه درست کر لیقین بود ۴۹۳ در اطوار خاورش تبیین بیس بود
 که یارب شاهد عین لیقین حضیت ۶۴۵ در آن عین لیقین مخصوصاً بایز حضیت
 چواز و بجه شک آمد در وجودش ۶۸۳ مدارے نیست چندان پژوهش
 حضوری ساده رخشناسی است اینجا ۱۳، توجہ عین و بعد ای ایست ایس جا
 در آید چون در استیلا توجه ۱۵، شود چون ذکر ناپیدا توجه
 ول از خود شید وحدت نوزگیرد ۷۱۹ وجودش جملی ذکر گردید
 درش از نوز خود علمی و هر دوست ۷۱۰ پیکیم افتد اشد اثر دوستی بگوست
 درین ره پر که انوار خدا یافت ۷۱۸ به تحقیق انتہا در ابتدای افت
 پر دل از صورت معنی تکاریست ۷۱۹ مجرد از نشان انتظار است

ساقی نامه

طبعی که سخنوری گزینند	۱ در پرده صبه که نشینند
در گوشش دلم فسانه گفت	عنون فسرده را برآشافت
یعنی چه مقام حیرت است ایں	ہنگام طلب خوش بشیش
چون قصه حبام و باده آمد	میدان جنوں کشاده آمد
در دامن ساقی خود آویز	دیوانی خوش بشیش
ساقی قدح که ہوش شیارم	زین ہشیاری بے فکارم
ایں کا سہ که پرس فیگون است	جایست اگرچہ غرق خون است
در حشتم بیش بیگن از دست	تا خود برادر دل شود است
محفوں تو یک سپاله خواهد	زان باده دیر ساله خواهد
من پیر کمن گداب شجاع	زان جسم عده کشند ده بکام

دنیا کے کہن شود مندا موش
 در جر عد ردم چوبے دستے
 گرد حشم مے رد تو اند
 نہ جر عد نہ بپے جر عد یا بیا
 دیں باده خم نہ ز آپ خاک است
 آں جاں کہ شنودہ بود مردہ است
 امر دز فیت متنے بر نگیز
 نہ حشر شنا سد و نہ گاوم
 اسرار عجیب در او نہان است
 نہ پار کفن نہ قیسہ رفتار ۲۰
 فند دوس - دل کشادہ تو
 بسحان اللہ عجیب صور است
 از نجحت تو شگفتہ با غم
 خود را گرد و دو جر عد سیدار

آں جب عد چو در سرم زند جوش
 عقدهم چو صحیفہ اش کسند طے
 چوں جر عد نہ مے بر بہنہ ماند
 اکنوں پئے هبہ عد گر شتابی
 این سیکدہ جملہ جاں پاک است
 ساقی ہمہ خون میں فشردہ است
 بر میں دو رہ قدرہ می فرد ریز
 رو ھک کہ شود در اُد فراہم
 این صورت تو عرش آشیان است
 نہ پار کفن نہ قیسہ رفتار
 ایساں بر بہنہ بادہ تو
 دوزخ صفتے کہ از تو در است
 من گرچہ آتشیں دماغم
 اے زادہ خام طبع - بے کار

در پاے طبیعت خرامت
 یک قطرہ ز در نہ مے تماست
 سو گند بچ بام و بادہ تو
 کامروز جزاں ہوس ندارم
 دستے کہ ز بادہ دور باشد
 ہبنوں کہ ز بھر بود سرست
 من نیز دے بہ آور مسد ۳۰
 معشو قہ بچ پند نام گویم
 در ذکر ش اگرچہ پرستدارم
 ساقی و شراب و جام گویم
 عمریت ز دست فشندر کارم

آں کا بسدم کہ جاں ندارم
 می گویم دبے خبر زگفتار
 از گفت من است واڑ چیا لم
 پانپش وصال او شود چفت
 برخیزدم و گوششہ نشینم
 از مست چنیں خبر نہ گیرد
 بنہماں کر شدہ تا بیسم
 دانم کر لی چبیل و است مقصود
 جسند خواری مرگ بندگی نیست
 زاہد شدہ مست چنہ بشست
 من جملہ شہم تو آفتابے
 آں پر تو دل مند ز خواہم
 کز رو نہیے چہ بسہ گیرد
 از عقل کنوں منه اغ دارم
 آمد چو صباح رفت مصباح
 گر شب برد - برد - چہ در کار
 ایں بار ز سرفتاوہ اولی
 چوں دوست رسد چہ جائے دشمن
 دیگر ہمہ گو کہ خود پرستی
 اے آئیں فتنہ تو گشتم
 تایشیں تو لعنة نشینم
 خدمانی و آں تموّج نور
 بودی چو حباب آشکارا

من ذوق سخن چپنا ندارم
 دارم بخیال می سروکار
 من بیده در که ام حالم
 وقت است کہ ایں جاں ویں گفت
 تو سیں کماں چوں نہ بینم
 پاں شحذہ مختسب مسیده
 ساقی من ازیں حیات سیرم
 از خلقت ایں دوست نابود ۲۰
 در زندہ سری و نگنگی بیست
 منته کہ ز پارے خم شده است
 ساقی بس اشراب نابے
 در کسوت باده روز خواہم
 عقل ایں سخنم نہ می پنڈیرد
 من پوے تو در دماغ دارم
 رو جم بچنیں نجت راح
 روز است مرا دنجدت بیدار
 ایں نفت دز دست داده اولی
 چوں ادا آید چپد طافت من ۵۰
 اور ونی دین و حبان ہستی
 اینکہ من ازیں نسد گز شتم
 لیکن نہ چپنا پچھر وٹے بینم
 چشم بد و نیک از بیان دور
 زین پیشیں په خیله بجن را

نه نقش دند نقشبندی بود
 آنچه نهاده از جمیع بود
 این مشت خیال را فروپیں
 امروز درین حسنه اب بشییں
 جانم به همان زمین فتاوی است
 اینجا تنم از چهار و قضا داشت
 من نیز بجنایم به رفتار
 ساقی می نقشبند پیش آر
 دارم به همان زمین سروکار
 من صید توام کمند پیش آر ۶۰
 آن نیست که آورده باش او
 هر چند کمند عذری بود
 بر لاشد خرے چه کار دارد
 آن ہوئے ختن شکار دارد
 در حلقة آن کمند فانی است
 عطاء که نقشبند ثانی است
 در چشم آن کمند آسود
 آن رشته که پارسا قلب بود
 در چشم آن کمند بنها و
 آن خواجه سبند گان آزاد
 من چون چو سے چنیں نیارم
 در گان نمک سگ از شبند
 در چشم آنکه سه یار حپار گرد
 خشته شده ام که این نحو قصر
 یک حمام از بیشتر که دارد
 بنی می که دران زلال نوشاں
 خواسته شده ام که این نحو قصر
 از چند سرے به کار دارد
 امروز درین رباط فانی
 شمع که درین سیاه خانه است
 روزم به امید او سفید است
 باشد که بر دل ز جست بحیم

نه نقش دند نقشبندی بود
 آنچه نهاده از جمیع بود
 این مشت خیال را فروپیں
 امروز درین حسنه اب بشییں
 جانم به همان زمین فتاوی است
 اینجا تنم از چهار و قضا داشت
 من نیز بجنایم به رفتار
 ساقی می نقشبند پیش آر
 دارم به همان زمین سروکار
 من صید توام کمند پیش آر ۶۰
 آن نیست که آورده باش او
 هر چند کمند عذری بود
 بر لاشد خرے چه کار دارد
 آن ہوئے ختن شکار دارد
 در حلقة آن کمند فانی است
 عطاء که نقشبند ثانی است
 در چشم آن کمند آسود
 آن رشته که پارسا قلب بود
 در چشم آن کمند بنها و
 آن خواجه سبند گان آزاد
 من چون چو سے چنیں نیارم
 در گان نمک سگ از شبند
 در چشم آنکه سه یار حپار گرد
 خشته شده ام که این نحو قصر
 یک حمام از بیشتر که دارد
 بنی می که دران زلال نوشاں
 خواسته شده ام که این نحو قصر
 از چند سرے به کار دارد
 امروز درین رباط فانی
 شمع که درین سیاه خانه است
 روزم به امید او سفید است
 باشد که بر دل ز جست بحیم

لئے اشارہ بحضرت مولانا یعقوب چرخی فتحی مفتاح اللہ سرہ

اے ارجمند حسین تو دافی
خاک و شدم رسول خود را
در دیده من حبیدا نیافی
وے پشم و چراغ نور بیان
بنواند سیاه خانہ دارو
ایں چتر سیاه را شرف دد
اے خوش خش دروں تپه در
سر حبیده مرغزار بیش
نعم السبدل نہ میں لطیف
فردوس پہ درگفت جیں سود
دیده شرف ابو تراجمی
حاصل شدہ سیر لامکان
با سیر لما خلق ت الافتلاک
با ایں گرد نسبتیں کجا بود
مضون ابو تراب گویم
ہستی پہ خدا کے خود پیروز
و ز آب بغا فرد شستہ
ور دکھن پائے خود چہ امکان
سر سلسلہ چہار علی بود
کچ سو حسن و حبیب داد
کزوں کے حکم فی کثیرہ بکشاد
ستور پہ زیر پرده خاک
پس باشتہ د صادق نکوزاد

گفتم سُخنے ز کام رافی
در دیده کشم قبول خود را
اے حناک مدینہ در کج باقی
اے مردم پشم و در بیناں
در باب غم آشیانه دارد
سوزندۀ عشم کمن تلف به
اے نور دل چپار عنصر
اے در تو تاج آفسندر نیش
اے نور تو چوں فلک ہویدا
اے چجله خواب گاد مقصود
اے از تو زمیں بد بین حسنا رافی
اے آمدہ نور آسمانی
سبحان اللہ چہ نسبت حناک
اوستہ کمال مصطفی بود
من حصل این خطاب گویم
خاک اندر جما عست که مردند
از سطوت نور در شکسته
کردی نہ بہ پیشست پیسے زلیشاں
سر حلقة خش کیاں علی بود
زان حسند و نهر سبند بکشود
معروف و سری جنیبد بعد از
یک سوئے دگر طبیفہ پاک
سبطین رسول وزین حشتاد

این سلسله از طلاقے ناب است
 القصه ابو تراپ این است
 هر چند غرض در بین کرام است
 یکیں سرمشته بجبا بود
 گر خاک مدینه می شنودم
 در دست حس ملان را ازش
 اے خواجہ پارگاه سرد
 وه وہ چه زبان پاک دارم
 این تنهک بساط در نور دم
 گویم سرد سرد رسن است این ۱۰۰ مذاخ پیغمبر من است این
 سبحان اللہ بلند ذات است
 تحال حروف عالمیات است

سلسله پیران طریقت رحمت اللہ علیهم اجمعین

پو صادق یافت ملک سیدنا محمد
 ز صدیق و سلام دزفت احمد
 ذ خبره و اشت شد فور علی نور
 بران معنی که آبایے کرامش
 دو ر پیر راند صادق سعی سبطام
 ہماں عنشوہ په ملک خر قان بود
 پو شاه خر قان مند نشیں شد
 کیمے طوسی نثار انشان برآمد
 ذ گنجوری په سلطانی در آمد
 ولیمهد فندریدول بود و جمشید
 ز فرزندان آں هصر دلاست

چهارم آفتاب دیگر بیت حور
که خضرش در صدوف بود است متوجه
عمر سے را کہ در پرده آستمن صفو
زمین بخند وائی آس منبع نور
نگنند از کفت قلم مانی دشای پور
خبار حشیم بد افشار زده از سور
په نبیت جند پر را بنشاده از سور
زبان بجسام موسی دار ببر طور
که کم بودیش نقش غیر مخلوط
فراعین هوا مکنون د مقدور

گرامی خواجه احمد را از فرے ۲۰ خرابات جهان شد بیت معمور
و جود خواجه و انفاس پاکش

چو شدش فیض و فردوس تقاپو

بهم آجنب ختم شد ایں سعی مشکور

تاریخ تولد برخورد دار خواجه عباد اللہ و برخورد دار خواجه محمد عبداللہ

که در یکی سال زاده هست تولد شد نسلیم اشرف ایله

بے برگ گزشت زندگانی

پو درم سر دیکے به سایه خود سند

افتاد شگونه بد ستم

دیدم ناگه بس ارب شگفت

پشکفت بہار - در خطے آورد

بنود دو دیر شاہ ہوارم

اما م وقت ابو یعقوب بیمهت
عزیز مصر را در خلف شد
نقاب نیستی افکت در درسر
کنوی خلوت کرد سلطان دین آت
چوشاه نقشبند افراشته رایت
پهیے نقشی نشان خوبیش گم کرد
جنید و بازیز پر آورده بکب جا
برآمد ساقی ناگاہ سرست
اما نسته دار ابو یعقوب چرخی
فر و نشند در بنیل جلا بش

گرامی خواجه احمد را از فرے ۲۰ خرابات جهان شد بیت معمور
و جود خواجه و انفاس پاکش

چو شدش فیض و فردوس تقاپو

بهم آجنب ختم شد ایں سعی مشکور

در باغ طرادوت جوانی

هر گزند شمیزده بیٹے فرزند

آخربہ بیٹے اسید بیشم

طبع غزل نشاط می گفت

تاریخ شناس تیزیز بیں مرد

زاں ہائے دو چشمہ بہارم

در بیک تاریخ گشته ظاہر
 در بار در خست شد دو بادام
 بگوشتند چهار ماه و اکثر
 ۱۰ روز بیم از ریح اذل
 هفتاد و دین سیاه خانه
 کاینک شب در دشمنی ماش
 کیم شعله غریب خود شکن بود
 نظر گیا در آیت نادم
 کا پدر به پناه صبح خبیث ای
 شد دامن شب چه بره اندوز
 کاینک به تویی سپارم ای بود
 کا سلام پر شکل آدمی زاد
 ایمان محمدیش خواهیم
 ۲۰ شد بند ویکے بزرگ نامے
 ان شاء الله شفیع من با
 گوید زم آن سخن که داند
 او مفاس و من حنفیه شاه
 هنیش بخیا لم کاربیدن
 سرگرمی آستانه او
 می بود حنفیه دار پیوست
 در بیوه حبیال من اثر کرد
 زاده کیم لقب نهادش
 آمد بزمیں چه باد فور روز

یعنی که همان دو نور باشد
 بالبید پس از مرد بر ایام
 با پیش خلور آس دو گوشه
 آن گشته در پی خرابه نزل
 بود آخر چشم کان بیگانه
 خود شید گزید خوابگاهش
 انگشت پلاں در دهن بود
 زین سقفت در پیچه پاک شدند
 خود نیز به شرق شد گرینماں
 زین طرفه نشاط خاطر افراد
 قطب از طرفه نفس بر آورد
 اندر مکوت خلخل افتاد
 گفتند که تهییت رسانیم
 در حنانه کتری عسلانه
 این نام نجسته دلک زاد
 بر درگه خواجه ام رساند
 گوید که زست بر کارم آگاه
 کارش همه گردی من قبیله
 من بودم و لفشد خانه او
 پیچاره فلت دریه تهیید است
 چوں با نع طبیعتش بر آ درد
 چشم ملکی شناخت زادش
 الیقته در ای گوشتن روز

کردند موذنان اسلام ۳۰ مجلیب را ذال بگو ششش اعلام
 تا فطرت او ثبات یا پد
 بخیزد هلا موذن غیر
 این خسته بسے نیاز مند است
 گریکدم الہ از تو گیسم
 یک شعله نور ده به روزم
 خود را به تو باز می سپارم
 در خود نیم از من سپیر روز
 این عمر کده باد بوده بسته
 بے دوست بحق دوستداری
 پاں از توفیتم بنازماندن ۳۰ اذ من سبق مناق خواندن
 بحران تو حصل جاده دلی است
 افتاد که چنین نه می هر کس
 گرجی علی الصلاة گوئی
 دزیر گفتن شوم منه ایم
 من مرده دوست در نازم
 افتاد به صفحه تحبلی
 گردند و کون مدح خواهم
 این نقش وجود بر تراش
 پاں اللہ گوئے تابعو ششم
 در راه الله ارشوم نیست ۵۰ حاجت بساع اکبرم نیست
 در پشم من آن الک عظیم است
 من بیکدم سرد تمام دارم

ملکیب را ذال بگو ششش اعلام
 دین ابویں بر شیا بد
 در گوش من آر باگ لاریب
 یک شحمد از بست پسند است
 واللهم که همان زمان بسیدم
 تاحث ما سوا بوزم
 می بسیدم و شعله می گزارم
 خود شعله خوبیشتن بر افراد
 این مرگ حبلی ست و ده بتر
 خواپان تو ام محباں سپاری
 کریم خان مسنداق خواندن
 در پیش تو مرگ زندگانی است
 کریم خان علی الصلاه نه می هر کس
 هم خود به صلاة من بپوئی
 رشک همه زندگان عالم
 بسیان اللہ بخود بستانم
 گویم و هوالذکر یعنی
 فَذَ أَفْلَحَ أَبْغَیْ تُشَانِم
 بیکرم از اذال شنوده باشم
 اینک چو صدوف تمام گوشم
 ۵۰ حاجت بساع اکبرم نیست
 دانم که صراط مستقیم است
 یک رشحه حیات کام دارم

چوں من بروم چچ کم چچ بیمار
 سر رشته ر شخه هم بجسام است
 بسرا بی اوست هم ز جایے
 عالی است ذ حرف اندک دیش
 سچانک تبیت این چچ حرف است
 سر رشته ععتل سود بابت
 ایمان محمدی گز یه م
 آن خواجه بیست عفنی کامل
 تحقیقی رو چنین که دانم
 گویند که عاقبت و دانا است
 دافی که من از کدام باشم
 افتاده همان بخار و خون در
 دارم دلکه تمام افعال
 بسم الله نام من کدام است
 نام که مرا ز من رهاند
 پاں خامد به صهل قصه زن چنگ
 چوں تولد و گر آور
 هنگام ماه رب و پگاه ششم
 چوں روز ز روشنی الباب
 در ظلمت شب چو ساعت قدر
 در آخر فتد و بله نوافی
 خوشید پیش تجتند آمد
 تاصیح پیش شتاب برخاست

از رشته کفا بیست این کار
 چوں در بگردی غرض نام است
 گز حسر رسید به تشه کارے
 نز غلط مفت ام در دیش
 در بایے ازل بیش شنگون است
 امی بیس حکیم شله نفابت
 من حسن قه عاتقے در بیدم
 از قید تفسنگ م چه حاصل
 من بیس محمدی همه گمانم
 هر چند که خلق ناشناست
 استادم و داشتم کست بم
 طفلم که خوردہ شیری مادر
 بگز شته هنوز پیش سلطان
 گمانم و کار جبده خام است
 نام که کزو مرا بخواست
 اینجا سر عقل می خورد سنج
 تاریخی که چو شد نمودار
 افتاده به بحر و بر طلاق
 چوں صبح رسید هندر شب
 چوں ماه تمام مندرج صدر
 بازور مجتبت حبند افی
 با خود جست کمال سرد
 در عین شب آفتاب برخاست

نشان طلسم خود نمودند
 آن شب در معرفت کشودند
 کردند ستارگان بدو سر
 خوشید به اخواب خود در
 ای عرصه تیره شد نمودار
 در پیده شپرای چو کم زاد ۶۰ در حضرت پس ایں دوکثرت افتاد
 افتاده نه تیره و نه روشن
 چون سر کشد آفتاب بر من
 روشن به جایب اجنبیا کم
 گل تیره پر متذم فتن گم
 در پرده چینیں ظهور داد
 خود نیز حباب نور دارد
 چون نیز باجست بجا در آید
 گر پرده ز روئی خود کشید
 ایں طفلا را با د نما فی
 یارب که طلسم خود کشت فی
 چون خسل ز دانه سر برآرد
 خود را بطنام خود گزارد
 در بحر تو چون جایب رفتند
 چندیں همه آفتاب رفتهند
 در مون خودش نکن پریشان
 ایں قطوه هم از شمار ایشان
 باشد کامم از د بر آید
 بس شنید و بس خرابه ای دست ۹۰ در حضرت یکدم آبم ای دست
 هر جایب که ترشح تو بینم
 اے بحر طلب بکام من شو
 در العشق آیم و نشیشم
 من جایم چه عی کنم گرد ایم
 امر و نیزیکے جایم من شو
 مشتاق تو ام و هن کشایم
 بحر سخن ایستاده بسته
 اکنون دهنم کشاده بهتر
 زین گفت دشنه د حاصله غیبت

جران و خوشش باید مزیست

قطعه اول

از سال نامه دوم از تاریخ است

این صوت تو عرض هشیانست ۱۹ اسرار عجیب در دنیان است

نہ بار کشن نہ قید رفتار ۲۰ اول فتد مش مقام دپدار
ایماں برہنسہ بادہ تو ۲۱ فندوس دل کشادہ تو
دوزخ صفتے کر از تو دو راست ۲۲ سیحان اللہ عجیب صور است
من گرچہ کہ آتشیں داعشم ۲۳ از نجات تو شگفتہ یعنی
اے زاہد حنام طبع بیکار ۲۴ خود را گرد و جر عد می دار
و رپائے طبیعت خرامت ۲۵ یک قطرہ نہ درد می تماست

تاریخ تولد پر خوردار خواجہ عبید اللہ و خواجه محمد عبید اللہ کہ در بیکسال ہنولہ خند
در پانع طراویت جوانی ۱ بے برگ گزشت زندگانی
ہر گز نشیریدہ بونے فند زند ۲ بودم سرہ بے بیباہ پر خود سند
در خاڑ کھتریں عشا لامے ۳ شد بندہ بیکے بزرگ نامے
ویں نام خستہ و ملک زاد ۴ انتہا اللہ شیفع من با و
بر درگہ خواجه ام رساند ۵ گوید ز من آں سخن کہ داند
گوید کہ دستہ کارم آگاہ ۶ او مغلس و من حند بیٹہ شاہ

تاریخ تولد پر خوردار خواجہ خود و اسمہ خواجه محمد عبید اللہ سلسلہ
گل شکرے بو الجھے دست داد ۱ شکر سہندی گل ترک زاد
بلکہ زکشیر گل زعفران ۲ شد شکر آلوہ سہند دست
شاخ گل از پانع ولایت شناخت ۳ از فتد حہنڈ شکر آب یافت
شاخ بنتے شد انیں طرف فن ۴ آنبتہ اللہ نباتات حفظ
بلکہ نہ لے اسست بروں از جهات ۵ آمدہ در عرصہ ایں شاہ مات
گرچہ فرو منتہ درین یک مہ ۶ بار در است از اثر قرب عمد
آمدہ پس در خم ایں تیسہ ختم ۷ ماہ رجب بود صباح ششم

کرو قسم سال و لادت رقصم
باں بشمار انجپر قسم زو قسم

رباعیت

سنته الاحرا

سبحان الله نہ بے خشک امتعال^۱ عالی ذ تقدیر و مبتداء نہ جیاں
از نور لفتش ضمائر مشخون دز سر سرایش جهان مالا مال

۲

نور نے بجز از کون نکرداست قبول	گویند وجود کون کو نیت حصول
بر طبق فراغ است و بر فوقی احوال	والله کرد درین پرده سان الغیب است

۳

بل در عدم ایجاد ثابت قدم اند	بشناس که کائنات رو در عدم اند
باقي همچنان نمود نور قصد م است	و بین کون متعلق از جیاں و وهم است

۴

بغیر کرہ در دل بسیر و نش نور	در دلے ز عجوجی بصدق نوع ظهور
یا بسته افواح نمود رش باطن	دال ظاہر در پرده و حدست متنور

۵

دنخوبیں دو کون را حشاد و رداده	دانی که در عدم چسان بخشاده
سادت شنیده بسته در دل ابیریں	در بسیر دل عکس آن عکوس افتاده

۶

اوصورت و حق آئینه عکس نیست	این است بیعت که حق را باما
هر صورت در ظهور شرط او گردید	این نسبت اسباب ازیں و پیدایت

کل کسب کر نزد مانگشتہ عیاں
حق موجود است و قادر مطلق است آوت
در مذہب اهل حق جوزاں ہمچوں اس
ویں مشتت خیال حجۃ و هم است دکل

حادیث کہ نباشد بد و آں پا بیندہ
 سبحان اللہ ذہبے خیال با طل
تاپیر کشند پر حادیث آئیندہ
این است وجود رے عدش ز بیندہ

آنچاکہ حق است جملگی بے سبب است
کسے کہ وجود او بجز وہ نہیں نیست
از کن فیکون جوزاں روشن بیں عجیب است
نیست بخن اکنڈ کسے بے ادب است

ہر صورت علمیہ کہ مستش گوئی
معلوم کہ صہل است وجود علم است
زار ہست کہ بولے اصل انو میبوئی
جمل است اگر جوزاں روشن میبوئی

مکن کہ خرد ذرحدیش بکشاد
او درستی دستی اندر و سے بود
در بد و نظر پر مستش فتوی داد
بے چارہ پر اشتباہ نامے بیناد

از صفائی مے د لطافت جام
ہر جام است غیبت گوئی مے
در ہم آمیخت رنگ جام ددم
بامام است نیست گوئی جام

ایں صورت علمیہ کہ در جلوہ گریت
اور اک رکب است و مرآ خدا است
از خال و خلش جمال مقصود بریت
در و سے ہم خپیم بود ان زبے لبریت

در علم دو دجه است بثہب و بیب
کبھی چہ پشاہ است کبھی چو عجیب

در وجد شاهد ہمہ زنگ اسست و تبیز
در وچہ عجیب نہیں نشان اسست و تبیز

۱۵

ایں علم بیسط بیے تبیز اسست و نشان
چوں حاصل نمازہ ندارد نہ تو ان
در ساحت اواره نہ این آؤندہ آں
تحصیل نمود کیس محال اسست عیاں

۱۶

از حضرت ذات بہرہ استہلاک اسست
آں بروفت اسست نامش اور اک بیسط
انہلا کے کہ از تصویر پاک اسست
آنجا چہ فحیل داش و اور اک اسست

۱۷

اور اک بیسط موطن محدود فنا
ایں اسست تفاصیل کہ دریں بیک طقیس
ہر جا ہستی اسست دار د آنجا ماؤ دا
ظاہر شدہ جفت بعریں حد تثنا

۱۸

ہنگام شور از بین هست اہم عالی
در پر دھن لفڑ کیب ظہر کے دار د
پر چند کہ ہست اسست و انش خالی
ایں اسست تیجہ علوم حسالی

۱۹

لیکن باید کہ فرد آں باطن پاک
در دیدہ رسیں کون حصوی ماند
ہر لحظہ نیافتہ ز تمام اور اک
تمایافت شود تیجہ استہلاک

۲۰

یارب چہ کلائیشے بے چارہ
ہستی بہ کمال قرب لز و مستور است
کن کے حقیقت نشود آواره
کون اسست حصول در دش بیارہ

۲۱

خواہی کہ جمال غیر عدل یا بی
در ذات حسن دلکھ کرد باطن
ز نہار طلب کمن کہ مشکل یا بی
در نکر چنین مشنو کہ باطل یا بی

۲۲

بنشین که خالی است که دیگر بینی
در منظر موضع مقصود بینی

خواهی حق را به غمیزه منظر بینی
می کوش که بی صورت شخصیت را

۲۳

بیے دائره آں نقطه نیامد به عیان
آں نقطه درود به جلوه گشته عیان

حق نقطه جو الله جهان دائره دار
آن دائره صورت علوم نقطه است

۲۴

وال فکل نسود احتیارات نقطه
خط نقطه داره مرآة نقطه

گر نقطه جو الله بود ذات نقطه
گر در پر جهان که جمله مرآه حق است

۲۵

در نقطه عرض داره شد مشهود
اعیان سهر عارض اند عرض وجود

هر چند که دائره ذ وهم است و نسود
گویند که در نظاره کشف و شهود

۲۶

بپول کشد از دائره و از خطسر
در باطن علمش نه بود بیسیع اثر

گر نقطه بجوانگه خود آنے در
در ظاهر حلم گر کج دراست شود

۲۷

این باطن را بپول ز خاکه دانی
هر چند کمی تجربه شن نتوانی

پاں تا نخنی غلط که از کم دافی
ظاهر بدنے که بپول روشن

۲۸

بعنی ز صفاتی خود در حق بنهاد
از هستی چگونه علم و قدرت افتد

هر جا هستی است از بنا است جاد
هستی چ بذ است خود علیم است و قدر

۲۹

رمی است که قادر برید و دانست

در بر شکل که زنگ هستی پیدا است

لیکن ہر کب پسے تردگشتہ در ظاہر علم از بی صفتیای بحث است

۳۰

چوں نقطہ کہ دائرہ دار و مٹکن
منظر بجز ارجمند نہ ظاہر زن

حق روح جمال نفس و آفاق بدن
ظاہر در و سے ہم صفات نقطہ است

۳۱

دان لیس کشک در دخیلہ زن است
گھر سے فضل است گہا بیس قرن است

ایں ظاہر بے شل بیان بدن است
روح است به اعتبار اخلاقی وجود

۳۲

آں لیس کشکه سمع است و بصیر
آں مخلص غنی است و ماسونی مخلص نیز

ہم پیز نگ است پار و ہم زنگ پیز
ایں سمع و بصر خواہ این دار و گرے

۳۳

از طقی و سمع صاحب پیل عجب است
در باطن خود نام آریات ب است

تنزیہ فقط علم سوئادب است
مد ظاہر کریات بے تنبیہ است

۳۴

در اکثر تنزیلات تو جویش غیبت
سهی است و در اگرچہ جویش غیبت

تبییہ را کریت تنسیہ نہیں نیست
ایں نکتہ ز فرشتہان شیر باید

۳۵

وین مشت خیال سر برنا بغا است
دانگاہ نظر اره کن کہ حق موجود است

چوں ظاہر علم پرده مقصد است
از نقش و میسے بیعت گریز

۳۶

شد ظاہر و باطن تو در کار نقش
کاسان شودت شکست بازار نقش

ہر حس تو نہیں زانہار نقش
برنجیز و جمال نقشبندی اطلب

۳۶

پوں نقش نہاده رُخ نہ بے نقش آری زان لوح وجود سخن برداری
 نور بیرونگ تر جانش گرداد ز منار که دل پر تر جاں نہ سپاری

۳۸

بیس راز منفعت راعیت از شود آن بے رنگے چو پر تو اند از شود
 و امکن بے انتشار ہر راز شود ہر جانور بیست برکشند حیله بخود

۳۹

گرد د د جاں ز تر جاں مالا مال گوبیند که چو رسد تذلی بے کمال
 گوش از ہمہ جانش بشود بانگ تعالیٰ چشم از ہمہ سو سرمه ما زاغ کشد

۴۰

واجنب پر جلوہ گاہ حیائی نہاده کام ممکن زنگناے حد مناک شیده کام
 بر لوح صورت آمد شہود خاص و عام در جبر قم که ایں ہر نقش غریب چیز

۴۱

ایں است مقام کنست سمعہ شبونو اگر کشته بہر نمود پیو ده گرد
 بنیشیں و بہر طرف مشود تگ ف د در تست نموز که بیس بے طرف است

۴۲

حروف آناؤ گئی راخطے پر سرکش یک لحظے سے پر جیب سنتی در کش
 یعنی که نگار نیستی در پر کش گر مر در ہی بہ نامزادی خو کن

۴۳

دیں روشنی از نور تمام فقر است ایں سکتے کہ من ذدم بنام فقر است
 کام راه از سرحد تمام فقر است بر پیغمبر خواجہ احرار بیگیر

۴۴

خامش شدہ خامہ و فہری بست دست آمد چوڑ باغی پر چهار از هشرات

ماهم سخنی را که پر شرخش گفته‌یم کردیم تمام بر صحنه صدوات

۳۵

اندیشه پوار بجهن خود بپرد بسر
در تفرقه اش چو اهل ظاهره منگد
در هر شاهنامه نباید نشان داده خبر
هر چند که هست کل یوم فی شاه

۳۶

نمی خواهد درین نامه بس اسرار است
فهمش ز متقدید خرد و شوار است
محبوده مسلسله الاحرار است
از کون و مکان بقید انش فرزند

۳۷

در راه خدا جمله ادب باید بود
تاجان باقی است رطلب باید بود
در بیاد باید کرد و خشکاب لب باید بود
در بیاد باید اگر بر کامت ریزند

۳۸

بدست من امشتب چو بس ارست
غم پیچو پلال لا غر و کاسته است
در شب غمیشیم که فتنه برخاسته
لای صبح بروں بیبا که ترکان مستنه

۳۹

صرخه شیم ز سیل حذر کن که آهیم
ترمی کنم به گریه و افسرده می ردم
آن گلپنهم به با غ قو کز یک نیم لطف
نشکفتة ام هنوز که پژ مرده می ردم

فرود

از تو که بیزگ با چندیم صور
بهم شیوه بهم منته خبره سر

من از بیمه بجست نشان همی دیم
که استخوان عزیزان به ساحل افتاده

می گز ششم زعنفم آسودہ کن گا گز کبھی ۳ عالم آشوب نگلے ہے سر را ہم گفت

بیغیر آنکہ پر روز سیاہ خود گردید ۱ دگر ز دیدہ باقی چہ کار می آیہ

من در جہ ذیل تین ریا عیاں اور چار فرد کے متعلق صحیح طور پر مہبیں کہا جا سکتا کہ آپ کی ہیں یا کسی اور کی ہیں اس سلسلہ میں تحقیق کرنی ضروری ہے۔

۱

آنجا کہ کمال کبریاے تو بود ۱ عالم نے از بحر عطاءے تو بود
مارا چھدہ حمد و ثنایم نہ سزاے تو بود ۲ ہم حمد و ثنایم نہ سزاے تو بود

۲

من کیستم اندر چہ شمارم چہ کسم ۱
باہر ہئے سکافش باشد ہو سم
ایں میں کہ کسد ز دور بانگ ہرم
در قافلہ کہ اوست دامن نہ رسم

۳

جانا بقمار خانہ رندے چند اند ۱
بامروم کم عبار کم پیو ندند
رندے چند اند کس نہ داند چند اند
برشیہ و نقہ ہر دو عالم خندند

حکاہ خور شید و گھے در پاشوی ۱ حکاہ کوہ قافت و گه حنقا شوی

تو نہ آں پاشی نہ ایں رذات خوبیش ۲ اے بردن از وہم ہادیش بیش

ما کیتم اندر بھائی پیج پیج ۳ چول الٹ او خود ندار و بیسکیمیک

در بیغاکت نہ دامن ہی پنڈ شتم دامن ۴ از بیں پنڈ اگونا گوں پی زین دنیش پیشاں

$\frac{2}{2}$
 $\frac{4}{96}$

11 12 13

$\frac{2}{25}$
8

31

12 13
14

4 22

33
16

32 -

74
9 11 14 9
15

78
78

7 -
324

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library